موت سے سوگ تک کے تمام مسائل کا

انسائیکلوپیڈیا

کتابُ الجنائز

پروفیسر ابو حمزہ محمد اعظم چیمہ

www.KitaboSunnat.com

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ

مکتبہ اسلامیہ
MAKTABA ISLAMIA

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

کتاب الجنائز

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موت سے سوگ تک کے تمام مسائل کا

انسائیکلوپیڈیا

کتاب الجنائز

پروفیسر ابو حمزہ محمد اعظم چیمہ

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ اسلامیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب

کتاب الجنائز

252، 26

ا ــ و ــ ک

تالیف

پروفیسر ابو حمزہ محمد اعظم چیمہ

ناشر ---------- محمد سرور عاصم

اشاعت ---------- 2015ء

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

لاہور: بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

0300-8661763
/maktabaislamia1
www.maktabaislamiapk.com
maktabaislamiapk@gmail.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

- عرض ناشر 14
- مقدمہ 16

باب:1

موت کی حقیقت

- موت ایک اٹل حقیقت 24
- امام کائنات ﷺ کا سفر آخرت 32
- موت کا وقت اور جگہ مقرر ہے 35
- موت سے فرار ممکن نہیں 36
- موت کو یاد کرنا 36
- موت کی خواہش اور دعا کرنا 37
- موت کی حالتیں 38
- بیماری کی حالت میں موت 38
- بیماری گناہوں کو مٹا دیتی ہے 39
- مریض کی عیادت کرنا 40
- مریض کا آخری وقت 42
- موت کی شدت 44
- اچانک موت 45
- شہادت کی موت 46
- خودکشی 49

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◆ رجم کی حد لگنے سے موت واقع ہونا 50

موت سے پہلے کے معاملات

◆ موت کے وقت اللہ تعالیٰ پر اچھا گمان رکھنا 52
◆ حقوق کی ادائیگی 52
◆ وصیت کرنا 53
◆ وصیت نہ کرنے کے نقصانات 57

باب:2

تجہیز و تکفین

◆ موت کے بعد کے معاملات 59
◆ میت کو چادر میں لپیٹ دینا 60
◆ استرجاع (انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا) 61
◆ صبر کرنا 62
◆ نوحہ کرنا 64
◆ فصل 64
◆ میت پر رونا 66
◆ میت پر واویلا کرنا اور چیخنا چلانا 69
◆ جنازے کی اطلاع دینا 71
◆ ڈھول پیٹنا 72

میت کو غسل دینا

◆ غسل کون دے؟ 73
◆ میاں بیوی کا ایک دوسرے کو غسل دینا 74

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- غسل کے وقت پردہ کرنا 75
- میت کی پردہ پوشی کرنا 76
- شہید کو غسل دینا 77
- غسل کی نیت 78
- غسل سے پہلے تسمیہ پڑھنا 79
- میت کو غسل کیسے دیا جائے؟ 80
- میت کو غسل دینے کے بعد خود غسل کرنا 82
- میت کو کفن دینا 84
- میت کو کفن پہنانا ضروری ہے 87
- شہید کو کفن دینا 87
- کفن میں ایثار کرنا 89
- کفن کی کیفیت 89
- خوشبو لگانا 93
- قبر میں کفن کی گرہیں کھول دینا 94
- حالت احرام میں فوت ہونے والے کا کفن 95
- نمازِ جنازہ کا حکم 96
- میت کو تابوت میں دفن کرنا 96
- جنازے کو جلدی لے کر جانا 97
- جنازے کو کندھا دینا 98
- جنازہ اٹھانے کی کیفیت 99
- جنازے کے ہمراہ چلنا 101
- جنازے کے ساتھ آگ لے کر چلنا 105

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◆ جنازے کے لیے کھڑا ہونا 106

◆ کھڑے نہ ہونے کی رخصت 108

باب: 3

نماز جنازہ

◆ نماز جنازہ کس کی پڑھی جائے اور کس کی نہ پڑھی جائے؟ 114

◆ کفار 116

◆ مشرک 117

◆ بدعت مکفرہ کا مرتکب 120

◆ منافق 124

◆ گستاخ رسول ﷺ اور دیگر شعائر اسلام کی توہین کرنے والا 126

◆ ختم نبوت کا منکر 127

◆ باطل وگمراہ فرقے 128

◆ جہمیہ 129

◆ مرجیہ 129

◆ قدریہ 130

◆ متصوفین 131

◆ تناسخ 133

◆ خوارج 133

◆ روافض 137

◆ ناصبی 139

◆ تارک نماز 142

◆ کافر، مشرک یا منافق کی عزت کرنے والا 143

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- رسول اللہ ﷺ نے بعض اوقات جن کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی 146
- مقروض 146
- خودکشی کرنے والا 148
- جس پر حد قائم کی جائے 149
- وصیت میں زیادتی اور ناانصافی کرنے والا 151
- خائن 152
- فصل 153
- جو بچہ مرا ہوا پیدا ہو یا پیدا ہوتے ہی فوت ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ 153
- جنین 153
- سقط 153
- طفل 154
- صبی 155
- فصل 161
- سقط کے دفن سے متعلق احکامات 162
- فصل 163
- مفقود کی نمازِ جنازہ 163
- ولد الزنا کی نمازِ جنازہ 166
- شہید کی نمازِ جنازہ 167
- شہید کی تدفین 169
- شہید کی نمازِ جنازہ کا جواز 169
- غائبانہ نمازِ جنازہ 171
- نمازِ جنازہ کون پڑھائے؟ 177

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- کسی کو نمازِ جنازہ پڑھانے کی وصیت کرنا 181
- نماز جنازہ کہاں پڑھائی جائے؟ 181
- کن اوقات میں نمازِ جنازہ پڑھنا اور میت کو دفن کرنا ممنوع ہے؟ 184
- اجتماعی جنازے 185

باب:4

نماز جنازہ کا طریقہ

- باجماعت نماز جنازہ 187
- جنازے میں نمازیوں کی کم سے کم تعداد 187
- نماز جنازہ میں زیادہ سے زیادہ افراد ہونے چاہئیں 188
- ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کے بارے میں گواہی 188
- فوت شدگان کو برا بھلا کہنے کی ممانعت 190
- نمازِ جنازہ کے لیے وضو کرنا 191
- نمازِ جنازہ کے لیے صفیں بنانا 193
- خواتین کا نمازِ جنازہ میں شریک ہونا 194
- قبرستان میں نمازِ جنازہ پڑھنا 195
- نمازِ جنازہ کے لیے امام کہاں کھڑا ہو؟ 195
- نمازِ جنازہ کھڑے ہو کر پڑھنا 197
- نمازِ جنازہ کے لیے نیت کرنا 198
- نمازِ جنازہ میں تکبیرات کی تعداد 198
- کیا رفع الیدین ہر تکبیر کے وقت کرنا چاہیے؟ 200
- نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا 201
- پہلی تکبیر کے بعد کیا پڑھا جائے؟ 203

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◆ دوسری تکبیر کے بعد کیا پڑھا جائے؟ 204
◆ تیسری تکبیر کے بعد پڑھی جانے والی دعائیں 205
◆ نماز جنازہ سری یا جہری پڑھی جائے؟ 209
◆ نمازِ جنازہ کی دعاؤں میں ضمائر کی تبدیلی کرنا 209
◆ نمازِ جنازہ میں بچے کے لئے دعا کرنا 210
◆ چوتھی تکبیر 211
◆ سلام پھیرنا 212
◆ نماز جنازہ کے بعد دعا 213
◆ نمازِ جنازہ سے سلام پھیرنے کے بعد کے اذکار 214
◆ نمازِ جنازمیں بعد میں شامل ہونے والا کیا کرے؟ 214
◆ جنازے سے واپسی پر ورثا سے اجازت لینا؟ 215

باب:5

تدفین

◆ مسلمانوں اور کافروں کا قبرستان الگ الگ ہونا چاہیے 219
◆ مسلمان کی میت کو مسلمانوں ہی کے قبرستان میں دفن کرنا چاہیے 221
◆ میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا 222
◆ ممنوعہ اوقات میں تدفین 226
◆ میت کو رات کے وقت دفن کرنا 226
◆ قبر کی کھدائی کرنا 228
◆ دفن کون کرے؟ 231
◆ قبر میں گھاس یا کپڑا بچھانا 234
◆ میت کو کس سمت سے قبر میں اتارا جائے؟ 235

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- میت کو قبر میں کتنے آدمی اتاریں؟ 236
- میت کو قبر میں اتارتے وقت کیا پڑھا جائے؟ 236
- میت کو قبر میں رکھنے کے بعد قبلہ رخ کرنا 237
- قبر پر مٹی ڈالنا 239
- قبر کی ظاہری کیفیت کیسی ہو؟ 240
- قبر پر ہری ٹہنی گاڑنا 242
- قبر پر پانی چھڑکنا 243
- قبرستان میں وعظ ونصیحت کرنا 247
- دفن کرنے کے بعد قبر کے قریب کھڑے ہو کر میت کے لئے دعا کرنا 248
- قبر کے قریب دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانا 249
- لاوارث میت کے متعلق احکام ومسائل 252
- مجنون اور دیوانے کی نماز جنازہ 254
- تدفین کے بعد واپسی 255
- عذر کی بنا پر میت کو منتقل کرنا 256
- میت کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرنا 257
- میت کے گھر والوں کا لوگوں کو اکٹھا کرنا 259
- فصل 261
- تعزیت اور سوگ 263
- ہیجڑے کے متعلق احکام 271
- فصل 272
- وہ اعمال جنہیں قبر کے پاس کرنا حرام ہے 273
- ایسا انسان جو سمندر میں فوت ہو جائے 280

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- مصنوعی اعضا کو میت کے جسم سے الگ کرنا 281
- جسم کے بعض حصے یا کسی ایک جز کی نماز جنازہ پڑھنا 282
- قبر کھودتے وقت کسی میت کی ہڈی وغیرہ ملنا 283
- کفن چور کا حکم اور اس کی سزا 284
- کیا میت کا پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے؟ 287
- فصل 289
- میت کا اپنے اعضا عطیہ کرنا 290
- قبرستان کے آداب 290
- خواتین کا قبرستان جانا 292
- زیارت قبور کے مقاصد 293
- قبروں پر جوتے پہن کر چلنا 298
- میت کو ثواب پہنچانا 301
- قرض کی ادائیگی 301
- روزوں کی ادائیگی 302
- حج کی ادائیگی 303
- نذر کا پورا کرنا 304
- میت کی طرف سے صدقہ کرنا 304
- غلام آزاد کرنا 305
- انسان کے فوت ہونے کے بعد اسے کن چیزوں کا ثواب پہنچتا ہے؟ 306
- فصل 308
- فصل 310

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْأَمِيْن، أَمَّا بَعْدُ:

انسان کی زندگی عارضی اور فانی ہے کیونکہ جو بھی اس جہاں میں آتا ہے بالآخر اسے یہ چھوڑ کر جانا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ﴾ ''ہم نے تمھیں اسی (مٹی) سے پیدا کیا اور اسی میں تمھیں لوٹائیں گے۔''①

نیز فرمایا: ﴿وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى﴾ ''اور آخرت کہیں بہتر اور بقا والی ہے۔''②

یہی ہر انسان کا مشاہدہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو بقا نہیں، خواہ وہ کتنا ہی زور آور اور مال و زر والا کیوں نہ ہو! حتیٰ کہ پیغمبر بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندے ہونے کے باوجود موت سے استثنا حاصل نہیں کر سکے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ○ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ﴾ ''ہر چیز جو زمین پر ہے فنا ہونے والی ہے، صرف تمھارے رب کی عظمت و عزت والی ذات باقی رہے گی۔''③

جب انسان کی روح نکلتی ہے تو اس کا سفر آخرت شروع ہو جاتا ہے اور دینِ اسلام میں جس طرح دنیوی زندگی کے ہر مرحلے کی عمدہ رہنمائی موجود ہے، اسی طرح سفرِ آخرت کے آغاز، یعنی روح نکلنے سے لے کر تجہیز و تکفین کے بعد تک کے تمام مراحل کی بھی مکمل رہنمائی موجود ہے۔

راقم الحروف کی ایک عرصے سے خواہش تھی کہ مسائلِ جنازہ سے متعلق ایک جامع کتاب شائع کی جائے جس میں موت سے سوگ تک کے جمیع احکام و مسائل ایک لڑی میں اس طرح پرو دیے گئے ہوں کہ عام سوجھ بوجھ رکھنے والا شخص بھی اس سے بھرپور استفادہ کر سکے اور ترتیب ایسی ہو کہ کسی دقت کے بغیر مطلوبہ مقام پر پہنچا جا سکے۔

---

① ۲۰/ طٰہٰ: ۵۵۔ ② ۸۷/ الاعلیٰ: ۱۷۔ ③ ۵۵/ الرحمٰن: ۲۶، ۲۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری سوچ کے عین مطابق یہ اہم کام ہمارے دیرینہ دوست، معروف مولف پروفیسر ابوحمزہ محمد اعظم چیمہ حفظہ اللہ نے بڑی ذمہ داری سے سرانجام دیا ہے۔ جزاہ اللہ خیرًا

یہ کتاب اپنے موضوع پر منفرد حیثیت کی حامل ہے بلکہ ایک مکمل انسائیکلوپیڈیا ہے۔ صاحبِ کتاب نے بھرپور محنت اور باریک بینی سے ان مسائل کا بھی جائزہ لیا جو کسی وجہ سے اختلافات کی بھینٹ چڑھ گئے ہیں اور ان میں راجح موقف کو دلائل و براہین کی روشنی میں واضح کیا ہے۔

مکتبہ اسلامیہ کے رفقاء مولانا عبداللہ یوسف ذہبی مولانا محمد یوسف صدیقی اور مولانا کاشف الرحمن سیف حفظہ اللہ نے بڑی محنت سے تصحیح و تنقیح کی ہے، اسی طرح کمپیوٹر سیکشن کے احباب جن میں فیصل مقبول کی کمپوزنگ اور عبدالواسع صاحب کی ڈیزائنگ کی کمال مہارت نے کتاب کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ جزاھم اللہ خیرًا

میں اللہ رب العزت کے حضور دعا گو ہوں کہ ہماری ان خدمات کو شرفِ قبولیت بخشے اور روزِ قیامت انہیں ہماری نجات کا ذریعہ بنائے، آمین۔

محمد سرور عاصم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْن، أَمَّا بَعْدُ:

اللہ تعالیٰ نے جس وقت سیدنا آدم علیہ السلام کو جنت سے نکال کر خلافت ارضی سے نوازا تو ساتھ ہی اس زمین پر رہنے کے لیے دستورِ حیات بھی عنایت کیا اور فرمادیا کہ اگر اس کے مطابق زندگی گزارو گے تو جس گھر سے تمھیں نکالا گیا ہے وہاں پر واپس آجاؤ گے اور نافرمانی کی صورت میں تمہارا ٹھکانہ کہیں اور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ ہُدًی فَمَنْ تَبِعَ ہُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَ لَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ وَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج ہُمْ فِیْہَا خٰلِدُوْنَ﴾ ①

”بات یہ ہے کہ تمھارے پاس میری طرف سے ضرور ہدایت آئے گی تو جس نے میری ہدایت کی پیروی کی، ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے البتہ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا تو وہ لوگ جہنمی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔“

اس آیت میں یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ ہدایت صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اس کے علاوہ صرف گمراہی اور ضلالت ہے، چنانچہ اس آسمانی ہدایت کا انکار کرنے والے اور اسے جھٹلانے والے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ ہُدًی ۵ فَمَنِ اتَّبَعَ ہُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَ لَا یَشْقٰی﴾ ②

”تمہارے پاس میری طرف سے ضرور ہدایت آئے گی تو جس نے میری ہدایت کی پیروی کی، وہ نہ تو گمراہ ہوگا اور نہ مصیبت میں پڑے گا۔“

---

① البقرۃ: ۳۸، ۳۹۔ ② طٰہٰ: ۱۲۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں بھی ہدایت اسے کہا گیا ہے جو رب ذوالجلال کی طرف سے آئے، جس نے اس ہدایت کی پوری طرح بغیر حیل و حجت کے پیروی کی اور اسے اپنا لیا، وہ نہ تو دنیا میں سیدھے رستے سے بھٹکے گا اور نہ جنت سے محروم رہ کر بدنصیب ہوگا۔

یہ ہدایت اللہ تعالیٰ زمین پر سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد پر مسلسل بھیجتے رہے حتیٰ کہ اس ہدایت کے آخری پیغمبر، امام کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر اس آسمانی ہدایت کو مکمل کر دینے کا اعلان فرما دیا:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ [1]

”آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا۔“

اس آیت مقدسہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی شکل میں ہدایت کو ہر پہلو اور ہر لحاظ سے مکمل کر دیا ہے۔ طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المومنین! آپ اپنی کتاب میں ایسی آیت پڑھتے ہیں کہ اگر یہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو عید بنا لیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کون سی آیت؟ اس نے یہ آیت پڑھی: ﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اس دن اور اس جگہ کو جانتے ہیں جہاں یہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ آپ میدان عرفات میں کھڑے تھے، پچھلے پہر کا وقت اور جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ [2]

لہٰذا اب فقط یہی ہدایت ہے جو مکمل بلکہ اکمل ہے جس پر عمل پیرا ہو کر دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔ کوئی فرد، ادارہ، پارلیمنٹ، مفسر، محدث، فقیہ، مجتہد اور مجدد

---

① المائدہ: ۳۔ ② صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب زیادۃ الایمان و نقصانہ: ۴۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں کمی بیشی کرنے کا کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ نہ کسی کی یہ حیثیت ہے کہ وہ اللہ کے اس دین میں نقب لگائے جسے نازل کرنے والا خود اللہ تعالیٰ ہے اور وہی اس کا محافظ ہے۔

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾ ①

''یقیناً ہم نے اس ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

اسے جبریل امین علیہ السلام لے کر آئے جو خود بھی امین ہیں اور اس کائنات کے سب سے بڑے امین سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور اسی پر عمل کرنے کو دنیا و آخرت میں سلامتی کا ضامن ٹھہرایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ ②

''سو لازم ہے کہ وہ لوگ ڈر جائیں جو اس کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں (یہ نہ ہو) کہ انہیں کوئی فتنہ آپہنچے یا دردناک عذاب آپہنچے۔''

دنیا میں فتنے اور آخرت میں دردناک عذاب سے بچنے کا صرف اور صرف ایک ہی ذریعہ ہے کہ امام کائنات، سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری اطاعت و فرمانبرداری کی جائے کیونکہ یہی حق ہے اور حق کو لوگوں کی آراء، خواہشات، مفادات اور سوچوں کے تابع نہیں کیا جا سکتا۔ اگر حق کو دبانے کے لیے اسے کسی فرد یا ادارے کے ماتحت کر دیا جائے یا اسے کسی فرد یا ادارے کا پابند بنا دیا جائے اور اس پر عمل کسی فرد، ادارے، پارلیمنٹ، مفسر، محدث اور فقیہ وغیرہ کی رضا مندی اور اجازت سے مشروط کر دیا جائے تو اس کائنات کو تباہ و برباد ہونے سے کوئی نہیں بچا سکتا، یہ رب تعالیٰ کا قانون ہے:

﴿ وَ لَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴾ ③

''اور اگر حق ان کی خواہشوں کے پیچھے چلے تو یقیناً زمین و آسمان اور جو کچھ

---

① الحجر: ۹۔ ② النور: ٦٣۔ ③ المومنون: ٧١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں سے سب تباہ ہو جائیں، بلکہ ہم ان کے پاس نصیحت لے کر آئے
لیکن وہ نصیحت سے منہ موڑنے والے ہیں۔''

سید الکونین ﷺ حق کی علامت ہیں، وہی حق لے کر آئے ہیں اور جو کچھ وہ اس کائنات والوں کے لیے چھوڑ کر گئے یعنی کتاب وسنت، تو یہی حق ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر نہ صرف آپ ﷺ کی اتباع اور پیروی کا حکم دیا اور آپ کو حرفِ آخر اور آپ کے قول کو فیصل قرار دیا بلکہ اسے دل و جان کی خوشی اور فراخی سے تسلیم کرنے اور اپنے دل میں کسی بھی قسم کی تنگی یا ناراضی محسوس نہ کرنے والوں کو ہی اصل مومن قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ ①

''(اے نبی) تیرے رب کی قسم! وہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے حتی کہ آپ کو اپنے جھگڑے میں فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں جو آپ فیصلہ فرمائیں، اسے دل و جان سے تسلیم کر لیں۔''

جب اللہ رب العزت اور سید الکونین ﷺ کا فیصلہ آ جائے تو پھر اس میں کسی قسم کی حیل و حجت، چون و چرا، اگر مگر، چونکہ چنانچہ اور لیت ولعل کے ذریعے بہانہ سازی کر کے اسے نہ ماننا، اس کی حقیقت تبدیل کر دینا، اس میں ترمیم و تبدیلی کرنا، اس قسم کا اختیار کسی کے پاس نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ ②

کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ فرما دیں اور اسے اپنے معاملے میں فیصلے کا اختیار بھی ہو

---

① النساء: ٦٥۔ ② الاحزاب: ٣٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(یاد رکھو) جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو گویا وہ کھلی گمراہی میں ہے۔"

اللہ جل جلالہ نے زندگی گزارنے کے لیے بہترین نمونہ آقائے نامدار ﷺ کو بنایا ہے تاکہ آپ کے نقشِ قدم پر چل کر دنیا و آخرت میں فوز و فلاح حاصل کر سکیں اور خاص کر وہ جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن نجات کی امید رکھتے ہوں اور اللہ کے دیدار، ملاقات اور آخرت میں اس کی رحمت کی امید رکھتے ہوں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللهَ كَثِيرًا﴾ ①

"یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول (کی ذات) بہترین نمونہ ہے، ہر اس آدمی کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہو۔"

رسول اللہ ﷺ کا یہ مقام و مرتبہ صرف آپ کی زندگی تک محدود نہیں بلکہ آپ ہمیشہ کے لیے کائنات کے نبی و امام ہیں اور آپ قیامت تک آنے والوں کے لیے جو ہدایت بتا کر گئے ہیں اس پر عمل کر کے ہی دنیا و آخرت میں کامیابی اور سرخروئی حاصل کی جا سکتی ہے اور ہر قسم کے دنیاوی فتنوں اور اخروی عذاب سے بچا جا سکتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

«تَرَكْتُ فِيكُمْ شَيْئَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُمَا: كِتَابُ اللَّهِ وَسُنَّتِيْ وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ» ②

"میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں ان دونوں (کو اپنانے) کے بعد تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے: اللہ کی کتاب اور میری سنت اور یہ دونوں ہرگز جدائی اختیار نہیں کریں گی۔ حتی کہ یہ دونوں حوض (کوثر) پر مجھے پیش کی جائیں گی۔"

جو لوگ جان بوجھ کر موضوع روایت گھڑ کر نبی ﷺ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں

---

① الاحزاب: ۲۱۔ ② المستدرك للحاكم: ۳۱۹، صححه الالبانی فی الجامع الصغير: ۲۹۳۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ یہ آپ ﷺ کی ذات اقدس پر بہتان ہے تو ان کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ» ①

''جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا تو یقیناً اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لیا۔''

بعض لوگوں نے بدعات ایجاد کر کے شریعت کو بدل ڈالا مثلاً: نئی نئی رسمیں و مسائل تراشے اور لوگوں کو اصل دین سے دور لے گئے، ان کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے:

''میں حوض (کوثر) پر تمہارا پیش رو ہوں گا، جو میری طرف سے گزرے گا وہ اس کا پانی پیے گا اور جس نے اسے پی لیا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی، البتہ میری طرف ایسے لوگ بھی آئیں گے جنھیں میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے، پھر میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ حائل ہو جائے گی اس سے اگلی حدیث کے الفاظ ہیں کہ میں کہوں گا: یہ تو میرے (امتی) ہیں تو کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کون کون سی بدعات ایجاد کیں؟ میں کہوں گا: دور کر دو، دور کر دو، ہر اس شخص کو جس نے میرے بعد دین کو تبدیل کر دیا۔'' ②

آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ» ③

''جس نے ہمارے اس معاملے (دین) میں کوئی نیا کام ایجاد کیا جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے۔''

---

① صحیح البخاری، کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبی ﷺ: ۱۰۷؛ صحیح مسلم، المقدمة: ۳/۳۔ ② صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب فی الحوض: ٦٥٨٣۔ ③ صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی جور: ۲٦۹۷؛ مسلم، کتاب الاقضیة، باب نقض الاحکام الباطلة: ۱۷۱۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہی اصولوں کے مطابق میں نے جس موضوع کا انتخاب کیا ہے، اس کا تعلق اس وقت سے ہے جب انسان اس دنیا سے رخصت ہو رہا ہوتا ہے۔ ہر انسان کو آخر کار اس دنیا کو چھوڑنا ہے اور اپنی اگلی منزل کی طرف روانہ ہونا ہے، یہ دنیا اس کا مستقل ٹھکانہ نہیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سو گئے، جب آپ بیدار ہوئے تو چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو پر تھے۔ ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے لیے کوئی بچھونا بنا دیں؟ آپ نے فرمایا: ''میرا اس دنیا سے کیا واسطہ؟ میں تو اس دنیا میں صرف اس مسافر کی طرح ہوں جو کسی درخت کے سائے تلے، آرام کرتا ہے اور پھر (اس جگہ کو) چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔''①

جب یہ دنیا کا مسافر اگلی منزل کی طرف روانہ ہوتا ہے تو دنیا والوں کے ذمے کیا ہے اور وہ اسے کس طرح روانہ کریں؟ میں نے کوشش کی ہے کہ اس موقعہ پر پیش آنے والے معاملات مثلاً: کفن، نماز جنازہ اور تدفین وغیرہ کے مسائل کتاب وسنت کے مطابق بیان کردوں۔ ہمارے ہاں عموماً مسلمانوں کو جنازے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا علم نہیں ہوتا، دعائیں تک یاد نہیں ہوتیں۔ لوگوں کو خوش کرنے کے لیے جنازے میں حاضری تو دے دی جاتی ہے لیکن میت کو غسل دینے اور دفن کرنے کے مسائل کا علم نہیں ہوتا۔ اس کتاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقے کے مطابق تمام مسائل کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔

دین اسلام، دنیا کا واحد دین ہے جو پوری دنیا کو دلائل کی بنیاد پر چیلنج کرتا ہے کہ آؤ دلائل کی دنیا میں بات کرو، لہٰذا اگر اس کتاب میں کسی فقہی مسئلہ میں دلیل کے ساتھ کسی کا رد کیا گیا ہے تو یہ دین اسلام کا حسن ہے، کسی کو برا بھلا کہنا کسی کو برے القابات سے نوازنا یا گالی وغیرہ دینا مقصود نہیں اور نہ ہی یہ اسلام کا شیوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں معبودان باطلہ کو بھی برا بھلا کہنے سے روک دیا ہے، لیکن ان کی اور ان کے ماننے والوں کی تردید خوب کی ہے، ان کے نظریات وعقائد کو کھول کھول کر بیان کیا ہے اور ان کی غلطیاں واضح کی ہیں۔

① سنن الترمذی، ابواب الزھد باب حدیث ما لانیا الہ کراکب استظل: ۲۳۷۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے مسائل میں اختلافات بیان کرنا اور کسی دوسرے کا رد کرنا عین شریعت ہے اور کسی بزرگ، امام یا عالم کو برا بھلا کہنا روا نہیں۔ جس طرح محدثین عظام نے لاکھوں راویانِ حدیث پر جرح وتنقید بھی کی اور ان کی تعدیل بھی کی ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو آج احادیث کی حیثیت ہمارے سامنے واضح نہ ہوتی۔ اس لیے اگر میرا بیان کردہ کوئی مسئلہ کسی بھائی کو پسند نہ آئے یا اس کے مزاج کے موافق نہ ہو تو دلائل سے میری اصلاح فرما دے۔ اس لیے کہ ہم تو حق کے متلاشی ہیں اور ہمیشہ کتاب وسنت کے سامنے اسی طرح سر جھکائے ہوئے ہیں جس طرح کسی شاعر نے کہا ہے۔

مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ صفائی ہو
ادھر فرمانِ محمد ہو ادھر گردن جھکائی ہو

میں مشکور ہوں محترم بھائی عبد اللہ رفیق صاحب شیخ الحدیث لوکو ورکشاپ، محترم عبداللطیف صاحب شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ بہاولپور اور محترم مولانا ھود صاحب مدرس دار القرآن کا جنھوں نے کتاب پر نظر ثانی فرمائی اور قیمتی مشوروں سے نوازا، پھر محترم بھائی عارف مجید کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس کی ابتدائی کمپوزنگ کی اور قیمتی آراء دیں، اسی طرح محترم حافظ عبدالشکور صاحب جو کہ عالم دین اور بہترین خطیب ہیں، کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے بھی کتاب پر قیمتی آراء سے مستفید فرمایا۔

پھر محترم بھائی محمد سرور عاصم صاحب ﷾ اور ان کی پوری ٹیم کا مشکور ہوں جنھوں نے اس پر شبانہ روز محنت کر کے اسے طباعت کے مراحل سے گزارا اور اسے شائع کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی زندگیاں کتاب وسنت کے مطابق گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں کتاب وسنت کے سیدھے راستے پر قائم فرمائے اور آخرت کے دن رسول اللہ ﷺ کے مبارک ہاتھوں سے ہمیں آب کوثر پلائے اور جو چند الفاظ لکھے ہیں انہیں اپنی بارگاہ میں قبولیت کا درجہ دے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔

ابو حمزہ محمد اعظم چیمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 1

موت کی حقیقت

موت ایک اٹل حقیقت

موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جس کا آج تک کوئی انکار نہیں کر سکا اور نہ ہی کر سکتا ہے۔ چنانچہ موت کا پیغام ہر نیک و بد کے لیے مستلزم ہے، بقا تو صرف رب ذوالجلال والاکرام کی ذات کو ہے۔ باقی ہر چیز کو فنا ہے۔

اللہ رب العزت اسی حقیقت کو قرآن حکیم میں ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ ①

''ہر جان موت کو چکھنے والی ہے۔''

مزید فرمایا:

﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ ②

''(اللہ) کے چہرے کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔''

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ○ وَّ يَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْإِكْرَامِ﴾ ③

''زمین پر موجود ہر چیز فنا ہونے والی ہے صرف تیرے رب کا چہرہ باقی رہنے والا ہے جو کہ عظمت اور عزت والا ہے۔''

زندگی اور موت کی حالتوں کو اس طرح سمجھا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

① آل عمران: ۱۸۵؛ العنکبوت: ۵۷۔ ② القصص: ۸۸۔ ③ الرحمن: ۲۶، ۲۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا ۛۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴾ [1]

''غور کرو جب آپ کے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب نے جواب دیا: کیوں نہیں! ہم سب گواہ ہیں۔ (یہ عہد اس لیے ہے کہ) تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے۔ یا یوں کہو کہ شرک کی ابتدا تو ہمارے بڑوں نے کی اور ہم ان کے بعد ان کی نسل میں سے ہوئے تو کیا ان کی غلط راہ رویوں کی وجہ سے تو ہمیں ہلاکت میں ڈال دے گا؟''

اسی آیت مقدسہ کی تفسیر کے بارے میں حدیث ملاحظہ ہو: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے نعمان یعنی عرفات میں آدم علیہ السلام کی پشت (اولاد) سے عہد و پیمان لیا۔ چنانچہ اس کی پشت سے تمام اولاد جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کرنی تھی نکالی اور اس کے آگے چیونٹیوں کی طرح بکھیر دی، پھر ان سے کلام کیا (دوسری روایت میں ہے کہ آمنے سامنے کلام کیا) فرمایا: ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! تو ہم نے گواہ بنایا تا کہ تم قیامت کے دن ایسا نہ کہو کہ ہم تو اس سے غافل تھے یا یوں کہو کہ شرک کی ابتدا تو ہمارے بڑوں نے کی اور ہم تو ان کے بعد ان کی نسل میں سے ہوئے تو کیا ان کے غلط عقائد کی وجہ سے تو ہمیں ہلاکت میں ڈال دے گا؟ [2]

یہ حدیث بالکل صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔ صرف امام نسائی رحمہ اللہ نے ایک راوی کلثوم بن جبیر کے متعلق کہا کہ اس کی روایت مضبوط نہیں جبکہ یہ راوی صحیح مسلم کا ہے۔

---

[1] الاعراف: ١٧٢، ١٧٣۔ [2] السنن الكبرى للنسائي: ١١١٢٦؛ مسند احمد: ٢٤٥٥؛ المستدرك للحاكم: ٤٠٠٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام حاکم رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔شیخ البانی رحمہ اللہ نے السلسلة الصحيحة :۱٦۲۳ میں اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

اگرچہ کچھ بزرگوں نے چند احادیث بیان کر کے اس آیت کی تاویل کی ہے کہ اس کا تعلق انسانی فطرت سے ہے اور فطرت والی احادیث درج کی ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ انسانی فطرت والی احادیث بالکل صحیح ہیں اور توحید باری تعالیٰ انسانی فطرت میں قائم کر دی گئی ہے اور ہر پیدا ہونے والا بچہ اسی فطرت پر پیدا ہوتا ہے جسے بعد میں اس کے والدین یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔اس میں کوئی ابہام اور شک تو سرے سے ہے ہی نہیں اور نہ ہونا چاہیے، لیکن اس کا تعلق اس آیت کی تفسیر سے نہیں۔ اس آیت کی صحیح تفسیر جو خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کی وہ یہی ہے جو مذکورہ حدیث میں گزری اس آیت کی تفسیر کے بعد محترم حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں:

"اس کی یہی تفسیر صحیح اور حق ہے۔اس سے عدول اور کسی اور مفہوم کی طرف جانا صحیح نہیں کیونکہ یہ مرفوع حدیث اور آثار صحابہ سے ثابت ہے اور اسے مجاز پر بھی محمول کرنا جائز نہیں۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت کو چھوا تو ان کی پشت سے وہ تمام روحیں نکل آئیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آدم علیہ السلام کی اولاد سے پیدا کرنا تھا اور ان میں سے ہر انسان کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور کی کچھ چمک رکھ دی، پھر انہیں آدم علیہ السلام کے سامنے لایا گیا تو انہوں نے پوچھا: اے میرے پروردگار! یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ تیری اولاد ہے تو انہوں نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا جس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کی چمک انہیں پسند آئی۔ پوچھا: اے رب! یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیری اولاد میں آخری امتوں میں سے ہے، اس کا نام داود ہے تو آدم علیہ السلام نے کہا: اے رب! تو نے اس کی عمر کتنی رکھی ہے؟ فرمایا: ساٹھ سال تو آدم علیہ السلام نے کہا: اے رب! اس کو میری عمر سے چالیس سال مزید دے دے۔ جب آدم علیہ السلام کی عمر پوری ہو گئی اور موت کا فرشتہ آیا تو آدم علیہ السلام نے کہا: کیا میری عمر کے ابھی چالیس سال باقی نہیں؟ فرشتے نے کہا: کیا آپ نے یہ عمر اپنے بیٹے داود علیہ السلام کو نہیں دے دی تھی؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدم علیہ السلام نے انکار کیا تو ان کی اولاد نے بھی انکار کر دیا، آدم علیہ السلام بھول گئے تو ان کی اولاد بھی بھول گئی اور آدم علیہ السلام نے خطا کی تو ان کی اولاد نے بھی خطا کی۔''[1]

اس حدیث میں ان لوگوں کی بات کا بھی رد ہے جنہوں نے پیچھے گزرنے والی حدیث پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ گواہ کو وہ بات یاد تو ہونی چاہیے جس کی گواہی اس نے دینی ہے جبکہ وہ عہد کسی کو یاد نہیں۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ جب آدم علیہ السلام کو اس وقت کا کیا ہوا وعدہ یاد نہ رہا تو اولاد کو کیسے یاد رہے گا؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے:

''روحوں کے گروہ کے گروہ جمع تھے تو جن روحوں کی وہاں باہم پہچان تھی ان کی یہاں بھی باہم محبت ہوتی ہے اور جو وہاں ایک دوسرے سے ناواقف تھیں وہ یہاں بھی خلاف رہتی ہیں۔''[2]

---

[1] سنن الترمذی، کتاب التفسیر، سورة الاعراف: ٣٠٧٦؛ وقال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح، وقال الالبانی: حسن؛ المستدرك للحاكم: ٣٢٥٧؛ وقال الحاكم: صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه، وقال الذهبی: على شرط مسلم۔

[2] صحيح البخاری، كتاب احاديث الانبياء، باب الارواح جنود مجندة: ٣٣٣٦؛ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب الارواح جنود مجندة: ١٥٩/ ٢٦٣٨؛ عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان مذکورہ دلائل سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایک جہان عالم ارواح ہے جہاں روحیں موجود ہیں۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تخلیق کیا ہے اس وقت سے ہی اللہ تعالیٰ نے تمام روحیں جنہیں قیامت تک کے لیے اس دنیا میں بھیجنا تھا، آدم علیہ السلام کی پشت سے نکالا، ان سے اپنی ربوبیت کا عہد و پیمان بھی لیا اور وہاں یہ جتھوں اور لشکروں کی صورت میں موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں ان کی باری پر اس دنیا میں بھیجتا ہے۔

دنیا میں اس روح کو بھیجنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنا طریقہ کار قرآن حکیم میں ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

﴿ يَآيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّ غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ وَ نُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ۚ وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ﴾ ①

”اے لوگو! اگر تمہیں (موت کے بعد دوبارہ) اٹھائے جانے میں شک ہے تو (یاد رکھو کہ) ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر ایک قطرے سے، پھر کچھ جمے ہوئے خون سے، پھر گوشت کے ایک لوتھڑے سے، کسی کی پوری بنائی اور کسی کی پوری نہیں بنائی تاکہ ہم تمہارے لیے (اپنی قدرت) واضح کریں اور ہم جسے چاہتے ہیں ایک مقررہ مدت تک رحموں میں ٹھہرائے رکھتے ہیں، پھر تمہیں ایک بچے کی صورت میں نکالتے ہیں تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو پھر تم میں سے کسی کو (جوانی میں) فوت کر لیا جاتا ہے اور کسی کو نکمی عمر (بڑھاپے) کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے تاکہ وہ جاننے کے بعد بھی لاعلم ہو۔“

اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

① الحج: ۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ ۚ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُم بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَيِّتُونَ﴾ (1)

''یقیناً ہم نے انسان کو خالص مٹی سے پیدا کیا، پھر اسے نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں ٹھہرایا، پھر نطفہ کو ہم نے جما ہوا خون بنا دیا، پھر اس خون کے لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا بنا دیا، پھر گوشت کے ٹکڑے کی ہڈیاں بنا دیں، پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر دوسرے مرحلے میں اس کو پیدا کر دیا۔ برکتوں والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے۔ اس (زندگی) کے بعد تم سب یقیناً مرجانے والے ہو۔''

ان آیات کی تفسیر خود جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ارشادات عالیہ سے نوازا اور آپ نے صادق ومصدوق ہونے کے ناطے فرمایا:

''تم میں سے ہر ایک کا مادہ (نطفہ) اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک جمع رکھا جاتا ہے، پھر چالیس دن تک جما ہوا خون رہتا ہے، پھر چالیس دن تک گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں رہتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ (اس کے پاس) ایک فرشتے کو بھیجتے ہیں، جسے چار کلمات کا حکم دے کر کہا جاتا ہے کہ وہ اس کے اعمال، اس کی روزی، اس کی عمر اور اس کا بدبخت ہونا یا نیک بخت ہونا لکھ دے۔ پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے پھر تم میں سے کوئی ایسا ہوتا ہے جو ساری عمر نیک کام کرتا رہتا ہے حتی کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی کتاب (تقدیر) غالب آجانے کی وجہ سے وہ جہنمیوں والا کوئی عمل کر لیتا ہے

(1) المؤمنون: ١٥،١٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح ایک شخص (ساری عمر) برے اعمال کرتا رہتا ہے حتیکہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس پر وہ کتاب (تقدیر) غالب آ جانے کی وجہ سے وہ جنتیوں والا عمل کر لیتا ہے۔''①

مذکورہ دلائل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ماں کے رحم میں نطفہ ٹھہر جانے کے چار ماہ بعد اس میں انسانی روح پھونکی جاتی ہے اور اس کی عمر، رزق، اعمال اور اس کے بخت لکھ دیئے جاتے ہیں پھر وہ ایک مخصوص وقت تک شکم مادر میں رہتا ہے یعنی عالم ارواح سے ماں کے پیٹ میں منتقل ہو گیا لیکن ابھی تک دنیا میں نہیں آیا۔ یہ ایک متعین عرصہ ماں کے پیٹ میں گزارتا ہے، پھر اس کی عمر اگر ماں کے پیٹ کے اندر ہی پوری ہو جائے تو یہیں سے وہ اگلے جہان میں چلا جاتا ہے۔ اگر یہ ماں کے پیٹ کے اندر ہی کسی وجہ سے قتل ہو جائے تو اسکے والدین کی تکلیف کا احساس کرتے ہوئے اس کی دیت شریعت نے مقرر کی ہے۔

ماں کے پیٹ سے وہ اِس دنیا میں منتقل ہوتا ہے تو اسے (اس دنیا کی) زندگی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾②

''تم کیسے اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہو؟ حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا، پھر وہ تمہیں موت دے گا، پھر زندہ کرے گا، پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

اس آیت مقدسہ میں پہلی زندگی سے مراد اس دنیا کی زندگی ہے اس سے پہلے والی حالت کو بھی موت کہا گیا ہے اور اس کے بعد والی حالت کو بھی موت کہا گیا ہے اور پھر اس موت کے بعد انسان کو اٹھا کر اللہ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

---

① صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق، باب ذكر الملائكة: ٣٢٠٨؛ صحيح مسلم، كتاب القدر، باب كيفية الخلق الآدمي في بطن امه وكتابة رزقه واجله وعمله: ١ـ ٢٦٤٣ـ ② البقرة: ٢٨ـ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ ①

''آپ کہہ دیجئے! اللہ ہی تمہیں زندہ کرتا ہے، پھر وہی تمہیں موت دیتا ہے، پھر تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا، جس میں کوئی شک نہیں، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

انسان دنیا میں آنے کے بعد اپنی مقررہ عمر پوری کر کے جب آگے کا سفر اختیار کرتا ہے تو اس سفر کو موت کہا جاتا ہے کیونکہ اس دنیا میں اس کا وقت پورا ہو گیا جہاں اس کی حیثیت فقط ایک مسافر کی تھی۔ اس کا سفر ابھی جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں یہی فرمایا ہے کہ موت کے بعد پھر زندہ کر کے اپنے رب کی طرف لوٹائے جائیں گے لیکن یہ بات طے ہے کہ جب اس کی منتقلی ایک جہان سے دوسرے جہان کی طرف ہوتی ہے تو وہ پہلے جہان میں ہرگز واپس نہیں جا سکتا۔

آدمی جب اپنی باری پر اگلے سفر کو روانہ ہوتا ہے تو دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جانے تک کا ایک وقفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴾ ②

''اور ان (مرنے والوں) کے آگے (قبر کا) پردہ ہے اس دن تک کہ جب وہ (دوبارہ) اٹھائے جائیں گے۔''

دو چیزوں کے درمیان حجاب اور آڑ کو برزخ کہتے ہیں۔ دنیا اور آخرت کی زندگی کے درمیان جو وقفہ ہے اسے برزخ سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ مرنے کے بعد انسان کا تعلق دنیا کی زندگی سے ختم ہو جاتا ہے اور آخرت کی زندگی کا آغاز اس وقت ہو گا جب تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ یہ درمیان کی زندگی جو قبر میں، پرندے کے پیٹ میں یا جلا ڈالنے کی صورت میں مٹی کے ذرات میں جو گزرتی ہے یہ برزخ کی زندگی ہے۔ انسان کا یہ وجود جہاں بھی ہو اور جس بھی شکل میں ہو چاہے وہ مٹی میں مل کر مٹی بن چکا ہو،

① الجاثية_٢٦_ ② المؤمنون: ١٠٠_

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راکھ بنا کر ہواؤں میں اڑا دیا گیا ہو، دریاؤں میں بہا دیا گیا ہو، یا کسی جانور کی خوراک بن گیا ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ سب کو ایک نیا وجود عطا فرما کر میدان محشر میں جمع فرمائے گا۔ [1]

اس برزخی زندگی کی کیفیت کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ قبر میں سوال وجواب، حساب وکتاب، جزاوسزا کے عمل پر ہمارا مکمل ایمان ہونا چاہیے لیکن اس کی کیفیت اور اس کا عرصہ کتنا ہوگا یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

یہ انسانی سفر کے ادوار ہیں، پہلا سفر عالم ارواح کا ہے جس میں جتنی دیر اللہ تعالیٰ نے چاہا رکھا اور جو ابھی تک نہیں آئے انہیں جتنی دیر چاہے رکھے گا۔ پھر انہیں ان کے مقررہ وقت پر اس دنیا میں بھیجتا ہے اور یہاں سے مقررہ وقت گزرنے کے بعد عالم برزخ میں منتقل کر دیتا ہے، پھر وہاں سے عالم بعث میں اٹھائے گا۔ یہ دنیا کی زندگی اس پورے عمل کا صرف ایک جزو ہے لیکن اس جزو میں کیے گئے اعمال ہی برزخ اور یوم بعث میں کام آئیں گے۔ اس دنیا سے عالم برزخ میں جانے کے لمحے کو موت کہا جاتا ہے۔ وہ لمحہ کہ جس وقت اس کا اس دنیا سے رابطہ وتعلق منقطع ہو جاتا ہے اور عالم برزخ سے تعلق شروع ہو جاتا ہے بالکل اسی لمحے کی طرح جب وہ شکم مادر سے اس دنیا میں آیا تو اس لمحے کو اس کی پیدائش کا لمحہ کہا گیا اور اسی سے اس کی زندگی کا آغاز ہوتا ہے تو دوسرے لمحے کو جس لمحے میں اس دنیا کی زندگی سے رابطہ منقطع ہوتا ہے اسے موت کا لمحہ کہا جاتا ہے۔

امام کائنات ﷺ کا سفر آخرت

ہر کسی نے اس مرحلہ سے گزرنا ہے حتیٰ کہ سید ولد آدم امام کائنات ﷺ بھی اس مرحلے سے گزرے ہیں اور جب آپ ﷺ پر یہ وقت آیا تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے صاحب عزم وہمت بھی ہوش وحواس کھو بیٹھے۔ باقی صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ایسی ہی کیفیت سے دوچار تھے تو ایسے میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انھوں نے موت کی حقیقت واضح فرمائی جس سے صحابہ کرام کو نبی کریم ﷺ کی وفات کا یقین ہو گیا۔

---

[1] القرآن الکریم مع اردو ترجمہ وتفسیر از حافظ صلاح الدین یوسف۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی سنح والی رہائش گاہ سے اپنے گھوڑے پر تشریف لائے۔ گھوڑے سے اتر کر مسجد میں داخل ہوئے تو لوگوں سے کوئی کلام نہ کیا حتیٰ کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں چلے گئے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ارادہ فرمایا، اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حبری چادر میں لپٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے چادر کو ہٹایا، پھر آپ پر جھکے اور آپ کا بوسہ لیا اور فرمایا:

بِأَبِي أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ، لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ، أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا [1]

میرے باپ آپ پر قربان، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ آپ پر دو موتیں کبھی جمع نہیں کریں گے، جو موت آپ پر لکھی گئی تھی وہ آپ پر آ گئی ہے۔''

ابو سلمہ (حدیث کے راوی) کہتے ہیں کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، تو عمر رضی اللہ عنہ نے انکار کیا، پھر فرمایا: بیٹھ جاؤ، پھر انہوں نے انکار کیا تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دینا شروع کیا تو لوگ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ انہوں نے فرمایا:

''اما بعد! تم میں سے جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا (وہ آگاہ ہو جائے) کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بلا شبہ فوت ہو گئے ہیں اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴾ [2]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الدخول على الميت اذا ادرج في اكفانه: ١٢٤١۔ [2] آل عمران: ١٤٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، بے شک ان سے پہلے کئی رسول گزر چکے ہیں تو کیا اگر آپ وفات پا جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں پر پھر جائے تو وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچائے گا اور اللہ شکر کرنے والوں کو جلد جزا دے گا۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! گویا لوگ یہ جانتے ہی نہیں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت بھی) نازل فرمائی ہے حتی کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے تلاوت فرمایا تو لوگوں نے ان سے اس آیت کو سیکھا تو ہر آدمی اب یہی آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا جا رہا تھا۔ ①

ایک اور حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا: ''خبردار! تم میں سے جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو یقیناً محمد ﷺ فوت ہو گئے ہیں اور جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا تھا تو یقیناً اللہ زندہ ہے، اسے موت نہیں آئے گی اور فرمایا:

﴿ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ إِنَّهُم مَّيِّتُونَ ﴾ ②

''بلاشبہ آپ کو بھی موت آنے والی ہے اور یہ بھی مرنے والے ہیں۔''

پھر وہی آیت تلاوت کی جو پیچھے حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ ③

اللہ رب العزت نے ایک اور جگہ اس بات کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

﴿ وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ○ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ﴾ ④

''اور ہم نے آپ سے پہلے کسی بشر کے لیے ہمیشگی نہیں بنائی، تو کیا اگر آپ فوت ہو جائیں تو یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں؟ ہر جان موت کو چکھنے والی ہے۔''

---

① صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الدخول على الميت بعد الموت اذا ادرج في اكفانه، رقم: ١٢٤١، ١٢٤٢۔ ② الزمر: ٣٠۔ ③ صحيح البخاري، كتاب فضائل الصحابة، باب قول النبي ﷺ لو كنت متخذا خليلا: ٣٣٦٨۔ ④ الانبياء: ٣٤، ٣٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موت کا وقت اور جگہ مقرر ہے

آدمی کہیں بھی ہو اور کوئی بھی وقت ہو، موت کی جگہ اور وقت مقرر ہے۔ موت اسی جگہ اور اسی وقت پر آئے گی، ایک لمحہ کے لیے بھی آگے پیچھے نہیں کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴾[1]

''ہر امت کے لیے ایک وقت مقرر ہے، جب ان کا وقت آ جاتا ہے تو وہ اسے ایک لمحہ بھی آگے پیچھے نہیں کر سکتے۔''

جس طرح موت کے وقت کا تعین نہیں اسی طرح موت کی جگہ کا بھی تعین نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ﴾[2]

''اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس جگہ میں مرے گا؟''

یعنی کوئی انسان نہیں جانتا کہ اسے موت کہاں آئے گی خشکی پر یا پانی میں پہاڑ پر یا فضا میں۔ جب اسے اپنی موت کی جگہ کا علم نہیں تو وقت کا علم کیسے ہو سکتا ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی شخص کی موت کسی زمین میں طے ہو تو کوئی ضرورت اسے چھلانگ لگوا کر وہاں پہنچا دیتی ہے، جب وہ اس جگہ پر پہنچتا ہے جہاں اس کے قدم کا آخری نشان ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی روح قبض کر لیتے ہیں، چنانچہ زمین قیامت کے دن کہے گی: ''اے میرے رب! یہ ہے وہ امانت جو تو نے میرے سپرد کی تھی۔''[3]

---

[1] الاعراف: ٣٤۔ [2] لقمٰن: ٣٤۔ [3] سنن ابن ماجه، ابواب الزهد، باب ذكر الموت و الاستعداد له: ٤٢٦٣۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موت سے فرار ممکن نہیں

موت سے فرار ممکن نہیں۔آدمی جتنا بھی بھاگ لے، کتنی ہی مضبوط فصیلوں اور قلعوں میں گھس جائے، پوری دنیا کے ڈاکٹر و حکیم اس کے علاج پر لگ جائیں لیکن وہ سارے مل کر ایک سانس بھی نہیں بڑھا سکتے اور نہ کم کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اس بات کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

﴿ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ﴾ ①

''تم جہاں کہیں بھی ہو گے، موت تمہیں پالے گی خواہ تم مضبوط قلعوں میں ہو۔''

ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ﴾ ②

''کہہ دیجیے: بلاشبہ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو یقیناً وہ تمہیں ملنے والی ہے۔''

نیز فرمایا: ﴿ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ ﴾ ③

''کہہ دیجیے: تمہیں بھاگنا ہرگز نفع نہ دے گا اگرچہ تم مرنے یا قتل ہونے سے بھاگو۔''

موت کو یاد کرنا

موت کا آنا یقینی اور برحق ہے اس لیے اسے ہر وقت یاد رکھنا چاہیے۔آدمی کوئی بھی کام کرنے لگے، کسی مجلس میں کوئی حرکت کرنے لگے یا کسی بھی جگہ، کسی بھی وقت کوئی غلط کام کرنے لگے، شرک کرنے لگے، سنت نبوی ﷺ کی مخالفت کرنے لگے، کسی پر ظلم کرنے لگے، کسی کا حق مارنے لگے، کسی پر تہمت یا جھوٹا الزام لگانے لگے، کسی کی غیبت کرنے لگے، کسی کی توہین و تنقیص کرنے لگے، متکبرانہ چال چلنے لگے یا کوئی بھی کام کرنے لگے تو اسے اپنی موت کو یاد کر لینا چاہیے جس کے متعلق امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

① النساء:78۔ ② الجمعة:8۔ ③ الاحزاب:16۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«اَکْثِرُوا ذِکْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ یَعْنِی الْمَوْتَ»①

”تم لذتوں کو ختم دینے والی موت کو کثرت سے یاد کرو۔“

موت کی خواہش اور دعا کرنا

موت کو یاد رکھنا چاہیے لیکن کسی پریشانی یا تکلیف کی وجہ سے موت کی خواہش ہرگز نہیں کرنی چاہیے اور نہ زندگی سے بیزار ہو کر اس کی تمنا اور دعا کرنی چاہیے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي»②

”تم میں سے کوئی کسی تکلیف کی وجہ سے ہرگز موت کی تمنا نہ کرے اور اگر اس کے سوا کوئی چارہ نہ ہو تو یوں کہے: اے اللہ! جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہے، مجھے زندہ رکھ اور جب موت میرے لیے بہتر ہو تو مجھے فوت کر دے۔“

ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں:

«لَا تَدْعُو بِالْمَوْتِ وَلَا تَتَمَنَّوْهُ»③

”تم نہ تو موت کی دعا کرو اور نہ ہی اس کی تمنا۔“

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم میں سے کوئی ہرگز موت کی تمنا نہ کرے اگر تو وہ نیکوکار ہے تو شاید وہ

---

① سنن الترمذی، ابواب الزھد، باب ماجاء فی ذکر الموت: ۲۳۰۷؛ سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب کثرۃ ذکر الموت: ۱۸۲۵؛ سنن ابن ماجہ، ابواب الزھد، باب ذکر الموت والاستعداد: ۴۲۵۸۔ ② صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء بالموت والحیاۃ: ۶۳۵۱؛ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ، باب کراھیۃ تمنی الموت لضر نزل بہ: ۱۰/ ۲۶۸۰۔ ③ سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب الدعاء بالموت: ۱۸۲۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید نیکی کرے اور اگر وہ گنہگار ہے تو شاید توبہ سے اللہ کی رضا طلب کرے۔"①

حارثہ بن مضرب بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا تو انہوں نے اپنے پیٹ میں داغ لگائے ہوئے تھے، پھر کہنے لگے: میں نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کسی ایک کو بھی اس حال میں نہیں جانتا کہ ایسی کسی آزمائش سے دوچار ہوا ہو جس سے میں دوچار ہوا ہوں، میرے پاس نبی ﷺ کے دور میں ایک درہم بھی نہیں تھا اور (اب) میرے گھر کے کونے میں چالیس ہزار درہم ہیں اور اگر نبی ﷺ نے ہمیں اس بات سے منع نہ کیا ہوتا کہ ہم موت کی تمنا کریں تو میں ضرور اس کی تمنا کرتا۔②

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اگر رسول اللہ ﷺ نے یہ نہ فرمایا ہوتا کہ "تم میں سے کوئی ہرگز موت کی تمنا نہ کرے" تو میں اس کی تمنا کرتا۔③

موت کی حالتیں

موت کئی حالتوں میں اور کئی طریقوں سے وارد ہوتی ہے اور ہر موت کے آخری لمحات اور احکامات الگ الگ ہوتے ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

① بیماری کی حالت میں موت

یہ موت کی عام حالت ہے کہ جس میں انسان مبتلا ہو کر راہی ملک عدم ہو جاتا ہے۔ آدمی مریض ہو گیا، اسے کوئی چوٹ آ گئی یا زخمی ہو گیا جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو گئی تو ایسی موت کو بیماری کی وجہ سے موت یا عام موت کہا جاتا ہے۔

---

① صحیح البخاری، کتاب التمنی، باب مایکرہ من التمنی: ۷۲۳۵۔ ② سنن الترمذی، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی النھی عن التمنی للموت: ۹۷۰؛ امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: حدیث حسن صحیح ہے۔ ③ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ، باب کراھیۃ تمنی الموت: ۱۱/ ۲۶۸۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیماری گناہوں کو مٹاتی ہے

آدمی کی بیماری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ مٹا دیتے ہیں۔ ابراہیم بن مہدی سلمی اپنے باپ اور وہ اس کے دادا (سیدنا ابو خالد سلمی رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

«إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللَّهِ مَنْزِلَةٌ، لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهِ ابْتَلَاهُ اللَّهُ فِي جَسَدِهِ، أَوْ فِي مَالِهِ، أَوْ فِي وَلَدِهِ ثُمَّ صَبَّرَهُ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى يُبْلِغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِي سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى» [1]

''جب اللہ اپنے کسی بندے کو کوئی مقام عطا کرنا چاہتا ہے جہاں وہ اپنے عمل کے ساتھ نہیں پہنچ پاتا تو اسے اللہ تعالیٰ اس کے جسم، اس کے مال یا اس کی اولاد میں آزماتا ہے، پھر اسے اس پر صبر کی توفیق عنایت کرتا ہے حتی کہ اسے اس مقام تک پہنچا دیتا ہے جس کا اللہ کی طرف سے اس کے لیے پہلے سے تعین ہو چکا ہوتا ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی مومن کو کانٹا یا اس اس جیسی کسی چیز سے (تکلیف) پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کا ایک درجہ بلند کر دیتے ہیں اور اس کا ایک گناہ مٹا دیتے ہیں۔'' [2]

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ بیماری کی وجہ سے تکلیف میں تھے۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ تو بیماری کی وجہ سے شدید تکلیف میں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں! مجھے اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنی تمھارے دو آدمیوں کو ہوتی ہے۔'' میں نے عرض کی:

---

[1] سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب الامراض المکفرۃ للذنوب: ۳۰۹۰؛ علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔ [2] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب ثواب المومن فیما یصیبه من مرض: ۲۵۷۲/۴۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا یہ اس لیے ہے کہ آپ کے لیے اجر بھی دگنا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی مسلمان کو کانٹے کی یا اس جیسی کوئی تکلیف پہنچے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کے گناہ ایسے مٹا دیتا ہے جیسے درخت اپنے پتے گرا دیتا ہے۔''①

سیدنا ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے:

''اگر مومن کو کوئی بیماری، تھکاوٹ، تکلیف اور غم پہنچتا ہے حتی کہ کوئی رنج وفکر بھی جو اسے مغموم کر دیتا ہے تو اس کے بدلے میں اس کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔''②

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ام سائب یا ام مسیب کے ہاں تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ام سائب! تجھے کیا ہے کہ تو کانپ رہی ہے؟'' اس نے عرض کی: بخار ہے، اللہ اس میں برکت نہ کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بخار کو برا بھلا نہ کہو، یہ بنی آدم کے گناہ اس طرح ختم کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کی میل کو ختم کر دیتی ہے۔''③

یہ اور اس طرح کی دیگر احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مسلمان کو کوئی بھی بیماری یا تکلیف پہنچتی ہے تو یقیناً اللہ کے ہاں اس کا اجر ہے۔

مریض کی عیادت کرنا

جب کوئی مسلمان بیمار ہو یا اسے کوئی تکلیف پہنچی ہو تو دوسرے مسلمان پر لازم ہے کہ اس کی تیمارداری کرے۔

---

① صحیح البخاری، کتاب المرضی، باب اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل: ٥٦٤٨؛ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب ثواب المومن فیما یصیبه: ٢٥٧١/٤٥۔ ② صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والاداب، باب ثواب المومن فیما یصیبه: ٥٢/ ٢٥٧٣۔ ③ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب ثواب المومن فیما یصیبه: ٢٥٧٥/٥٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُودُوا الْمَرِيْضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ» ①

''بھوکے کو کھانا کھلاؤ، مریض کی عیادت کرو اور قیدیوں کو آزاد کراؤ۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین چیزیں تمام کی تمام مسلمان پر حق ہیں: مریض کی عیادت کرنا، جنازوں میں حاضر ہونا اور چھینکنے والے کا جواب دینا جب وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے۔'' ②

سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ، يَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ، وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ، وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ، وَيُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ، وَيَنْصَحُ لَهُ إِذَا غَابَ أَوْ شَهِدَ» ③

''مومن کے مومن پر چھ حق ہیں: جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے، جب فوت ہو تو اس کا جنازہ پڑھے، جب وہ دعوت دے تو اسے قبول کرے، جب بھی اسے ملے تو سلام کہے، جب وہ چھینکے (اور الحمد للہ کہے) تو اس کا جواب دے، اور اس کی موجودگی یا غیر موجودگی میں اس کی خیر خواہی کرے۔''

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات کاموں کا حکم دیا اور سات کاموں سے روکا۔ ہمیں جنازوں کے پیچھے چلنے، مریضوں کی عیادت کرنے، دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول کرنے، مظلوم کی مدد کرنے، قسم کو پورا کرنے، سلام کا جواب دینے اور چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینے کا حکم دیا اور

---

① صحیح البخاری، کتاب المرضی، باب وجوب عیادة المریض: ٥٦٤٩۔ ② مسند ابو یعلی الموصلی: ٥٩٠٤؛ حسین سلیم اسد نے کہا ہے اسنادہ حسن۔ ③ سنن الترمذی، ابواب الادب عن رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء فی تشمیت العاطس: ٢٧٣٧؛ اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: حسن صحیح؛ علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے؛ سنن النسائی، باب النهی عن سب الاموات: ١٩٤٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاندی کے برتنوں (کے استعمال) سے، سونے کی انگوٹھی سے اور ریشم، دیباج، قسی اور استبرق (پہننے) سے ہمیں منع فرمایا۔“ ①

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا بیمار ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور اس سے فرمایا: ”مسلمان ہو جا۔“ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا تو اس کے باپ نے کہا: ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر لو تو وہ مسلمان ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے اسے میری وجہ سے جہنم سے بچا لیا۔“ ②

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری آنکھوں میں تکلیف تھی جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت فرمائی۔ ③

مریض کا آخری وقت

مریض کا جب آخری وقت قریب ہو تو اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کرنی چاہیے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنے (قریب المرگ) مردوں کو لاالہ الااللّٰہ (پڑھنے) کی تلقین کرو۔“ ④

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَاإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ» ⑤

”جس کا آخری کلام لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ہوا وہ جنت میں داخل ہو گا۔“

لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مریض کے پاس لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

---

① صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الامر باتباع الجنائز: ۱۲۳۹۔ ② سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی عیادۃ الذمی: ۳۰۹۵؛ علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔
③ سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی العیادۃ من الرمد: ۳۱۰۲؛ علامہ البانی رحمہ اللہ نے حسن کہا ہے۔ ④ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب تلقین الموتی لاالہ الااللّٰہ: ۹۱۶/۱۔ ⑤ سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی التلقین: ۳۱۱۶، علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے؛ المستدرک للحاکم: ۱۲۹۹؛ وقال هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ورد کیا جائے بلکہ اس کی تشریح ہمیں نبی ﷺ کے فرمان اور طریقہ سے ہی کرنی چاہیے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَادَ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ: «يَاخَالُ قُلْ: لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ» فَقَالَ: أَخَالٌ اَمْ عَمٌّ؟ فَقَالَ: «لَا،بَلْ خَالٌ» قَالَ: فَخَيْرٌ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «نَعَمْ» ①

رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری آدمی کی عیادت کی تو فرمایا: ''اے ماموں! کہیے: لاالہ الااللّٰہ۔'' تو اس نے عرض کی: ماموں یا چچا؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ ماموں۔'' اس نے کہا کہ پھر تو میرے لیے یہی بہتر ہے کہ میں لاالہ الااللّٰہ کہوں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔''

اسی طرح آپ ﷺ کا اپنے چچا ابو طالب کو موت کے وقت کلمہ پڑھنے کی پیشکش کرنا جبکہ وہاں ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ جیسے لوگ موجود تھے۔ آپ نے فرمایا:

«يَا عَمِّ قُلْ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰه كَلِمَةً اَشْهَدُلَكَ بِهَا عِنْدَاللّٰهِ» ②

''اے چچا جان! آپ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰه کہیے، یہ ایسا کلمہ ہے کہ جس کی وجہ سے میں آپ کے لیے اللہ کے ہاں گواہی دوں گا۔''

آپ کے چچا نے اگرچہ ایمان قبول نہیں کیا تھا پھر بھی آپ ﷺ نے آخری وقت میں کلمے کی ہی تلقین کی۔ کلمے کی تلقین کا یہی مسنون طریقہ ہے۔

نوٹ: قریب الموت لوگوں کے پاس سورۂ یٰسین پڑھنے کے متعلق وارد شدہ تمام احادیث کی مکمل تحقیق کی تو یہ بات واضح ہوئی کہ ان میں سے ایک بھی حدیث صحیح سند کے ساتھ آپ ﷺ سے ثابت نہیں لہٰذا یہ مسنون و مشروع نہیں ہے۔

---

① مسند احمد: ۱۲۵۴۳؛ شعیب ارناؤط نے کہا ہے: اسناده صحيح على شرط مسلم۔

② صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب اذا قال المشرك عندالموت لااله الا الله: ۱۳۶۰؛ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب اول الايمان قول لااله الا الله: ۳۹/ ۲۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موت کی شدت

موت کے وقت کی شدت بہت زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے آخری وقت کا منظر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

یقیناً مجھ پر اللہ کی نعمتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ میرے گھر میں میری باری کے دن اور میرے سینے اور حلق کے درمیان (سر رکھ کر) فوت ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی وفات کے وقت میرا اور آپ کا لعاب جمع کر دیا۔ میرے ہاں عبدالرحمن (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی) آئے، ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے، میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اس مسواک کو دیکھ رہے تھے۔ میں سمجھ گئی کہ آپ مسواک پسند فرما رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کیا میں آپ کے لیے لے لوں؟ آپ نے اپنے سر مبارک کے اشارہ سے ہاں کہا میں نے وہ مسواک لے لی تو وہ سخت تھی۔ میں نے عرض کیا: کیا میں اسے آپ کے لیے نرم کردوں؟ آپ ﷺ نے پھر اپنے سر مبارک کے اشارہ سے ہاں فرمایا۔ میں نے دانتوں سے چبا کر نرم کر دی۔ آپ کے سامنے پانی کا ایک برتن جس میں پانی تھا۔ آپ اپنے ہاتھ پانی میں داخل فرماتے، پھر دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرہ مبارک پر پھیرتے اور فرماتے:

«لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ»

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (پڑھتے اور فرماتے) یقیناً موت کی بہت سختیاں ہیں۔"

پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور فرمانے لگے:

«فِي الرَّفِيقِ الْاَعْلٰى»

"اے اللہ! اپنی رفاقت نصیب فرما۔"

یہاں تک کہ آپ ﷺ کی روح پرواز کر گئی اور آپ کا ہاتھ جھک گیا۔"[1]

[1] صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته: ٤٤٤٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کی آخری ساعتوں میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف میں اضافہ ہوا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زبان اطہر سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے:

وَاکَرْبَ اَبَاہُ! ہائے ابا جان کی تکلیف!

جس پر سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَیْسَ عَلَی اَبِیْكِ کَرْبٌ بَعْدَ ھٰذَا الْیَوْمِ» [1]

''تمہارے ابا جان پر آج کے بعد کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔''

② اچانک موت

موت کسی بھی حالت میں آئے، یہ انسان کے اختیار میں نہیں۔ اچانک موت کو موت الفجاۃ بھی کہا جاتا ہے۔ آج کل تو یہ موت عام ہے جیسے بیٹھے بیٹھے دل کا دورہ پڑ گیا، کوئی دھماکہ ہو گیا یا کوئی حادثہ ہو گیا تو اس طرح اچانک موت واقع ہو جاتی ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قرب قیامت کی علامات میں سے ہے کہ پہلی رات کا چاند نظر آئے گا لیکن کہا جائے گا کہ یہ دو راتوں کا چاند ہے اور یہ کہ مساجد کو راستے بنا لیا جائے گا اور اچانک اموات ظاہر ہوں گی۔'' [2]

سیدنا عبید بن خالد السلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَوْتُ الْفَجَاَۃِ اَخْذَۃُ اَسَفٍ» [3]

''اچانک موت حسرت کا باعث ہے۔''

بعض علماء کے نزدیک درج ذیل حدیث سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ

---

① صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ: ٤٤٦٢۔

② المعجم الاوسط للطبرانی: ٩٣٧٦؛ السلسلة الصحیحة: ٢٢٩٢۔

③ سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب موت الفجاۃ: ٣١١٠؛ علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اچانک موت گنہگار یا کافر کے لیے حسرت کا باعث ہے جبکہ مومن کے لیے رحمت وراحت ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک موت کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ مومن کے لیے راحت اور فاجر کے لیے ناراضگی کی پکڑ ہے۔'' البتہ یہ روایت ضعیف ہے۔ ①

جس آدمی کو اچانک موت آتی ہے اس کے بہت سے کام ادھورے رہ جاتے ہیں۔ اگر وہ نیک ہے تو نیکی کے کام کرنے کی خواہش ہوتی ہے لیکن اچانک موت اسے موقع ہی نہیں دیتی۔ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میری ماں اچانک فوت ہوگئی ہے اور اس نے کوئی وصیت بھی نہیں کی، میرا گمان ہے اگر وہ کوئی بات کرتیں تو وہ صدقے کا کہتیں۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں اس کا اجر ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں۔'' ②

اگر کوئی شخص برا تھا تو اسے توبہ کا موقع نہیں ملا بہرحال یہ موت کی کیفیت کے متعلق ہے جہاں تک مابعد الموت کا تعلق ہے تو اس کا انحصار اس کے اعمال پر ہے۔

③ شہادت کی موت

یہ وہ موت ہے جو تمام اموات میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ کا بندہ جب ہاتھ میں ہتھیار لے کر اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے میدان قتال میں اترتا ہے تو اس کی ادا ہی نرالی ہوتی ہے، شہید کے مناقب اور فضائل بہت زیادہ ہیں یہاں چند ایک بیان کیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتے ہیں:

---

① مسند احمد: ۲۵۰۴۲؛ شعیب ارناؤط نے کہا ہے کہ عبیداللہ بن الولید متروک ہے اور عبیداللہ بن عبید اللہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں کیا۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی الجامع الصحیح: ۵۸۹۷؛ میں ضعیف کہا ہے۔ ② صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب موت الفجأة البغتة: ۱۳۸۸؛ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب وصول ثواب الصدقة عن المیت الیه: ۵۱/ ۱۰۰۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴾ [1]

''ان لوگوں کو مردے مت کہو، جو اللہ کے راستے میں قتل کیے جائیں، بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے۔''

ایک اور جگہ ان الفاظ میں فرمایا:

﴿ وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴾ [2]

''جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیے گئے ان لوگوں کو ہرگز مردہ گمان نہ کرو، بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے ہاں رزق دیے جاتے ہیں۔''

جو بھی دنیا سے چلا جاتا ہے وہ اس دنیا میں واپس نہیں آ سکتا، یہی اللہ کا قانون ہے۔ اگر فوت ہونے والے نیک اور صالح ہیں تو وہ اللہ کی میزبانیوں میں ہوتے ہیں، وہاں سے واپس آنے کو ان کا دل ہی نہیں چاہتا اور اگر بد ہے تو اسے جہنم میں جکڑ لیا جاتا ہے، اسے کوئی آنے نہیں دیتا۔ صرف ایک شخص ایسا ہو گا جو واپس آنے کی خواہش کرے گا لیکن اسے آنے نہیں دیا گا جائے اور وہ شہید ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایسا کوئی بندہ نہیں جو فوت ہو گیا اور اس کے لیے اللہ کے ہاں خیر (جنت) ہو، وہ اس بات پر خوش ہو کہ وہ دنیا میں دوبارہ آئے اور جو کچھ اس میں ہے اسے مل جائے، سوائے شہید کے۔ کیونکہ اس نے شہادت کی جو فضیلت دیکھی ہے وہ تو اس بات پر خوشی محسوس کرتا ہے کہ دوبارہ دنیا میں آئے اور ایک مرتبہ پھر شہید ہو۔'' [3]

---

[1] البقرۃ: ۱۵٤۔ [2] آل عمران: ۱٦۹۔ [3] صحیح البخاری، کتاب الجھاد والسیر، باب الحور العین وصفتھن: ۲۷۹۵؛ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الشھادۃ فی سبیل اللہ تعالیٰ: ۱۰۸/ ۱۸۷۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت کے الفاظ ہیں :

«فَإِنَّهُ يَتَمَنَّى أَنْ يُرْجَعَ فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرَى مِنَ الْكَرَامَةِ» ①

''(شہید) تمنا کرے گا کہ وہ لوٹایا جائے اور دس مرتبہ قتل کیا جائے، کیونکہ وہ اس کے درجے کو دیکھ چکا ہوگا۔''

یہ وہ موت ہے کہ جس کی تمنا و آرزو کرنا جائز ہے۔خود رسول اللہ ﷺ نے اس کی تمنا کی۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنْ أُقْتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَل، ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلَ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَل» ②

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا أُعْطِيَهَا وَلَوْلَمْ تُصِبْهُ» ③

''جس نے سچے دل سے شہادت طلب کی، اگر وہ شہید نہ بھی ہوا تو اسے شہادت کا رتبہ عطا کیا جائے گا۔''

شہادت کی موت اسی کی ہوتی ہے جو صرف اللہ کے لیے لڑتا ہوا شہید ہو۔سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جو بہادری کے لیے لڑتا ہے اور جو حمیت (برادری قوم وغیرہ) کے لیے لڑتا

---

① صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب فضل الشهادة في سبيل الله: ١٠٩/ ١٨٧٧۔

② صحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب تمنى الشهادة: ٢٧٩٧۔

③ صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب استحباب طلب الشهادة: ١٥٦/ ١٩٠٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے (ایک روایت میں ہے کہ) غنیمت کے لیے لڑتا ہے اور ایک آدمی اس لیے لڑتا ہے کہ اس کا چرچا ہو اور ایک آدمی اس لیے لڑتا ہے تا کہ اس کا مقام و مرتبہ ظاہر ہو تو ان میں سے اللہ کی راہ میں کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)) [1]

''جس نے اس لیے لڑائی کی تا کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو تو وہی اللہ کی راہ میں ہے۔''

④ خودکشی

یہ وہ موت ہے جس میں آدمی خود ہی اپنی جان لے لیتا ہے۔اس کی وجوہات کچھ بھی ہوں، خاص کر دنیاوی پریشانیاں یا خودساختہ پریشانیاں، بھوک، افلاس یا کچھ بھی ہو۔

سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے اسلام کے علاوہ کسی اور ملت کی قسم کھائی تو وہ ویسے ہی ہو جائے گا۔انسان پر ایسی کسی نذر کا پورا کرنا جائز نہیں جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو اور جس آدمی نے اپنے آپ کو دنیا میں کسی بھی چیز سے قتل کر لیا تو قیامت تک اسے عذاب ہوتا رہے گا اور جس نے کسی مومن پر لعنت کی تو وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے اسے قتل کیا اور جس نے کسی مومن پر کفر کی تہمت لگائی تو وہ اس کے قتل کی مانند ہے۔'' [2]

جو آدمی کسی بھی طریقہ سے اپنے آپ کو قتل کر لیتا ہے اسے ہمیشہ عذاب ہوتا رہے گا۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

① صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب من قاتل لتکون کلمة الله هی العلیا: ۲۸۱۰؛ صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب من قاتل لتکون کلمة لله هی العلیا فهو فی سبیل الله: ۱۴۹/ ۱۹۰۴۔ ② صحیح البخاری، کتاب الآداب، باب ماینهی من السباب واللعن: ۶۰۴۷؛ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب غلظ تحریم قتل الانسان نفسه: ۱۷۶/ ۱۱۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جو اپنے آپ کو لوہے کے ہتھیار سے قتل کر دے تو وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہو گا، اور اس کو اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور جس نے زہر پی کر اپنے آپ کو ہلاک کر لیا تو وہ اسی زہر کو پیتا رہے گا اور جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور جس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر قتل کر لیا تو وہ ہمیشہ جہنم میں گرتا ہی رہے گا۔'' ①

خودکشی اتنا بڑا جرم اور گناہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کرنے والے شخص کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھائی۔ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایسے آدمی کا جنازہ لایا گیا جس نے چوڑے پھل والے نیزے سے خودکشی کر لی تھی تو آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔ ②

میدان قتال میں اپنے ہی ہتھیار سے بلا قصد وارادہ کے قتل ہو جانے والا شخص اس میں شامل نہیں کیونکہ اس نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا بلکہ وہ ان شاء اللہ شہید ہے۔ جیسا کہ سیدنا عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ جنگ خیبر میں مرحب کے مقابلے میں اپنے ہی ہتھیار سے شہید ہو گئے تو لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ عامر رضی اللہ عنہ کے اعمال ضائع ہو گئے۔ اس بات کا علم جب آپ ﷺ کو ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے یہ کہا اس نے جھوٹ کہا ہے۔ اس کے لیے تو دو اجر ہیں، یہ مجاہد ہے، اس سے بڑھ کر شہید کونسا ہے؟'' ③

⑤ رجم کی حد لگنے سے موت واقع ہونا

وہ آدمی جس نے کوئی ایسا جرم کیا ہو جس پر اسے حد لگے اور اس سے موت واقع ہو جائے جیسے: شادی شدہ زانی۔

---

① صحيح البخاري، كتاب الطب، باب شرب السم والدواء به: ٥٧٧٨؛ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب غلظ تحريم قتل الانسان نفسه: ١٠٩ / ١٧٥؛ اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

② صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب ترك الصلاة على القاتل نفسه: ١٠٧ / ٩٧٨۔

③ صحيح البخاري، كتاب الديات، باب اذا قتل نفسه خطا فلا دية له: ٦٨٩١؛ صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب غزوة ذي قرد وغيرها: ١٣٢ / ١٨٠٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلم قبیلے کا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حاضر ہوا، اس نے زنا کا اعتراف کیا، آپ نے اس سے رخ انور پھیر لیا، حتیٰ کہ اس نے اپنے خلاف چار مرتبہ گواہی دی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سے فرمایا:

''کیا تجھے جنون ہے؟'' اس نے عرض کیا: نہیں۔ آپ نے اس کے متعلق حکم فرمایا تو اسے جنازگاہ میں رجم کیا گیا حتی کہ وہ فوت ہو گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے کلمات خیر فرمائے اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ①

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس کے لیے خود بھی استغفار کیا اور صحابہ سے بھی استغفار کے لیے کہا۔ ②

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جہینہ قبیلے کی ایک عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر زنا کا اعتراف کیا اور کہنے لگی کہ میں حاملہ ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ولی کو بلایا اور کہا کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو، جب اس کا بچہ پیدا ہو جائے تو مجھے اس کی خبر کرنا، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق حکم دیا تو اس کے کپڑے مضبوطی سے باندھ دیے گئے، پھر آپ نے اس کے رجم کا حکم صادر فرمایا تو اسے رجم کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ نے اسے رجم کیا ہے، پھر آپ نے اس کی نماز جنازہ کیوں پڑھائی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ کے رہنے والے ستر افراد کے درمیان تقسیم کی جائے تو ان کے لیے کافی ہو جائے۔ تم نے اس سے افضل کوئی چیز پائی ہے کہ اس نے اپنی جان کو اللہ کے لیے حاضر کر دیا؟'' ③

---

① صحیح البخاری، کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة، باب الرجم بالمصلی: ۶۸۲۰۔ ② صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنا: ۲۲/ ۱۶۹۵۔ ③ صحیح، مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنا: ۲۴/ ۱۶۹۶۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موت سے پہلے کے معاملات

موت کے وقت اللہ تعالیٰ پر اچھا گمان رکھنا

انسان کو زندگی کے آخری وقت میں اپنے پروردگار پر اچھا گمان رکھنا چاہیے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرمارہے تھے:

((يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلَى مَا مَاتَ عَلَيْهِ)) [1]

"ہر بندے کو اس چیز پر اٹھایا جائے گا جس پر اسے موت آئی ہوگی۔"

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے تین دن پہلے فرمایا:

"لوگو! تمہیں اللہ پر حسن ظن رکھنے کی حالت میں ہی موت آئے۔" [2]

حقوق کی ادائیگی

جس آدمی پر کسی کا بھی کوئی حق ہو اسے چاہیے کہ دنیا میں ہی ان حقوق کو ادا کردے۔ کسی سے کوئی لین دین ہو، کسی پر ظلم کیا ہو، کسی کا حق مارا ہو، کسی پر زیادتی کی ہو تو اپنی زندگی میں ہی ان حقوق کی ادائیگی کردے خواہ آخری وقت میں ہی کیوں نہ کرے، وگرنہ حقوق کی عدم ادائیگی آخرت میں بھگتنی پڑے گی کیونکہ وہاں یہ ادائیگی مشکل ہو جائے گی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس پر اپنے کسی بھائی کا کوئی حق نکلتا ہو تو وہ اس کا فیصلہ کرالے، کیونکہ قیامت کے دن نہ دینار ہوگا نہ درہم۔ (بلکہ اس حق کے بدلے) اس کی نیکیاں لے کر اس کے بھائی کو دے دی جائیں گی۔ اگر اس کے پاس

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها، باب الامر بحسن الظن بالله تعالى عند الموت: ٢٨٧٨/٨٣۔ [2] صحيح مسلم كتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها باب الامر بحسن الظن بالله تعالى عند الموت: ٢٨٧٧/٨٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیکیاں نہ ہوئیں تو اس کے بھائی کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔" ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟" صحابہ نے کہا: ہم میں سے مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم ہو اور نہ کوئی سامان۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے پاس نماز، زکوٰۃ اور روزے ہوں گے، لیکن اس نے کسی کو گالی دی، کسی پر تہمت لگائی، کسی کا مال ہڑپ کر لیا، کسی کا خون بہایا اور کسی کو مارا ہو گا تو اس کی نیکیاں لے کر مظلوموں کو دے دی جائیں گی اور اگر ادائیگی سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان (حق لینے والوں) کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی، پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔" ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے دن حق والوں کو ان کے حقوق کی ادائیگی لازمی کرنی ہو گی حتی کہ بغیر سینگوں والی بکری کو سینگوں والی بکری سے بھی بدلہ لے کر دیا جائے گا۔" ③

وصیت کرنا

آدمی کو فوت ہونے سے پہلے وصیت کر دینی چاہیے۔ البتہ جو وراثت کے حقدار ہیں اور جن کے حصے اللہ تعالیٰ نے خود مقرر کر دیے ہیں ان کے لیے وصیت نہیں کی جا سکتی، ان وارثوں کے علاوہ انسان کے کئی رشتہ دار جو مفلس و نادار یا کوئی رفاہی یا فی سبیل اللہ کام کروانا چاہتا ہو تو اس کے لیے اسے وصیت لکھ لینی چاہیے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِن تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ﴾ ④

---

① صحیح البخاري، کتاب الرقاق، باب القصاص یوم القیامة: ٦٥٣٤۔ ② صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم الظلم: ٥٩/ ٢٥٨١۔ ③ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم الظلم: ٦٠/ ٢٥٨٢۔ ④ البقرة: ١٨٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب تم میں سے کسی پر موت کا وقت (قریب) آ جائے تو تم پر فرض کیا گیا ہے کہ اگر کوئی مال چھوڑ کر جا رہا ہے تو وہ والدین اور قریبیوں کے لیے اچھی وصیت لکھے، یہ متقین پر فرض ہے۔''

کئی مفسرین نے اسے میراث کی آیت سے منسوخ کہا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ورثا اور ان کے حصے مقرر کر دیئے ہیں، البتہ جن کے حصے مقرر نہیں کئے اور انہیں کچھ دینا مقصود ہو تو ہبہ وغیرہ کی وصیت کرنا جائز ہے۔ واللہ اعلم

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کسی مسلمان کو لائق نہیں کہ جس کے پاس وصیت کرنے کے لیے کچھ مال ہو تو وہ دو راتیں اس طرح گزارے کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ ہو۔'' [1]

وصیت کے بارے میں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ کوئی شخص اپنے مال کے ایک تہائی حصے سے زیادہ کی وصیت نہیں کر سکتا۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں (مکہ میں) بیمار ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! دعا فرمایئے کہ وہ مجھے الٹے پاؤں نہ پھیرے (مجھے مکہ میں نہ مارے) آپ نے فرمایا: ''شاید اللہ تعالیٰ یہ بلا تجھ سے ٹال دے اور تیری وجہ سے لوگوں کو کچھ فائدہ پہنچائے۔'' میں نے عرض کیا: میں وصیت کرنا چاہتا ہوں اور میری صرف ایک بیٹی ہے، کیا میں نصف کی وصیت کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نصف بہت زیادہ ہے۔'' میں نے عرض کیا: ایک تہائی؟ آپ نے فرمایا: ہاں مگر ایک تہائی بھی بہت زیادہ ہے۔'' [2]

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب الوصایا وقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصیة الرجل مکتوبة عنده: ٢٧٣٨؛ صحیح مسلم، کتاب الوصیة، باب وصیة الرجل مکتوبة عنده: ١/ ١٦٢٧۔ [2] صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب الوصیة بالثلث: ٢٧٤٤؛ صحیح مسلم، کتاب الوصیة، باب الوصیة بالثلث: ٥/ ١٦٢٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قدر وصیت نہیں کرنی چاہیے کہ اس کے وارث بعد میں لوگوں کے محتاج ہو جائیں اور بھیک مانگتے پھریں یا کنگال ہو جائیں۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے ''ایک تہائی بھی زیادہ ہے، چاہیے کہ تو اپنے ورثا کو مالدار چھوڑے یہ اس بات سے بہتر ہے کہ تو انہیں کنگال چھوڑ جائے اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔'' ①

کسی کو یہ حق اور اختیار نہیں کہ وہ ان ورثا کو وصیت کے ذریعے ورثہ سے محروم کر دے جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اس کا وارث بنایا ہے۔ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ» ②

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے تو وارث کے لیے اب کوئی وصیت نہیں۔''

ظلم پر مبنی وصیت جائز نہیں اور نہ ہی اس پر عمل ہوگا بلکہ اس کی اصلاح کی جائے گی۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی کے پاس چھ غلام تھے، اس نے انہیں موت کے وقت آزاد کر دیا۔ ان کے علاوہ اس کے پاس کوئی اور مال نہیں تھا۔ آپ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے ان کے درمیان قرعہ ڈالا تو دو کو آزاد کر دیا اور چار کو واپس لوٹا دیا اور اس بارے میں سخت تنبیہ فرمائی۔ ③

کتاب وسنت کے خلاف اور شرک وبدعت پر مبنی وصیت، ناانصافی اور کسی کی حق تلفی پر مبنی وصیت، بے حیائی کے کسی کام کی وصیت یا کسی بھی ایسے کام کی وصیت پر عمل

---

① صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب ان یترك ورثته اغنیاء خیر من ان یتکففوا الناس: ٢٧٤٢؛ صحیح مسلم، کتاب الوصیة، باب الوصیة بالثلث: ٥/ ١٦٢٨۔

② سنن ابی داود، کتاب الوصایا، باب ماجاء فی الوصیة للوارث: ٢٨٧٠: علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے؛ سنن الترمذی، ابواب الوصایا، باب ماجاء لا وصیة لوارث: ٢١٢١؛ قال الترمذی: حسن صحیح؛ سنن ابن ماجة، کتاب الوصایا، باب لا وصیة لوارث: ٢٧١٣۔ ③ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب من أعتق شركا له فی عبد: ٥٦/ ١٦٦٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا جائز نہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی معصیت اور نافرمانی کے زمرے میں آتی ہو۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔'' ①

مال کے بارے میں وصیت کے علاوہ اپنی اولاد اور دیگر لوگوں کو نیکی کے کاموں اور آخرت کو یاد رکھنے کی وصیت بھی کرنی چاہیے۔ جس طرح سیدنا یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو کی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ ②

''اسی کی وصیت ابراہیم اور یعقوب نے اپنے بیٹوں کو کی کہ اے میرے بیٹو! بے شک اللہ نے تمہارے لیے یہ دین چن لیا ہے لہٰذا تم مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔''

رسول اللہ ﷺ نے امت کو بہت سی وصیتیں فرمائی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی مال کے لیے کوئی وصیت نہیں تھی کیونکہ آپ کے پاس مال تھا ہی نہیں اور جو تھا وہ سارے کا سارا اللہ کی راہ میں دے دیا اور یہ آپ کا خاصہ تھا۔

انبیائے کرام علیہم السلام کے مال کا کوئی وارث نہیں بنتا۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ)) ③

''ہمارے (مال میں) ہمارا کوئی وارث نہیں بنتا ہم جو چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔''

---

① مسند احمد: ۱۰۹۵، وقال شعیب ارناؤط: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔

② البقرۃ: ۱۳۲۔ ③ صحیح البخاری کتاب، الفرائض، باب قول النبی ﷺ لا نورث ماترکنا صدقۃ: ۶۷۲۶؛ صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب قول النبی ﷺ ماترکنا فهو صدقۃ: ۱۷۵۸/۵۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وصیت نہ کرنے کے نقصانات

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات وفرامین کو نہ ماننے کے نقصانات ہی نقصانات ہیں۔

① سب سے پہلا نقصان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اس کے عذاب کا باعث بنتی ہے۔

② وصیت نہ لکھنے سے کسی کی حق تلفی ہوسکتی ہے مثلاً کسی آدمی سے اس کا لین دین کا معاملہ ہے یا اس نے کسی کا قرض ادا کرنا ہے تو اگر اس نے وصیت نہ کی تو قرض لینے والے کو قرض کون دے گا؟

③ قریبی رشتہ دار کو جو واقعی اس کے تعاون اور مدد کا حقدار ہے، انہیں کچھ نہیں ملتا۔

ان تمام صورتوں اور اس کے علاوہ بھی کئی صورتوں میں وصیت نہ کرنے سے کئی لوگوں کو نقصان اور تکلیف ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں آیت میراث کے آخر میں فرماتے ہیں:

﴿غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ﴾ ①

''جبکہ وہ کسی کو نقصان پہنچانے والا نہ ہو، اللہ کی طرف سے تاکیدی حکم ہے اور اللہ جاننے والا، بردبار ہے۔''

وصیت میں نقصان کرنا یہ ہے کہ ایک تہائی مال سے زیادہ وصیت کرے۔ اس صورت میں ایک تہائی سے زائد وصیت کا نفاذ نہیں ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کسی وارث کو مزید رعایت سے زائد مال دلوایا جائے۔ اس کا بھی اعتبار نہیں ہوگا الا یہ کہ تمام ورثا برضا ورغبت اسے قبول کرلیں۔ قرض میں نقصان پہنچانا یہ ہے کہ محض وارثوں کا حق تلف کرنے کے لیے مرنے والا اپنے ذمے کسی ایسے قرض کا اقرار کرے جو حقیقت میں اس کے ذمہ نہ ہو۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے الفاظ ہیں:

---

① النساء: ۱۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اَلْإِضْرَارُ فِي الْوَصِيَّةِ مِنَ الْكَبَائِرِ،" ثُمَّ تَلَا:

﴿ تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴾ ①

وصیت میں نقصان پہنچانا کبیرہ گناہ ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی "یہ اللہ کی حدود ہیں اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہہ رہی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کی حدود سے تجاوز کرتا ہے اسے جہنم میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہنے والا ہے اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ» ②

"کسی کو نقصان پہنچانا (جائز) نہیں اور نہ (بدلے میں) کسی کو نقصان پہنچانا درست ہے۔"

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

«مَنْ ضَارَّ أَضَرَّ اللّٰهُ بِهِ وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ» ③

"جس نے کسی کو نقصان پہنچایا اللہ اسے نقصان پہنچائے گا اور جس نے کسی پر سختی کی اللہ اس پر سختی کرے گا۔"

---

① النساء: ١٤،١٣؛ السنن الكبرى للنسائي: ١١٠٢٦۔ ② مسند احمد: ٢٨٦٧؛ شعیب ارناؤط نے حسن کہا ہے، المستدرك للحاكم: ٢٣٤٥؛ علامہ حاکم نے کہا ہے: صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه، ذہبی نے علی شرط مسلم کہا ہے۔ ③ سنن ابن ماجة، كتاب الاحكام، باب من بنى فى حقه ما يضر بجاره: ٢٣٤٢؛ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن کہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 2

تجہیز و تکفین

موت کے بعد کے معاملات

جب کوئی آدمی فوت ہو جائے تو اس کی آنکھیں بند کر دی جائیں اور اس کے لیے دعا کی جائے۔ کیونکہ جب آدمی فوت ہوتا ہے تو اس کی آنکھیں روح کو تکتی ہیں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بند کر دیا، پھر فرمایا:

((اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ))

''بے شک جب روح قبض کی جاتی ہے تو آنکھ اس کا پیچھا کرتی ہے۔''

سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے گھر والوں میں سے کچھ نے رونا شروع کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے لیے بھلائی کے علاوہ کسی چیز کی دعا نہ کرو، فرشتے اس چیز پر آمین کہتے ہیں جو تم کہتے ہو۔'' پھر آپ نے یہ دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِی سَلِمَةَ، وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِی الْمَهْدِيِّيْنَ، وَاخْلُفْهُ فِی عَقِبِهِ فِی الْغَابِرِينَ، وَاغْفِرْلَنَا وَلَهُ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ، وَافْسَحْ لَهُ قَبْرَهُ وَنَوِّرْ لَهُ فِيْهِ)) [1]

''اے اللہ! ابوسلمہ کو بخش دے اور اس کے درجات ہدایت یافتہ لوگوں میں بلند فرما، اس کے پیچھے رہنے والوں میں تو اس کا خلیفہ (وارث) ہو جا۔ اے جہانوں کے پروردگار! تو ہمیں اور اس کو بخش دے اور اس کی قبر کو کشادہ کر دے اور اس کے لیے اس کی قبر میں روشنی کر دے۔''

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب فی اغماض الميت والدعاله اذا حضر: ٧/٩٢٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم نے انسان کو نہیں دیکھا جب وہ فوت ہوتا ہے تو اس کی آنکھیں کھلی رہتی ہیں؟'' لوگوں نے عرض کیا: جی کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: ''اس وقت اس کی آنکھ روح کا پیچھا کر رہی ہوتی ہے۔''①

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم اپنے مُردوں کے پاس جاؤ تو ان کی آنکھیں بند کر دو کیونکہ آنکھ روح کا پیچھا کرتی ہے اور بھلائی کی بات کہو کیونکہ فرشتے گھر والوں کی بات پر آمین کہتے ہیں۔''②

حدیث میں صرف آنکھیں بند کرنے کا ہی ذکر ہے لیکن اس بات پر اجماع امت ہے کہ منہ کھلا ہونے کی صورت میں اسے بند کر دیا جائے اور اس کے نیچے والے جبڑے کو کپڑے سے سر کے اوپر باندھ دیا جائے تاکہ منہ کھلا نہ رہے اور اس میں مکھی یا کیڑے مکوڑے اور گرد وغبار وغیرہ داخل نہ ہو اور ویسے بھی دیکھنے میں بھی یہ اچھا نہیں لگتا۔ اس کے جسم کو سیدھا کر دیا جائے، اعضا اور جوڑ بالکل برابر کر دیے جائیں اور اس کے ہاتھوں کی انگلیاں بھی سیدھی کر دی جائیں۔

میت کو چادر میں لپیٹ دینا

میت کو کسی کپڑے یا چادر میں لپیٹ دینا چاہیے جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حبری کپڑے میں لپیٹ دیا گیا تھا۔③

ایک روایت کے الفاظ ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی تو آپ کو حبری کپڑے میں لپیٹا گیا۔④

---

① صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب شخوص بصر الميت نفسه: ۹۲۱/۹۔

② سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ما جاء فى تغميض الميت: ۱۴۵۵؛ شیخ البانی رحمہ اللہ نے حسن کہا ہے۔ ③ صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الدخول على الميت بعد الموت اذا ادرج فى كفنه: ۱۲۴۱۔ ④ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب تسجية الميت: ۹۴۲/۴۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استرجاع (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہنا)

کسی کا کوئی عزیز فوت ہو جائے، اس کا کوئی نقصان ہو جائے یا اسے کسی نقصان کی اطلاع ملے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ " کہنا چاہیے۔ اسے استرجاع کہا جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ﴾[1]

"ان لوگوں کو جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں: بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔"

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ کہے:

«اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰھُمَّ اَجُرْنِی فِی مُصِیْبَتِی وَاَخْلِفْ لِی خَیْرًا مِنْھَا»

بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اے اللہ! مجھے اس تکلیف میں اجر عطا فرما اور (اس کے بدلے میں) مجھے اس سے بہتر عطا کر۔

تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر عطا فرماتے ہیں۔"[2]

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں:

«اَللّٰھُمَّ عِنْدَكَ اَحْتَسِبُ مُصِیْبَتِی فَأْجُرْنِی فِیْھَا وَاَبْدِلْ لِی خَیْرًا مِنْھَا»[3]

"اے اللہ! میں اپنی مصیبت کو تیرے ہاں پیش کرتا ہوں کہ مجھے اس میں ثواب عطا کر اور مجھے اس کا نعم البدل عطا فرما۔"

---

① البقرۃ: ۱۵۶۔ ② صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب ما یقال عند المصیبۃ: ۹۱۸/۳۔

③ سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی الاسترجاع: ۳۱۱۹؛ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبر کرنا

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب کسی بندے کی آزمائش ہوتی ہے، اس کے کسی قریبی کا انتقال ہوجاتا ہے یا کوئی اور نقصان ہوتا ہے تو بندے کو صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ اپنے ایسے ہی بندوں کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴾ ①

”یقیناً ہم تمہیں خوف، بھوک، مالوں، جانوں اور پھلوں کی کمی میں سے کسی نہ کسی چیز کے ساتھ ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجیے۔“

اسی طرح ایک اور جگہ اپنے نیک بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے ایک صفت صبر کرنا بھی بیان فرمائی ہے:

﴿ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴾ ②

”جو تنگی، تکلیف اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے سچ کہا اور یہی لوگ پرہیز گار ہیں۔“

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ ﴾ ③

”(ان لوگوں کے پاس) جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں اور ان پر جو مصیبت آئے، اس پر صبر کرنے والے ہیں۔“

اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴾ ④

---

① البقرة: ١٥٥۔ ② البقرة: ١٧٧۔

③ الحج: ٣٥۔ ④ البقرة: ١٥٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو، یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴾ [1]

''اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو اعزاز سے نوازتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ يَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴾ [2]

''کیا تم نے یہ گمان کر لیا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ اللہ نے ابھی تک تم میں سے ان لوگوں کو پرکھا ہی نہیں جو جہاد کرنے والے اور صبر کرنے والے ہیں۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے ہاں تشریف لے گئے جو اپنے بچے پر رو رہی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: ''اللہ سے ڈر جا اور صبر کر۔'' اس عورت نے کہا: آپ کو میری مصیبت کی کیا پروا ہے؟ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے تو اس عورت سے کہا گیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، تو یہ بات اس عورت کو موت کی طرح لگی، وہ آپ کے دروازے پر آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ اَوَّلِ صَدْمَةٍ)) [3]

''صبر تو صدمہ کے آغاز میں ہوتا ہے۔''

---

[1] آل عمران: ١٤٦۔ [2] آل عمران: ١٤٢۔ [3] صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور: ١٢٨٣؛ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب في الصبر على المصيبة عند أول الصدمة: ١٥/٩٢٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوحہ کرنا

فوت ہونے والے کے ورثا کا رونا پیٹنا، واویلا کرنا یا صبر نہ کرنا وغیرہ کیا جائز ہے یا جائز نہیں؟ اگر جائز ہے تو کس حد تک؟ اسے ہم شریعت اسلامیہ میں دیکھتے ہیں کہ اس بارے میں امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیا فرماتے اور کیا عمل کرتے ہیں؟

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''جس پر نوحہ کیا گیا تو اسے اس نوحہ کے سبب عذاب دیا جائے گا''[1]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''میت کو اس کی قبر میں اس پر (لوگوں کے) نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔''

ایک روایت میں الفاظ ہیں:

''میت کو زندہ کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔''[2]

فصل

اس مسئلہ کا دوسرا رخ یہ ہے:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو اس واقعے کا ذکر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ عمر (رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے، اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مومن کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیں گے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کافر کے گھر والوں

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب مایکرہ من النیاحۃ: ۱۲۹۱؛ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب المیت یعذب ببکاء اھلہ علیہ: ۲۸/ ۹۳۳۔ [2] صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب مایکرہ من النیاحۃ: ۱۲۹۲؛ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب المیت یعذب ببکاء اھلہ علیہ: ۹۲۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے رونے کی وجہ سے اس کے عذاب کو بڑھا دیتے ہیں اور (اگر مزید تسلی چاہتے ہیں تو) آپ قرآن کی یہ آیت پڑھ لیں:

﴿ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴾[1]

''کوئی بوجھ اٹھانے والی (جان) کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔''

جناب عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول بیان کیا گیا کہ ''میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے'' تو انہوں نے فرمایا: ''اللہ ابو عبدالرحمن پر رحم کرے، اس نے سنا لیکن یاد نہ رکھ سکا۔

بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کے جنازے پر گزرے اور وہ رو رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم رو رہے ہو اور اسے عذاب دیا جا رہا ہے۔''[2]

کچھ لوگ ان احادیث میں تعارض سمجھتے ہیں جبکہ یہ دونوں ایک دوسرے کی وضاحت کرتی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر ان الفاظ میں عنوان قائم کیا ہے:

''يُعَذَّبُ الْمَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ اِذَا كَانَ النَّوْحُ مِنْ سُنَّتِهِ.''

عذاب اس وقت ہوگا جب نوحہ کرنا میت کا طریقہ رہا ہو اور وہ اسے صحیح سمجھتا ہو۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ کا یہ قول بھی رہنمائی کرتا ہے:

''أَرْجُو إِنْ كَانَ يَنْهَاهُمْ فِي حَيَاتِهِ أَنْ لَا يَكُونَ عَلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ.''[3]

مجھے امید ہے کہ اگر وہ اپنی زندگی میں نوحہ کرنے سے روکتا ہوگا تو اس پر کوئی عذاب نہیں ہوگا۔

---

[1] النجم: ۳۸ ؛ صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المیت ببعض بکاء اهله علیه: ۱۲۸۸ـ [2] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب المیت یعذب ببکاء اهله علیه: ۹۳۱/۲۵ـ [3] سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب کراهیة البکاء علی المیت: ۱۰۰۲، علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو آدمی نوحہ کو صحیح نہ سمجھتا ہو اور نہ ہی اس نے اس طرح کی کوئی وصیت کی ہو بلکہ وہ اسے دنیا میں روکتا رہا ہو تو اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اس پر کسی اور کے عمل کا وبال نہیں ہوگا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَىٰ ﴾ ①

''کوئی بوجھ اٹھانے والی (جان) کسی دوسری کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔''

میت پر رونا

نوحہ اور نیاحہ کا معنی چلا چلا کر رونا، عورت کا مردے پر واویلا کرنا اور ماتم کرنا ہے۔

جہاں تک کسی کے فوت ہونے پر غم کا تعلق ہے تو اس غم کے باعث آنکھوں میں آنسو آنا، غمگین ہونا اور اونچی آواز کیے بغیر رونا ایک فطری بات ہے چنانچہ یہ اللہ کی رحمت ہے جو اس نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھی ہے۔ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کی بیٹی (سیدہ زینب رضی اللہ عنہا) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا کہ میرا بیٹا فوت ہونے کے قریب ہے تو آپ ہمارے ہاں تشریف لائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہلا بھیجا اور فرمایا:

((اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهُ مَا اَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ.))

''بے شک یہ اللہ ہی کا مال ہے جو وہ لے لے اور جو وہ عطا کرے اور ہر ایک کا اس کے پاس ایک وقت مقرر ہے، تو ثواب کی نیت سے صبر کر۔''

☆ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے پھر قسم دے کر کہلا بھیجا کہ آپ ضرور تشریف لائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور آپ کے ہمراہ سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور کئی دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ اس بچے کو اٹھا کر آپ کے پاس لایا گیا، اس کی جان نکل رہی تھی۔ یہ حال دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ رونا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا:

---

① الانعام: ١٦٤؛ بنی اسرائیل: ١٥؛ فاطر: ١٨؛ الزمر: ٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهٖ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ» ①

''یہ تو اللہ کی رحمت ہے جو اس نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھی ہے اور اللہ انھی بندوں پر رحم کرے گا جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔''

☆ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے جنازے میں حاضر تھے۔آپ قبر کے قریب بیٹھے ہوئے تھے تو میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ ②

☆ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کرنے کے لیے عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے ہمراہ تشریف لے گئے۔جب آپ ان کے ہاں پہنچے تو انہیں بے ہوش پایا تو فرمایا: ''کیا وہ فوت ہوگئے ہیں؟'' لوگوں نے کہا: نہیں اللہ کے رسول! پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے، جب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے تو آپ نے فرمایا:

''کیا تم نہیں سنتے کہ اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں اور دل کے غم پر عذاب نہیں کرتے؟ لیکن اس (زبان) کے ساتھ عذاب دیتے ہیں یا رحم فرماتے ہیں'' اور آپ نے زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔ ③

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ابوسیف لوہار کے ہاں گئے جو ابراہیم رضی اللہ عنہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے) کی دایہ کے خاوند تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو گود میں لیا، اس کا بوسہ لیا اور اسے سونگھا۔ اس کے بعد

---

① صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب قول النبي صلی اللہ علیہ وسلم يعذب الميت ببعض بكاء اهله عليه: ١٢٨٤؛ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت: ١١/٩٢٣۔

② صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب قول النبي صلی اللہ علیہ وسلم يعذب الميت ببعض بكاء اهله عليه: ١٢٨٥۔ ③ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت: ١٢/٩٢٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دفعہ پھر ہم اس کے پاس گئے تو ابراہیم دم توڑ رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے۔سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ بھی رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

''اے ابن عوف! یہ تو رحمت ہے۔آنکھ تو آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہوتا ہے لیکن ہم زبان سے وہی کہتے ہیں جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے، اے ابراہیم! ہم تیری جدائی سے غمگین ہیں''①

☆ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی (نواسی) جو کہ چھوٹی تھی آپ کے پاس لائی گئی۔آپ نے اسے گود میں لیا، اپنے سینے سے لگایا اور اپنا ہاتھ اس پر رکھا۔وہ آپ کے سامنے فوت ہوگئی تو ام ایمن (آپ کی لونڈی) رونے لگیں تو آپ نے فرمایا:''اے ام ایمن! تو نبی ﷺ کی موجودگی میں روتی ہے؟'' اس نے عرض کیا: مجھے کیا ہے کہ میں نہ روؤں جبکہ رسول اللہ ﷺ خود رو رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''میں رو نہیں رہا بلکہ یہ (آنسو بہنا) رحمت ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا:

''مومن ہر حال میں بھلائی کے ساتھ ہوتا ہے۔اس کی جان اس کے پہلوؤں سے نکل رہی ہوتی ہے اور وہ اللہ عزوجل کی حمد بیان کر رہا ہوتا ہے''②

☆ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا روتی اور کہتی تھیں:

يَا أَبَتَاهُ مِنْ رَبِّهِ مَا أَدْنَاهُ، يَا أَبَتَاهُ إِلَى جِبْرِيلَ نَنْعَاهُ، يَا أَبَتَاهُ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ.③

''اے اباجان! آپ اپنے رب کے قریب ہو گئے۔اے ابا جان! ہم

---

① صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی ﷺ انا بك لمحزونون: ۱۳۰۳؛ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمة الصبیان والعیال وتواضعه وفضل ذلك: ۲۳۱۵/۶۲۔ ② سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب فی البکاء علی المیت: ۱۸۴۴؛ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ ③ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته: ۴۴۶۲۔ (مفہوماً)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبریل علیہ السلام کو آپ کی وفات کی خبر دیتے ہیں۔ اے ابا جان! آپ کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ بیمار ہو گئے تو آپ پر غشی طاری ہونا شروع ہوگئی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں: ''ہائے ابا جان کی تکلیف!'' تو آپ نے فرمایا: ﴿لَيْسَ عَلَى أَبِيكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ﴾ [1]

''آج کے بعد تیرے باپ پر کوئی تکلیف نہیں آئے گی۔''

میت پر واویلا کرنا اور چیخنا چلاّنا

میت پر چیخنا چلاّنا، واویلا کرنا، سینہ کوبی کرنا، کپڑے پھاڑنا، سر منڈانا اور چہرہ پیٹنا شریعت میں جائز نہیں۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

☆ ''جس نے چہرے کو پیٹا، گریبان پھاڑا اور جاہلیت کی باتیں بکیں تو وہ ہم میں سے نہیں۔'' [2]

☆ ابو بردہ بن ابو موسی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ ایسے بیمار ہوئے کہ ان پر غشی طاری ہوگئی۔ ان کا سر ان کے گھر والوں میں سے ایک عورت (ان کی بیوی) کی گود میں تھا۔ (وہ چیخ کر رونے لگی) سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ اسے جواب دینے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے، پھر جب انہیں افاقہ ہوا تو کہنے لگے: میں اس کام سے بیزار ہوں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیزار تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلانے والی، بال منڈوانے والی اور کپڑے پھاڑنے والی سے بیزار تھے۔ [3]

☆ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اس بات پر بیعت لی کہ ہم

---

[1] صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب مرض النبي صلی اللہ علیہ وسلم ووفاته: ٤٤٦٢ـ

[2] صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب ليس منا من شق الجيوب: ١٢٩٤؛ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب تحريم ضرب الخدود وشق الجيوب: ١٦٥/ ١٠٣ـ

[3] صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب ما ينهى عن الحلق عند المصيبة: ١٢٩٦؛ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب تحريم ضرب الخدود وشق الجيوب: ١٦٧/١٠٤ـ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوحہ نہیں کریں گی۔[1] سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نوحہ کرنے سے منع فرمایا۔[2]

☆ اسید بن ابی اسید (آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے) بیعت کرنے والی عورتوں میں سے ایک سے بیان کرتے ہیں: وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے نیکی کے کاموں میں جن کا عہد لیا کہ ہم ان میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی وہ یہ تھے کہ ہم نہ چہروں کو نوچیں گی، نہ واویلا کریں گی، نہ گریبان پھاڑیں گی اور نہ بال کھولیں گی۔"[3]

☆ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نوحہ کرنا جاہلیت کے امور میں سے ہے اگر نوحہ کرنے والی موت سے پہلے توبہ نہیں کرے گی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے تارکول کے کپڑے اور آگ کے شعلے کی اوڑھنی بنائیں گے۔"[4]

☆ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میری امت میں جاہلیت کے چار امور ایسے ہیں جنہیں وہ نہیں چھوڑیں گے: اپنے حسب پر فخر کرنا، دوسرے کے نسب میں طعن کرنا، ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا اور نوحہ کرنا فرمایا نوحہ کرنے والی اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس حال میں اٹھائی جائے گی کہ اس پر تارکول کا پیراہن اور کھجلی (خارش) کی اوڑھنی ہوگی۔"[5]

ان احادیث سے اس مسئلہ کی مکمل وضاحت ہو جاتی ہے کہ آنکھوں میں آنسو آنا، دل کا غمگین ہونا اللہ کی رحمت ہے لیکن واویلا کرنا، چیخنا چلانا، چہرا پیٹنا اور نوچنا، کپڑے پھاڑنا اور سر منڈانا درست عمل نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا موجب ہے۔

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما ینھی من النوح و البکاء و الزجر عن...، رقم: ۱۳۰۶۔ [2] صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب بیعة النساء: ۷۲۱۵۔ [3] سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی النوح: ۳۱۳۱؛ قال الالبانی رحمہ اللہ: صحیح۔ [4] سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز، باب فی النھی عن النیاحة: ۱۵۸۱؛ علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔
[5] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحة: ۲۹/۹۳۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنازے کی اطلاع دینا

اگر کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کی اطلاع دینا نبی ﷺ کی سنت ہے۔

☆ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن نجاشی (حبشہ کا بادشاہ) فوت ہوا تو آپ نے اس دن اس کی وفات کی اطلاع دی۔ پھر عید گاہ (جناز گاہ) کی طرف نکلے، صحابہ رضی اللہ عنہم کی صفیں بنائیں اور (نماز جنازہ میں) چار تکبیریں کہیں۔ [1]

☆ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے غزوۂ موتہ میں زید، جعفر اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر لوگوں کو دی اور فرمایا: ''پرچم زید نے تھاما ہوا تھا وہ شہید ہو گئے، پھر جعفر نے تھام لیا وہ بھی شہید ہو گئے، پھر ابن رواحہ نے تھام لیا وہ بھی شہید ہو گئے۔'' یہ کہتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ ''پھر پرچم اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے پکڑا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں رومیوں پر فتح عطا فرمائی۔'' [2]

☆ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل موتہ کی شہادت کی خبر منبر پر ایک ایک آدمی کا نام لے کر دی۔ ابتدا میں زید بن حارثہ کی، پھر جعفر بن ابی طالب کی، پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی۔ [3]

☆ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سیاہ مرد یا عورت مسجد میں رہتی تھی، وہ فوت ہو گئی، رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا تو صحابہ نے بتایا کہ وہ فوت ہو گئی۔ آپ نے فرمایا: ''تم نے مجھے اس کی اطلاع کیوں نہیں دی؟'' انہوں نے کہا: یہ (معاملہ) ایسے ایسے ہوا۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے اس کی قبر کا بتاؤ!'' تو آپ اس کی قبر پر تشریف لائے، اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ [4]

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الرجل ینعی الی اهل المیت بنفسه: ۱۲۴۵، ۱۲۶۳؛ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فی التکبیر علی الجنائز: ۹۵۱/۶۲۔
[2] صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة موتة من ارض الشام: ۴۲۶۲۔
[3] المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۴۵۹؛ مجمع الزوائد میں نور الدین الهیثمی نے کہا ہے: ورجاله رجال الصحیح۔ [4] صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی القبر بعد ما یدفن: ۱۳۳۷؛ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی القبر: ۹۵۶/۷۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت میں الفاظ ہیں :

’’بے شک یہ قبریں اپنے باسیوں کے لیے اندھیروں سے بھری ہوئی ہیں اور یقیناً اللہ عزوجل میرا ان پر نماز (جنازہ) پڑھنے کی وجہ سے ان (کی قبروں کو) روشن کر دیتا ہے۔‘‘ ①

لٰہذا معلوم ہوا کہ موت یا جنازہ کی اطلاع دینا مشروع ہے۔

ڈھول پیٹنا

کسی کی موت پر جاہلیت کے طریقوں کے مطابق ڈھول پیٹ کر اعلان کرنا یا واویلا کرتے ہوئے اعلان یا اطلاع کرنا درست نہیں۔

☆ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میری اطلاع کسی کو نہ کرنا، مجھے اس بات کا خوف ہے کہ یہ بھی کہیں نعی سے نہ ہو جائے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نعی سے منع فرماتے تھے۔ ②

نعی کا لغوی معنی تو لوگوں کو کسی کی موت کی خبر دینا ہے لیکن اہل علم نے کہا ہے کہ نعی سے مراد جاہلیت کی نعی ہے۔ یعنی گھر گھر جا کر اور بازاروں میں شور کرتے پھرنا اور اس طرح منادی کرنا کہ اس میں اطلاع سے زیادہ شور ہو، رونا پیٹنا ہو۔ احادیث کو جمع کیا جائے تو یہی مفہوم بنتا ہے، جیسا کہ ابن العربی نے کہا ہے۔ مجموعی طور پر اس کی تین حالتیں ہیں۔ پہلی: یہ کہ اس کے گھر والوں، اس کے ساتھیوں، اس کے مشورے کے ساتھیوں اور دوست احباب کو اطلاع کرنا سنت ہے۔ دوسری: فخر ومباح کے لیے لوگوں کو اکٹھا کرنے یا جمع ہونے کی دعوت دینا مکروہ ہے۔ تیسری: نوحہ کے ساتھ لوگوں کو اطلاع دینا یا اس طرح کا کوئی کام کرنا حرام ہے۔ ③

---

① صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی القبر: ۷۱/ ۹۵۶۔ ② سنن الترمذی، ابواب الجنائز الجنائز، باب کراھیۃ النعی: ۹۸۶؛ وقال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح، وقال الالبانی :حسن؛ سنن ابن ماجۃ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی النھی عن النعی: ۱۴۷۶۔ ③ تحفۃ الاحوذی، سبل السلام۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میت کو غسل دینا

غسل کون دے؟

میت کے گھر والوں میں سے وہ غسل دے جو کتاب وسنت کو زیادہ جانتا ہو۔

غسل گھر والوں کو ہی دینا چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے اہل بیت نے غسل دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"غَسَّلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ مَا يَكُونُ مِنَ الْمَيِّتِ فَلَمْ أَرَ شَيْئًا، وَكَانَ طَيِّبًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وآلِهِ وَسَلَّمَ حَيًّا وَمَيِّتًا، وَلِيَ دَفْنَهُ، وَإِجْنَانَهُ دُونَ النَّاسِ أَرْبَعَةٌ: عَلِيٌّ، وَالْعَبَّاسُ، وَالْفَضْلُ، وَصَالِحٌ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ." ①

میں نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا تو میں نے میت کو دیکھنا شروع کیا لیکن میں کچھ نہ دیکھ سکا اور آپ کی زندگی اور موت نہایت پاکیزہ ہی تھی۔ (باقی) لوگوں کے علاوہ چار افراد آپ ﷺ کے دفن اور قبر میں رکھنے کے ذمہ دار بنے جن میں (میں) علی، عباس، فضل (بن عباس) اور رسول اللہ ﷺ کے غلام صالح رضی اللہ عنہم تھے۔

آپ ﷺ کو غسل دینے والے آپ کے گھر کے افراد ہی تھے۔

غسل دینے کے لیے کسی غسل دینے والے کو بھی مقرر کیا جا سکتا ہے وہ عورت ہو یا مرد۔ سیدہ ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی لخت جگر (سیدہ زینب رضی اللہ عنہا) کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

''اسے تین یا پانچ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ غسل دو۔'' ②

---

① المستدرك للحاكم: ١٣٣٩، وقال: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين؛ السنن الكبرى للبيهقي: ٦٦٢٦۔ ② صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب غسل الميت ووضوئه بالماء والسدر: ١٢٥٣؛ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب في غسل الميت: ٣٦/٩٣٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا انصاری عورت تھیں اور یہ مردہ عورتوں کو نہلانے پر مقرر تھیں۔

علامہ ابن عبدالبر نے ان کے ترجمے میں کہا ہے:

اِنَّها كَانَتْ غَاسِلَةَ الْمَيِّتَاتِ.①

"یہ مردہ عورتوں کو نہلانے والی عورت تھیں۔"

میاں بیوی کا ایک دوسرے کو غسل دینا

کیا خاوند اپنی بیوی اور بیوی اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے؟ آیئے اس کا جواب احادیث سے جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع سے جنازہ سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو میں اپنے سر میں تکلیف محسوس کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی: ہائے میرا سر! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تجھے کیا مسئلہ ہے؟ اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہوگئی تو میں تجھے غسل دوں گا، کفن پہناؤں گا، نماز جنازہ پڑھوں گا اور دفن کروں گا۔" سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: گویا میں بھی آپ کے ساتھ ویسا ہی کروں اللہ کی قسم! جیسا آپ نے (میرے متعلق) فرمایا ہے! (میری خواہش ہے کہ) آپ میرے گھر میں کسی بھی بیوی کے ساتھ قیام فرمالیں۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے، پھر آپ کا وہ مرض شروع ہوگیا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔②

☆ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت فرمائی کہ انہیں ان کے خاوند سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اسماء غسل دیں تو ان دونوں نے انہیں (سیدہ فاطمہ کو) غسل دیا۔③

معلوم ہوا کہ زوجین ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں جس کی دلیل یہ احادیث ہیں اور اس سے منع کرنے کی کوئی ایک بھی حدیث موجود نہیں۔ واللہ اعلم

---

① فتح الباری لابن حجر: ۳/ ۱۲۸؛ تحفة الاحوذی: ۸۳/٤؛ عمدة القاری شرح صحیح البخاری: ۲۰۷/۱۲؛ نیل الاوطار: ۸۳/۷۔ ② مسند احمد: ۲۵۹۰۸؛ وقال شعیب ارناؤط: حدیث حسن؛ مسند ابی یعلی الموصلی: ٤٥۷۹؛ سنن الدارقطنی: ۲۵۹۵۰۔ ③ سنن الدارقطنی: ۱۸۵۱؛ حسن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غسل کے وقت پردہ کرنا

میت کو جب غسل دیا جائے تو اس پر پردہ کرنا چاہیے جیسا کہ اس حدیث سے واضح ہے:

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو وہ کہنے لگے: اللہ کی قسم! ہم نہیں جانتے کہ کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے (غسل کیلیے) اتار دیں جس طرح ہم اپنے مردوں کے اتار دیتے ہیں یا آپ کو کپڑوں سمیت غسل دیں؟ جب ان کا اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند کا غلبہ کر دیا حتی کہ ان میں سے ایک بھی آدمی ایسا نہیں تھا جس کی ٹھوڑی اس کے سینے سے نہ لگ گئی ہو، پھر گھر کے ایک کونے سے کسی کلام کرنے والے نے کلام کیا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دو لوگ نہیں جانتے کہ وہ کون ہے؟ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئے، انہوں نے آپ کو کپڑوں سمیت غسل دیا۔ وہ پانی بہاتے تھے اور کپڑوں کو اپنے ہاتھوں سے ملتے تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس چیز کا مجھے بعد میں علم ہوا اگر پہلے ہو جاتا تو آپ کو آپ کی بیویاں ہی غسل دیتیں۔ (1)

☆ سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلی جگہ میں ایک آدمی کو بغیر چادر کے غسل کرتے ہوئے دیکھا، آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے، اللہ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا:

«إِنَّ اللَّهَ حَيِيٌّ سِتِّيْرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَ السَّتْرَ، فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ» (2)

''یقیناً اللہ تعالیٰ بہت زیادہ حیادار، پردے والا ہے۔ حیا اور ستر کو پسند فرماتا ہے تو تم میں سے جب کوئی غسل کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ پردہ کرلے۔ (باپردہ ہو کر غسل کرے)''

---

(1) سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب ستر المیت عند غسله: ۳۱۴۱؛ علامہ البانی رحمہ اللہ نے حسن کہا ہے۔ السنن الکبریٰ للبیہقی: ٦٦٢١۔ (2) سنن ابی داود، کتاب الطعام، باب النهی عن التعری، رقم: ٤٠١٢، علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جرہد رضی اللہ عنہ ''جو کہ اصحاب صفہ میں سے ہیں'' بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف فرما تھے کہ میری ران سے کپڑا ہٹ گیا جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو نہیں جانتا کہ ران ستر کا حصہ ہے!''①

یعنی ران کو ننگا نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ ستر کے ان اعضا میں سے ہے جنھیں ہر حال میں ڈھانپنا لازم ہے۔

ان احادیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ ستر کے ڈھانپنے کا کس طرح اہتمام فرماتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے مُردوں کے کپڑے اتار کر انہیں غسل دیتے تھے لیکن انہیں بالکل ننگا کر کے نہیں بلکہ اس پر کوئی اور کپڑا بطور پردہ رکھ کر اسے غسل دیتے تھے۔ اور ان کے ستر کو ہر حال میں ڈھانپتے تھے۔

میت کی پردہ پوشی کرنا

میت کو غسل دینے والا اگر کوئی ایسی چیز دیکھے جو ناگوار ہو اور اسے اچھا نہ سمجھا جاتا ہو تو اسے لوگوں سے چھپائے تاکہ لوگ اس کے عیوب سے لاعلم رہیں اور وہ یہ کام صرف اپنے رب کو راضی کرنے کے لیے کرے۔

☆ سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے کسی میت کو غسل دیا اور اس کی پردہ پوشی کی (کسی ناپسندیدہ اور ناگوار چیز کو چھپایا تو) اللہ تعالیٰ اسے چالیس مرتبہ معاف فرمائیں گے اور جس نے کسی میت کو کفن دیا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے ریشم کا لباس پہنائیں گے اور جس نے کسی میت کے لیے قبر کھودی، پھر اس میں دفن کیا تو اس کو اجر میں ایسی رہائش گاہ ملے گی جس میں وہ قیامت تک ٹھہرایا جائے گا۔''②

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

''جس نے کسی میت کو غسل دیا، پھر اس کی پردہ پوشی کی تو اس کے چالیس

① سنن ابی داود: ٤٠١٤ وھو حسن۔ ② المستدرك للحاكم: ١٣٠٧؛ وقال هذا حديث صحيح على شرط مسلم، الآداب للبيهقي، رقم ٢٧٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبیرہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''①

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

''جس نے کسی مسلمان کو غسل دیا۔''②

شہید کو غسل دینا

جو آدمی اللہ کی راہ میں لڑتا ہوا معرکے میں شہید ہو جائے تو نہ اسے غسل دیا جاتا ہے، نہ کفن دیا جاتا ہے اور نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔

☆ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن فرمایا:

''انہیں ان کے خون میں دفن کر دو۔'' تو انہیں غسل نہیں دیا گیا۔③

☆ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو دو مقتولوں (شہداء) کو ایک ہی کپڑے میں جمع کرتے، پھر فرماتے: ''ان میں سے قرآن زیادہ کون پڑھا ہوا ہے؟'' جب ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو اسے لحد میں مقدم رکھتے اور فرماتے: ''میں قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گا۔'' انہیں خون کی حالت میں دفن کرنے کا حکم دیا، نہ انہیں غسل دیا گیا اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔④

☆ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بتایا کہ شہدائے احد کو غسل نہیں دیا گیا تھا، انہیں خون کی حالت میں ہی دفن کیا گیا اور ان پر نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی گئی تھی۔⑤

☆ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک آدمی کے سینے یا حلق میں (دوران معرکہ) تیر لگا تو

---

① المعجم الكبير للطبراني: ٩٢٩، ہیثمی نے مجمع الزوائد: ٤٠٦٨ میں کہا: ورجاله رجال الصحيح۔ ② السنن الكبرى للبيهقي: ٦٦٥٥۔ ③ صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب من لم ير غسل الشهداء: ١٣٤٦۔ ④ صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الشهيد: ١٣٤٣۔ ⑤ سنن ابى داود، كتاب الجنائز، باب في الشهيد يغسل: ٣١٣٥؛ وقال الالبانی حسن؛ المستدرك للحاكم: ١٣٥٢؛ وقال هذا حديث صحيح على شرط مسلم؛ السنن الكبرى للبيهقي: ٦٧٩٧؛ سنن الدارقطني: ٤٢٠٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ شہید ہو گیا، وہ جیسے تھا ویسے ہی اپنے کپڑوں میں لپیٹ دیا گیا اور بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ①

☆ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک تمہارے ساتھی حنظلہ رضی اللہ عنہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں، تم اس کی بیوی سے پوچھو۔'' پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ جب اس (حنظلہ رضی اللہ عنہ) نے جب جہاد کی پکار سنی تو وہ حالت جنابت میں (ہی نکل پڑے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ وجہ ہے کہ فرشتوں نے اسے غسل دیا۔'' ②

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ باقی شہداء کو غسل نہیں دیا گیا، اسی لیے سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کے غسل کا چرچا ہوا۔

شہید فی المعرکہ کو غسل نہیں دیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ کو شہید کا خون اتنا محبوب اور پیارا ہے کہ وہ چاہتا ہے شہید اسی طرح اسی حالت میں خون میں لت پت اس کے پاس پہنچے۔

غسل کی نیت

کوئی بھی کام جس نیت سے کیا جائے اس کا اجر بھی نیت کی مناسبت سے ملتا ہے۔ کتنا ہی اچھا کام اگر کسی غلط نیت سے کیا جائے تو اس کا کوئی اجر نہیں ملے گا بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس کے لیے عذاب کا باعث بن جائے۔

میت کو غسل دینا ایک دینی تقاضا ہے، اس لیے غسل دینے والے کو اللہ کی رضا کی نیت کرنی چاہیے کہ اس کے اس عمل سے اللہ اس سے راضی ہو جائے اور اگر نیت دکھلاوے کی ہو یا چند روپوں کے حصول کی ہو تو وہ چیزیں تو اسے مل جائیں گی لیکن اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ورضا حاصل نہیں ہو گی لیکن نیت اللہ کی رضا کی کر لی جائے تو باقی چیزیں تو

---

① سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی الشهيد يغسل: ۳۱۳۳؛ وقال الالبانی حسن؛ مسند احمد: ۱۴۹۵۲۔ ② صحيح ابن حبان: ۷۰۲۵؛ شعیب ارناؤط نے کہا ہے: حدیث صحیح؛ المستدرك للحاكم: ۴۹۱۷؛ وقال هذا حديث صحيح على شرط مسلم، ذہبی نے تلخیص میں خاموشی اختیار کی جس پر علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل میں کہا: وانما هو حسن فقط

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مل ہی جائیں گی ساتھ اللہ کی خوشنودی ورضا بھی حاصل ہو گی۔

☆ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

«اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَاِنَّمَا لِامْرِیٍٔ مَانَوٰی.....» [1]

"اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔"

☆ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«فَمَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ عَمَلَ الْآخِرَةِ لِلدُّنْيَا، لَمْ يَكُنْ لَهُ فِي الْآخِرَةِ نَصِيبٌ» [2]

"جس نے ان میں سے آخرت کے عمل کو دنیا کے حصول کے لیے کیا تو اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔"

نیت دل سے کی جاتی ہے، زبان سے اقرار کیا جاتا ہے۔نیت کا زبان کی ادائیگی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

غسل سے پہلے تسمیہ پڑھنا

غسل اور وضو شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔جس طرح زندہ اپنے وضو اور غسل کا آغاز بسم اللہ سے کرتا ہے اسی طرح جب کوئی آدمی کسی میت کو غسل دے تو وہ بھی پہلے بسم اللہ پڑھ لے۔

سعید بن زید بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

«لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ» [3]

"جو بسم اللہ نہ پڑھے اس کا وضو نہیں۔"

---

[1] صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ۱؛ صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب قوله صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنية: ۱۵۵/ ۱۹۰۶۔

[2] مسند احمد: ۲۱۲۲۰؛ شعیب ارناؤط نے کہا ہے: حدیث صحیح، المستدرك للحاكم: ۷۸۶۲؛ وقال هذا حديث صحيح الاسناد۔ [3] سنن الترمذی، ابواب الطهارة، عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، باب فی التسمية عند الوضوء: ۲۵؛ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن کہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشیخ عبدالرحمان مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا شَكَّ فِيْ اَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ نَصٌّ عَلَى التَّسْمِيَةِ رُكْنٌ لِلْوُضُوْءِ اَوْشَرْطٌ لَهُ. ①

''اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ حدیث اس بات پر نص ہے کہ بسم اللہ پڑھنا وضو کا رکن یا شرط ہے۔''

میت کو غسل کیسے دیا جائے؟

میت کو عام پانی میں بیری کے پتے ملا کر غسل دیا جائے۔اگر ضرورت محسوس ہو تو پانی کو گرم بھی کیا جا سکتا ہے۔

ام قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرا بیٹا فوت ہو گیا تو میں اس پریشانی کی وجہ سے گھبراہٹ میں تھی۔جس نے اسے غسل دینا تھا میں نے اسے کہا کہ میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دینا یہ نہ ہو کہ تو اسے ہلاک کر دے گا(حالانکہ وہ پہلے ہی فوت ہو چکا تھا)تو عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ(ام قیس کے بھائی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کو یہ بات بتائی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے پھر فرمایا:''کیا کہہ رہی ہے؟ اللہ اس کی عمر دراز کرے۔'' ②

میت کو غسل دینے کے بارے میں احادیث یہ ہیں:

☆ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم اپنے مُردوں کو نجس (ناپاک) نہ جانو کیونکہ مومن زندہ اور مردہ (کسی بھی حالت میں) نجس نہیں ہوتا۔'' ③

---

① تحفة الاحوذی: ١/١٥٤؛ تحت هذا الحديث۔ ② مسند احمد: ٢٦٩٩٩؛ شعیب ارناؤط نے کہا: اسناده محتمل للتحسين، سند کے اختلاف کے ساتھ یہ حدیث سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب غسل الميت بالحميم: ١٨٨٢؛ میں بھی ہے لیکن اس سند کو شیخ البانی نے ضعیف کہا ہے۔ ③ سنن الدارقطنی: ١٨١١؛ المستدرك للحاكم: ١٤٢٢؛ وقال على شرط الشيخين، السنن الكبرى للبيهقي: ١٤٦٣؛ ان تمام اسناد کو حافظ ابن حجر نے صحیح کہا ہے، دیکھیے فتح الباری۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ سیدہ ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (سیدہ زینب رضی اللہ عنہا) کو غسل دینے لگیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اسے تین مرتبہ، پانچ مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ غسل دو اور ایسے پانی سے غسل دو جس میں بیری کے پتے ہوں اور غسل کے آخر میں کافور ملا لو اور جب تم (غسل سے) فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرنا۔'' جب ہم فارغ ہو گئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع دی تو آپ نے ہماری طرف اپنا تہہ بند پھینکا اور فرمایا: ''(کفن کے اندر کی طرف) یہ اس کے بدن کے ساتھ لپیٹ دو۔ (حفصہ کی روایت میں ہے:) اسے طاق (یعنی) تین، پانچ یا سات مرتبہ غسل دو۔'' اس میں یہ بھی الفاظ ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''غسل کی ابتدا اس کی دائیں طرف اور وضو کے اعضا سے کرو۔'' یہ الفاظ بھی ہیں: ہم نے اسے کنگھی کی پھر تین مینڈیاں بنائیں۔ [1]

☆ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر کے غسل کے متعلق فرمایا:

''تم اس کی دائیں طرف اور وضو کی جگہ سے شروع کرو۔'' [2]

محمد بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم (میت کو غسل کرانا) سیدہ ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے سیکھتے تھے۔ وہ دو مرتبہ بیری کے پتوں کے ساتھ اور تیسری مرتبہ پانی میں کافور ملا کر غسل دیتی تھیں۔ [3]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب ما يستحب ان يغسل وترا: ١٢٥٤؛صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب في غسل الميت: ٣٦/٩٣٩۔ [2] صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب يبدأ بميامن الميت: ١٢٥٥؛ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب في غسل الميت: ٤٣ / ٩٣٩۔ [3] سنن ابي داود، كتاب الجنائز، باب كيف غسل الميت: ٣١٤٧ وقال الالباني :صحيح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت میں ہے کہ ہم نے ان کے بالوں کی تین میڈھیاں بنائیں اور ہم نے انہیں اس کے پیچھے کی طرف کر دیا۔ (1)

ان تمام احادیث کو سامنے رکھیں تو غسل کا طریقہ اور اس کے مسائل مندرجہ ذیل سامنے آتے ہیں:

1۔ غسل کی ابتدا، وضو کے اعضا سے کریں۔

2۔ غسل دائیں اعضا سے شروع کریں۔

3۔ غسل کم از کم تین مرتبہ ہو۔اس سے زائد اگر کرنا چاہو تو طاق تعداد میں کریں، جیسے: پانچ یا سات مرتبہ۔

4۔ اچھی طرح صفائی کریں۔

5۔ پانی کے ساتھ بیری کے پتے ملا لیں۔

6۔ پانی گرم کر لیں۔

7۔ آخری مرتبہ کافور (خوشبو) ملائیں۔

8۔ بہتر صفائی کے لیے صابن یا کوئی اور چیز استعمال کی جا سکتی ہے۔

9۔ عورت کے بالوں کی مینڈیاں کھول کر انہیں اچھی طرح غسل دیں، پھر تین مینڈیاں بنا کر انہیں سر کی پچھلی جانب لٹکائیں۔

10۔ بالوں کو کنگھی کی جائے۔

11۔ مرد کو مرد اور عورت کو عورت غسل دے، ہاں اگر میاں بیوی ہوں تو وہ ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔

12۔ مومن میت کو نجس یا ناپاک نہ سمجھا جائے کیونکہ مومن زندہ ہو یا مردہ ہر حال میں پاک ہوتا ہے۔

میت کو غسل دینے کے بعد خود غسل کرنا

جو آدمی میت کو غسل دے اس پر غسل واجب ہے یا نہیں؟ اس بات پر جمہور علماء تو

(1) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب یلقی شعر المرأۃ خلفھا: ۱۲۶۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی کہتے ہیں کہ اس پر غسل واجب نہیں۔لہٰذا اس کے مشروع ہونے یا نہ ہونے کے متعلق رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت سے رہنمائی لیتے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ غَسَّلَ الْمَيِّتَ فَلْيَغْتَسِلْ وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ» ①

''جس نے میت کو غسل دیا تو وہ غسل کرے اور جس نے اسے اٹھایا وہ وضو کرے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَيْسَ عَلَيْكُمْ فِي غَسْلِ مَيِّتِكُمْ غُسْلٌ إِذَا غَسَّلْتُمُوهُ، فَإِنَّ مَيِّتَكُمْ لَيْسَ بِنَجَسٍ، فَحَسْبُكُمْ أَنْ تَغْسِلُوا أَيْدِيَكُمْ» ②

''تمہارے میت کو غسل دینے کی وجہ سے تم پر کوئی غسل نہیں کیونکہ تمہاری میت ناپاک نہیں۔تمہیں یہی کافی ہے کہ تم اپنے ہاتھ دھولو۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تُنَجِّسُوا مَوْتَاكُمْ، فَإِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجِسُ حَيًّا وَلَا مَيِّتًا» ③

''تم اپنے مُردوں کو ناپاک نہ جانو کیونکہ مسلمان زندہ ہو یا مردہ (کسی بھی حالت میں) نجس نہیں ہوتا۔''

ان احادیث کو سامنے رکھیں تو درج ذیل صورتوں میں واضح ہوتا ہے کہ

1۔ بعد والی دو احادیث جو کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں، سے غسل کرنے والی

---

① سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی الغسل من غسل المیت: ۳۱۶۱؛ علامہ البانی رحمہ اللہ نے کہا ہے: صحیح؛ سنن الترمذی، ابواب الجنائز، باب الغسل من غسل المیت: ۹۹۳؛ امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: حدیث حسن؛ سنن ابن ماجۃ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی غسل المیت: ۱٤٦٣۔ ② المستدرک للحاکم: ۱٤۲٦؛ وقال: ھذا حدیث صحیح علی شرط البخاری، وقال ابن حجر: اسنادہ حسن علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔
③ المستدرک للحاکم: ۱٤۲۲؛ اس پر دراسہ پہلے گزر چکا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث منسوخ ہے، جیسا کہ امام ابو داؤد نے سنن ابی داؤد میں ذکر کیا: هذا منسوخ۔[1]

2۔ یا پھر جو چاہے غسل کر لے جو چاہے نہ کرے، دونوں صورتیں ہی جائز ہیں اور پہلی حدیث میں غسل کیلیے دیئے جانے والا حکم وجوب کا درجہ نہیں رکھتا۔جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے:

"كُنَّا نُغَسِّلُ الْمَيِّتَ فَمِنَّا مَنْ يَغْتَسِلُ وَمِنَّا مَنْ لَا يَغْتَسِلُ." [2]

ہم میت کو غسل دیتے تھے تو ہم میں سے کوئی غسل کر لیا کرتا اور کوئی نہیں بھی کرتا تھا۔

میت کو کفن دینا

غسل کے بعد میت کو جن چادروں میں لپیٹا جاتا ہے یا جو اَن سلا لباس پہنایا جاتا ہے اسے کفن کہتے ہیں۔ اگر مرنے والا مال چھوڑ گیا ہے تو اس کے اپنے مال سے کفن کا انتظام کیا جائے گا۔سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دن کھانا لایا گیا تو وہ کہنے لگے: سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے تو سوائے ایک چادر کے ان کے لیے اور کچھ نہ ملا جس سے انہیں کفن دیا جاتا اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے یا ایک اور آدمی کا کہا کہ جو مجھ سے بہتر تھے تو اس کے لیے بھی صرف ایک ہی چادر ملی جس سے انہیں کفن دیا جا سکتا تھا، مجھے تو اس بات کا خوف ہے کہ ہمیں ہماری نیکیوں کا بدلہ ہماری اس دنیاوی زندگی میں ہی نہ مل جائے اور پھر رونا شروع کر دیا۔[3]

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں:

"وَإِنَّ مُصْعَبَ بْنَ عُمَيْرٍ مَاتَ وَلَمْ يَتْرُكْ إِلَّا ثَوْبًا"[4]

---

[1] سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی الغسل من غسل المیت: ۳۱۶۲_ [2] سنن الدارقطنی: ۱۸۲۰؛ السنن الکبری للبیهقی: ۱۴٦٦؛ شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا ہے: لا شك ان اسناده صحیح، تمام المنة _ [3] صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الکفن من جمیع المال: ۱۲۷٤_ [4] سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ: ۳۸۵۳؛ وقال الترمذی: هذا حدیث حسن صحیح، علامہ البانی رحمہ اللہ اور احمد شاکر رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقیناً سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ فوت (شہید) ہوئے اور انہوں نے ایک کپڑے کے سوا کچھ نہ چھوڑا۔

ان کی اپنی چھوڑی ہوئی چادر ہی ان کے لیے کفن بنائی گئی اور اسی حدیث پر امام بخاری رحمہ اللہ نے ان الفاظ میں باب باندھا ہے: ''بَابُ الْكَفَنِ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ''
اور پھر اس کی وضاحت ترجمۃ الباب میں ان الفاظ سے کی ہے:

''وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: يُبْدَأُ بِالكَفَنِ، ثُمَّ بِالدَّيْنِ، ثُمَّ بِالوَصِيَّةِ وَقَالَ سُفْيَانُ: أَجْرُ القَبْرِ وَالغَسْلِ هُوَ مِنَ الكَفَنِ.'' ①

ابراہیم (نخعی رحمہ اللہ) نے کہا ہے کہ (وراثت کی) ابتدا کفن سے کی جائے گی، پھر قرضہ ادا کیا جائے گا، پھر وصیت پر عمل کیا جائے گا اور سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا: قبر اور غسل کی اجرت بھی کفن کی اجرت میں شامل ہے۔''

☆ جناب عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد محترم سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ احد کا دن تھا، ایک عورت دوڑتی ہوئی آرہی تھی۔ قریب تھا کہ وہ مقتولین احد تک پہنچ جاتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناپسند کیا کہ یہ عورت ان تک پہنچے۔ آپ نے دو دفعہ فرمایا: ''اے عورت!'' سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے پہچان لیا کہ یہ میری والدہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ہیں تو میں ان کی طرف گیا اور ان کے مقتولین تک پہنچنے سے پہلے ان کے پاس پہنچ گیا۔ انہوں نے میرے سینے پر ہاتھ مارا وہ طاقتور عورت تھیں، کہنے لگیں: میں تیری اس حرکت پہ راضی نہیں ہوں۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے ملنے کا ارادہ فرمایا ہے تو وہ ٹھہر گئیں۔ ان کے پاس جو دو کپڑے تھے وہ نکالے اور بولیں: یہ دو کپڑے میں اپنے بھائی حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے لائی ہوں، مجھے اس کی شہادت کی خبر ملی ہے۔ تم ان دونوں کپڑوں میں انہیں کفن دے دو۔ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم دونوں کپڑے لائے تاکہ حمزہ رضی اللہ عنہ کو اس میں کفن دیں تو دیکھا کہ ان کے پہلو میں ایک انصاری شہید ہوا پڑا تھا اور اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا گیا ہے جیسے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ

① صحيح البخاري، قبل الحديث: ١٢٧٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ کیا گیا تھا تو ہمیں حیا دامن گیر ہوئی کہ ہم حمزہ رضی اللہ عنہ کو تو دو کپڑوں میں کفن دیں اور انصاری کے لیے ایک کپڑے کا کفن بھی نہ ہو۔ ہم نے کہا کہ ایک کپڑا حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے اور ایک انصاری صحابی کے لیے کفن بنا دیں۔ ہم نے اندازہ لگایا کہ ان کپڑوں میں سے ایک بڑا تھا۔ پھر ہم نے قرعہ ڈالا اور جو کپڑا جس کے حصے میں آیا اسے اسی میں کفن دے دیا۔ ①

ان احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر میسر ہو تو میت کے اصل مال سے ہی اسے کفن دیا جائے۔ سعید بن مسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کفن (تقسیم سے پہلے) تمام مال میں سے ہے۔ ②

طاؤس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کفن سارے مال سے ہے اگر مال قلیل ہو تو ایک تہائی سے لیا جائے گا۔ ③

یعنی اس کے چھوڑے ہوئے مال سے سب سے پہلے اس کے کفن و دفن کا انتظام کیا جائے گا۔ اس کے غسل، کفن اور قبر کی اجرت ادا کرکے بعد میں جو مال بچے گا اس سے قرضہ ادا کیا جائے گا، پھر وصیت پر عمل کیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا مصعب بن عمیر اور حمزہ رضی اللہ عنہما کی شہادت پر ان کے مال سے ملنے والی ایک ایک چادر میں ہی انہیں کفنا دیا اور کسی سے ان کے قرض کا نہ پوچھا لہٰذا معلوم ہوا کہ اگر قرض کفن سے مقدم ہوتا تو آپ کفن کے وقت بھی صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھ لیتے جیسے نمازِ جنازہ سے پہلے قرض کا پوچھتے تھے۔

فائدہ: سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا کفن ان کے گھر سے ہی آیا تھا اور یہ ان کی بہن صفیہ رضی اللہ عنہا لے کر آئی تھیں جسے ان کے بیٹے اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے بھانجے سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ سے لیا۔

---

① مسند احمد: ۱۴۱۸؛ قال شعیب ارناؤط: اسنادہ حسن؛ مسند ابی یعلی: ۶۸۶؛ السنن الکبری للبیہقی: ۶۶۸۴؛ قال الالبانی فی ارواء الغلیل: سندہ صحیح، رقم ۷۱۱۔ ② مصنف عبدالرزاق: ۶۲۲۵۔ ③ مصنف عبدالرزاق: ۶۲۲۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میت کو کفن پہنانا ضروری ہے

جہاں تک ممکن ہو میت کو کفن پہنانا ضروری ہے۔ایک صحابی حالت احرام میں فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اِغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوْهُ فِي ثَوْبَيْنِ» ①

''انہیں پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر دو کپڑوں میں کفن دے دو۔''

اس فرمان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ میت خواہ احرام ہی کی حالت میں کیوں نہ ہو اسے بھی غسل اور کفن دینا ضروری ہے اور محرم کو احرام کی دونوں چادروں میں کفن دیا جائے۔

فائدہ: کفن، غسل اور قبر کی اجرت ادا کرنی چاہیے بلکہ اگر لوگ مستقل اس کام پر مقرر ہوں تو انہیں میت کے مال میں سے اس کے ورثا ادا کریں۔

ہمارے ہاں یہ رواج عام ہے کہ میت اگر مرد ہو تو اس کے سسرال والے اور اگر عورت ہو تو اس کے میکے والے یہ اخراجات ادا کرتے ہیں جو کہ شریعت سے ثابت نہیں۔ شاید یہ رواج ہندو تہذیب کے غلبے کی وجہ سے ہم پر حاوی ہے، ہمیں اس سے بچنا چاہیے۔

شہید کو کفن دینا

شہید فی المعرکہ کو غسل نہیں دیا جاتا اور نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے اور اسی طرح انھی کپڑوں میں، جن میں وہ شہید ہوا ہے، لپیٹ کر اور اضافی کپڑا بطور کفن لے کر اسی خون میں لت پت دفن کر دیا جاتا ہے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ احد کے دو دو مقتولین کو ایک ہی کپڑے میں اکٹھے کرتے، پھر فرماتے: ''ان میں سے زیادہ قرآن کا حامل کون ہے؟'' تو جب ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو اسے ہی لحد میں مقدم رکھتے اور فرماتے: ''میں قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گا۔''

---

① صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب كيف يكفن المحرم: ١٢٦٧؛ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب ما يفعل بالمحرم اذا مات: ٩٣/١٢٠٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آپ ﷺ نے انہیں ان کے خون کی حالت میں ہی دفن کرنے کا حکم دیا، نہ انہیں غسل دیا گیا اور نہ ان پر نماز جنازہ پڑھی گئی۔ ①

☆ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَدْفِنُوهُمْ فِي دِمَائِهِمْ۔ يَعْنِي يَوْمَ اُحُدٍ۔ وَلَمْ يُغَسِّلْهُمْ)) ②

''انہیں خون کی حالت میں ہی دفن کردو، یعنی احد کے دن اور نہ انہیں غسل دیا گیا۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی طرف آئے، ان کا مثلہ کیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اگر صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے دل میں کوئی تنگی نہ پائے تو میں اسے اسی طرح چھوڑ دوں تاکہ اسے درندے کھا جائیں حتیٰ کہ قیامت کے دن انہیں ان کے پیٹوں سے اکٹھا کیا جائے۔'' کپڑے کم پڑ گئے اور مقتولین زیادہ ہوگئے تو ایک، دو یا تین آدمی ایک ہی کپڑے میں کفن دیئے جارہے تھے، پھر ایک ہی قبر میں دفن کئے جارہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں سے پوچھ رہے تھے کہ ''ان میں سے زیادہ قرآن (پڑھنے) والا کون ہے۔'' تو اسے قبلے کی طرف کرتے تھے۔ ③

☆ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے (لوگوں کو) بتایا کہ احد کے شہدا کو غسل نہیں دیا گیا اور انہیں خون کی حالت میں ہی دفن کر دیا گیا اور نہ ان پر نماز جنازہ ہی پڑھی گئی۔ ④

☆ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی کے سینے یا حلق میں تیر لگا تو وہ شہید ہوگیا، وہ جیسے تھا ایسے ہی اسے اس کے کپڑوں میں لپیٹا گیا جبکہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ ⑤

---

① صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الشهید: ١٣٤٣۔ ② صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب من لم یر غسل الشهید: ١٣٤٦۔ ③ سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی الشهید یغسل: ٣١٣٦؛ وقال الالبانی: حسن۔ ④ سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی الشهید یغسل: ٣١٣٥؛ وقال الالبانی: حسن۔ ⑤ سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی الشهید یغسل: ٣١٣٣؛ وقال الالبانی: حسن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفن میں ایثار کرنا

اگر کہیں کوئی ایسا موقع بن جائے کہ جنگوں یا معرکوں میں شہداء کی تعداد زیادہ ہو جائے یا کسی قدرتی آفت جیسے زلزلہ یا سیلاب وغیرہ کے نتیجے میں اموات زیادہ ہو جائیں، کفن کے لیے کپڑے نہ مل رہے ہوں تو ایک میت کو دو یا تین چادروں میں کفن دینے کی بجائے ایک ہی چادر میں کفن دے کر دوسری چادر کسی دوسری مستحق میت کے لیے بطور کفن استعمال کی جائے۔ اسی طرح انتہائی مجبوری میں ایک کپڑے میں دو میتوں کو بھی کفن دیا جا سکتا ہے جیسا کہ احد کے شہدا کے ساتھ کیا گیا تھا۔ پیچھے بیان کردہ حدیث جس میں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے کفن کا تذکرہ ہے، یہ ایثار کی عمدہ مثال ہے۔

کفن کی کیفیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کیسا کفن دیا اور آپ جب دنیا سے تشریف لے گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسا کفن دیا، مشروع کفن کونسا ہے اور اس کے متعلقات کیا ہیں؟

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین یمنی سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا جو سحولیہ کے تھے۔ ان میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا۔ [1]

سحولیہ کاٹن کے سفید کپڑوں کو کہتے ہیں۔

صحیح مسلم میں یہ حدیث ان الفاظ کے بعد بھی ہے جس کے الفاظ ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید، کاٹن کے کپڑوں میں کفن دیا گیا جس میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا اور چغہ بھی (نہیں تھا)۔ لوگوں کو اس وجہ سے شبہ پڑا کہ یہ آپ کے لیے خریدا گیا تھا تاکہ اس میں کفن دیا جائے لہٰذا چغے کو رہنے دیا گیا اور تین سفید سحولیہ کپڑوں میں ہی کفن دیا گیا، بعد میں سیدنا عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما نے (وہ چغہ)

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الثياب البيض للكفن: ١٢٦٤؛ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب كفن الميت: ٤٥/٩٤١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے لیا اور کہا کہ اسے میں اپنے پاس رکھوں گا تاکہ مجھے اس کا کفن دیا جائے، پھر فرمایا: اگر اس کو اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کے لیے پسند فرماتے تو آپ کو اسی میں کفنایا جاتا، پھر انہوں نے اسے فروخت کر دیا اور اس کی قیمت بطور صدقہ دے دی۔ ①

ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ یہ یمنی جبہ تھا اور سیدنا عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کا ہی تھا۔ ②

ایک روایت میں ہے کہ جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی وفات کا سن کر حاضر ہوئے تو اس وقت آپ کو ایک چادر میں لپیٹ دیا گیا تھا۔ ③

☆ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن اُبی مرا تو نبی ﷺ کے پاس اس کا بیٹا آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے اپنی قمیص عطا کیجیے میں اپنے باپ کو اس میں کفن دوں گا۔ اس پر نماز (جنازہ) بھی پڑھیے اور اس کے لیے استغفار بھی کیجیے تو نبی ﷺ نے اسے اپنی قمیص عطا کی اور فرمایا: ''مجھے اطلاع کرنا میں اس کی نماز جنازہ پڑھاؤں گا۔'' تو اس نے آپ کو اطلاع دی تو آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھانے کا ارادہ کیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو روکا اور کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین پر نماز (جنازہ) پڑھنے سے روکا نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میں دو اختیاروں کے درمیان ہوں اور یہ آیت تلاوت فرمائی'' آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں اگر ان کے لیے ستر مرتبہ بھی استغفار کریں گے تو اللہ ان کو نہیں بخشے گا۔'' جب آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی تو یہ آیت نازل ہوگئی:

''ان میں سے جو کوئی مرجائے اس پر کبھی بھی نماز (جنازہ) نہ پڑھیں۔'' ④

---

① صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فی کفن المیت: ۹٤۱/٤٥۔ ② صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فی کفن المیت: ۹٤۱/٤٦۔ ③ صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الدخول علی المیت بعد الموت اذا ادرج فی کفنه: ۱۲٤۱۔ ④ التوبة: ۸۰؛ صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الکفن فی القمیص: ۱۲٦۹؛ صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین واحکامهم: ۲۷۷٤/۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن اُبی کو دفن کرنے کے بعد وہاں تشریف لائے، آپ نے (اس کا چہرہ کفن سے) نکالا، اس کے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور اسے اپنی قمیص پہنائی۔ ①

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب بدر کا دن تھا، قیدی لائے گئے اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے وہ) بھی لائے گئے، ان پر کوئی کپڑا نہیں تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے کوئی قمیص ڈھونڈی تو انہیں عبداللہ بن ابی کی قمیص ملی جو ان پر پوری آتی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قمیص انہیں پہنا دی اسی لیے (اس حدیث کے راوی) سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا ایک احسان تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حساب برابر کر دیا۔ ②

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ کے صحابہ میں سے کسی کا ذکر کیا گیا جو فوت ہو گیا تھا کہ اسے ایسا کفن دیا گیا جو اس کے لیے ناکافی تھا اور اسے رات کو دفن کیا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر ڈانٹ پلائی کہ کسی آدمی کو رات میں اس وقت تک دفن نہ کیا جائے جب تک کہ اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ رات کو صرف اس صورت میں دفن کیا جائے جب انسان اس کے لیے مجبور ہو جائے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهُ» ③

''جب تم میں سے کوئی ایک اپنے بھائی کو کفن دے تو وہ اسے اچھا کفن دے۔''

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

«اِذَا وَلِيَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهُ» ④

---

① صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الکفن فی القمیص: ۱۲۷۰؛ صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین واحکامھم: ۲/۲۷۷۳۔ ② صحیح البخاری، کتاب الجھاد والسیر، باب الکسوۃ للاساری: ۳۰۰۸۔ ③ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فی تحسین کفن المیت: ۹۴۳/۴۹۔ ④ سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب الامر بتحسین الکفن: ۱۸۹۶؛ وقال الالبانی: صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تم میں سے کوئی جب اپنے بھائی کا والی (وارث) بنے تو وہ اسے اچھا کفن دے۔''

☆ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے لباس میں سفید کپڑے پہنو، یہ تمہارے بہترین کپڑے ہیں اور انہی میں اپنے مُردوں کو کفن دو۔''[1]

☆ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے: ''جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے اور اس کا وارث اپنے مال میں وسعت پائے تو وہ اسے حَبرہ کپڑے میں کفن دے۔'' (حَبرہ یمن کے بنے ہوئے کاٹن کے کپڑے کو کہتے ہیں)۔[2]

☆ سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بُنی ہوئی حاشیہ دار چادر آپ کے لیے تحفہ لائی۔ (سہل نے کہا:) تم جانتے ہو یہ چادر کیسی ہے؟ لوگوں نے کہا: شملہ۔ کہا: ہاں! کہنے لگی: یہ میں نے اپنے ہاتھ سے بُنی ہے۔ اس لیے لائی ہوں کہ آپ اس کو پہنیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت چادر کی ضرورت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لی اور اسی کو تہہ بند کے طور پر باندھ کر باہر نکلے تو ایک شخص (سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ) کہنے لگے: کیا عمدہ چادر ہے، یہ مجھے عطا فرما دیجئے! لوگوں نے کہا: یہ تم نے اچھا نہیں کیا، تم اچھی طرح سے جانتے ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی ضرورت تھی، آپ نے اس کو پہن لیا، پھر تم نے کیوں مانگی؟ تم یہ بھی جانتے ہو کہ آپ کسی کا سوال رد نہیں کرتے۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے یہ چادر پہننے کیلیے نہیں مانگی بلکہ میں اس کو اپنا کفن بناؤں گا۔ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر وہی چادر ان کا کفن بنی۔[3]

ان احادیث کو سامنے رکھیں تو مشروع کفن کی کیفیت کچھ اس طرح واضح ہوتی ہے:

---

[1] سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب مایستحب من الاکفان: ۹۹۴؛ وقال الالبانی: صحیح؛ سنن ابن ماجة، کتاب الجنائز، باب ماجاء فیما یستحب من الاکفان: ۱۴۷۲۔
[2] سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی الکفن: ۳۱۵۰۔ [3] صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب من استعدالکفن فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم ینکر علیہ: ۱۲۷۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ رسول اللہ ﷺ کے کفن مبارک کا رنگ سفید تھا اور آپ نے اسی رنگ کو پسند فرمایا۔

☆ آپ کے کفن میں تین چادریں تھیں۔

☆ آپ کے کفن مبارک میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا۔

☆ پہلے سے استعمال شدہ کپڑا بھی بطور کفن استعمال کیا جا سکتا ہے۔

☆ وفات کے بعد غسل سے پہلے بھی آپ کو کاٹن کی ایک چادر میں لپیٹا گیا تھا۔

☆ آپ نے منافق عبداللہ بن اُبی کو اپنی قمیص پہنائی۔ یہ قمیص اس قمیص کے بدلے میں تھی جو اس نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو بدر کے دن پہنائی تھی، جب وہ قیدی بن کر آئے تھے۔

☆ کفن ضرورت کے مطابق ہو۔ نہ تو اتنا کم کہ میت کو پورا ہی نہ آئے اور نہ ہی اتنا غلو ہو کہ بہت زیادہ کپڑا لپیٹ دیا جائے۔

☆ کفن اچھا، صاف ستھرا اور کاٹن کے کپڑے کا ہو۔ نہ تو بہت مہنگا اور بیش قیمت ہو اور نہ بالکل ردی کپڑا ہو۔

☆ آدمی اپنی زندگی میں بھی اپنے لیے کفن تیار کر کے رکھ سکتا ہے۔

☆ عورت اور مرد کے الگ الگ کفن کی کوئی تمیز نہیں۔ عورت اور مرد دونوں کے لیے ایک ہی کفن ہے۔

☆ جن روایات میں چغے کا تذکرہ ہے تو اصل مسئلہ یہ ہے کہ وہ چغہ موجود ضرور تھا لیکن اس میں آپ ﷺ کو کفن نہیں دیا گیا بلکہ وہ سیدنا عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما نے بطور تبرک لے لیا تھا۔

خوشبو لگانا

میت کے کفن یا جسم پر خوشبو لگائی جا سکتی ہے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری خوشبوؤں میں سب سے عمدہ خوشبو کستوری ہے۔''[1]

---

[1] سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی المسك للمیت: ۳۱۵۸؛ وقال الالبانی: صحیح، سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب المسك للمیت: ۹۹۱؛ وقال الترمذی: هذا حدیث حسن صحیح؛ سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب المسك: ۱۹۰۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میت کو خوشبو لگائی بھی جا سکتی ہے اور خوشبو کی بھاپ بھی دی جا سکتی ہے جیسا کہ عرب ممالک میں خوشبو کی بھاپ دی جاتی ہے جسے بخور کہا جاتا ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میت کو خوشبو کی بھاپ دو تو تین دفعہ دو۔'' (1)

ایک روایت کے الفاظ ہیں: ''جب تم میت کو خوشبو کی بھاپ دو تو طاق مرتبہ دو۔'' (2)

میت کو خوشبو تین دفعہ یا طاق عدد میں لگائی جا سکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو بہت پسند تھی۔ البتہ جو شخص حالت احرام میں فوت ہوا سے خوشبو نہیں لگائی جائے گی۔

قبر میں کفن کی گرہیں کھول دینا

میت کو کفن دیتے وقت اسے منتشر ہونے یا بکھر جانے کے ڈر سے دو یا تین جگہوں سے باندھ دیا جاتا ہے، جب اسے قبر میں رکھ دیا جائے تو چونکہ تب بکھر جانے کا ڈر نہیں رہتا اس لیے انہیں کھول دیا جاتا ہے۔ اس بارے میں اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح روایت مجھ جیسے طالب علم کو نہیں ملی لیکن ایک مرسل روایت ہے:

خلف بن خلیفہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں: انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کو قبر میں رکھا اور اس کی گرہیں منہ کی طرف سے کھول دیں۔ (3)

اسی روایت کو ایک اور سند کے ساتھ اس طرح بھی بیان کیا گیا ہے: سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قبر میں رکھا تو اس کے کفن کی گرہوں کو کھول دیا۔ (4)

یہ تمام اسناد راوی کے وہم کی وجہ سے ضعیف ہیں کیونکہ درحقیقت یہ روایت مرسل

---

(1) مسند احمد: ١٤٥٤٠؛ شعیب ارناؤط نے کہا ہے: اسناده قوی علی شرط مسلم؛ مصنف ابن ابی شیبة: ١١١٢٠۔ (2) صحیح ابن حبان: ٣٠٣١؛ وقال شعیب ارناؤط: اسناده صحیح علی شرط مسلم؛ السنن الکبری للبیهقی: ٦٧٥٢؛ المستدرك للحاکم: ١٣١٠، وقال: هذاحدیث صحیح علی شرط مسلم۔ (3) مراسیل ابی داود، ماجاء فی الدفن: ٤١٩؛ المصنف لابن ابی شیبه: ١١٦٦٨۔ (4) السنن الکبری للبیهقی: ٦٧١٤؛ سلسله احادیث الضعیفه و الموضوعه: ١٧٦٣؛ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے متصل تسلیم نہیں کیا بلکہ اسے مرسل ہی کہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور مرسل قول راجح میں حجت نہیں بلکہ ضعیف ہی ہے۔

تابعین کے بعض آثار ملاحظہ ہوں: ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب میت کو قبر میں داخل کیا جائے تو اس کی تمام گرہیں کھول دی جائیں۔

عامر شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میت کی گرہیں کھول دی جائیں۔

ضحاک رحمہ اللہ نے وصیت کی تھی کہ ان کے کفن کی تمام گرہیں کھول دی جائیں اور ان کا چہرہ ظاہر کر دیا جائے۔ حسن بصری اور ابن سیرین رحمہما اللہ دونوں کہتے ہیں کہ میت کی گرہیں کھول دی جائیں۔[1]

یہ تمام اقوال حدیث کے جید علماء کرام، تابعین و تبع تابعین سے مروی ہیں اور یہ کسی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے متصادم نہیں ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر گرہیں باندھی گئی تھیں تو انہیں کھول دینا درست ہے اور یہ شروع سے ہی معمول رہا ہے۔ اس لیے گرہیں کھولنے کا ہی تذکرہ ہے اور کھولی تو تب جاتی ہیں جب باندھی جائیں گی۔ اور بقول علامہ البانی رحمہ اللہ قبر میں گرہیں کھولنا سلف میں معروف تھا۔[2]

حالت احرام میں فوت ہونے والے کا کفن

جو آدمی احرام کی حالت میں فوت ہو جائے اسے احرام کی انہی دو چادروں میں کفن دیا جائے گا البتہ خوشبو نہیں لگائی جائے گی اور نہ اس کا سر ڈھانپا جائے گا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (عرفات میں) تھے۔ ایک آدمی جو احرام کی حالت میں تھا، اسے اس کی اونٹنی نے گرا دیا (اور وہ فوت ہو گیا) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ، وَلَا تُحَنِّطُوهُ، وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا))[3]

---

[1] یہ آثار مصنف ابن ابی شیبہ: ١١٦٧٠، ١١٦٧٢، ١١٦٧٤ میں مذکور ہیں۔ [2] السلسلة الضعیفه، تحت رقم: ١٧٦٣۔ [3] صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب کیف یکفن المحرم: ١٢٦٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر دو چادروں میں کفن دو، اس کو خوشبو نہ لگاؤ اور اس کا سر نہ ڈھانپو، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اس حالت میں اٹھائے گا کہ وہ تلبیہ پکار رہا ہوگا۔“

ایک روایت میں ہے:

وہ قیامت کے دن حالتِ احرام میں ہی اٹھایا جائے گا۔[1]

نمازِ جنازہ کا حکم

مسلمان میت کی نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اور یہ ہر مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق میں سے ہے۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا:

”تمہارا بھائی (نجاشی) فوت ہوگیا لہٰذا اٹھو اور اس کی نماز جنازہ پڑھو۔“[2]

اسی مفہوم کی حدیث صحیح بخاری میں موجود ہے۔[3]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو آدمی کسی جنازے میں پر حاضر ہو اور اس پر جنازہ پڑھے تو اس کے لیے ایک قیراط ہے اور جو تدفین تک وہاں موجود رہے تو اس کے لیے دو قیراط ہیں۔“ عرض کیا گیا: دو قیراط کیا ہیں؟ فرمایا: ”دو عظیم پہاڑوں کے برابر۔“[4]

ایک روایت میں ہے: قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔[5]

میت کو تابوت میں دفن کرنا

تابوت ایسے صندوق کو کہتے ہیں جس میں مُردے کی نعش رکھتے ہیں۔

---

[1] سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب کیف یکفن المحرم اذا مات: ۱۹۰۵؛ وقال الالبانی: صحیح۔ [2] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فی التکبیر علی الجنازۃ: ۶۷/ ۹۵۳۔ [3] صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الصفوف علی الجنازۃ: ۱۳۱۸۔

[4] صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب من انتظر حتی تدفن: ۱۳۲۵۔ [5] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فضل الصلاۃ علی الجنازۃ واتباعھا: ۹۴۵/۵۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا مسئلہ تابوت میں میت کو رکھ کر دفن کرنے کا تو رسول اللہ ﷺ، صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ میں سے کسی کو بھی تابوت میں دفن نہیں کیا گیا۔ بلکہ انہوں نے مٹی میں دفن ہونا پسند فرمایا اور لحد میں دفن ہونے کی وصیتیں فرمائیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کو دفن کرنے کا وقت آیا تو اس وقت بھی جو ہوا اللہ کی مشیئت سے ہوا، جیسے آپ کو غسل دینا اور آپ کے لیے لحد بنانا، لیکن کہیں بھی تابوت کا ذکر نہیں۔ اس لیے تابوت میں کسی میت کی تدفین نہیں کرنی چاہیے اور مسلمان ہوتے ہوئے ہمیں محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کی اتباع کرنی چاہیے۔

میت کو تابوت میں دفن کرنا عیسائیوں کا طریقہ ہے، ہمیں یہود ونصاریٰ کے طریقوں پر چلنے سے منع کیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) [1]

''جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو اس کا شمار انہی میں ہوگا۔''

کسی انتہائی ناگزیر صورت میں جیسے بیرون ملک سے گلی سڑی لاش تابوت میں آئے، کسی حادثہ کی وجہ سے نعش بکھر گئی ہو اور اسے کفن میں رکھنا مشکل ہو رہا ہو، زمین نرم اور گیلی ہو یا اسے وحشی جانوروں کے کھودنے کا خدشہ ہو تو بعض فقہاء نے ایسی حالت میں تابوت میں دفن کرنے کی مع الکراہہ اجازت دی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

جنازے کو جلدی لے کر جانا

جنازے کو جلدی اٹھانا، جلدی لے کر چلنا البتہ دوڑ کر نہیں بلکہ تیز چال کے ساتھ چلنا چاہیے، گھر سے بھی اٹھانے میں جلدی اور جنازہ لے کر جانے میں بھی جلدی کرنی چاہیے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

[1] سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة: ٤٠٣١، قال الالبانی: حسن صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”جنازے کو جلدی لے کر جاؤ کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو بہتر یہی ہے کہ تم اسے آگے پہنچا دو اور اگر دوسرا (برا) معاملہ ہے تو تم اسے اپنی گردنوں سے اتار دو۔“① یعنی تم اسے جلدی دفن کر کے اپنے سر سے بوجھ اتار دو۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

”جب جنازہ (چارپائی پر) رکھا جاتا ہے، پھر لوگ اسے کندھوں پر اٹھا لیتے ہیں اگر وہ نیک ہو تو کہتا ہے: مجھے آگے لے چلو اور اگر نیک نہیں ہوتا تو کہتا ہے: ہائے افسوس! یہ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں؟ اس کی آواز انسان کے علاوہ ہر مخلوق سنتی ہے اور اگر انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔“②

جنازے کو کندھا دینا

جنازے کو اٹھانا اور اس کے ساتھ چلنا واجب ہے۔سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب جنازہ (میت) کو رکھ دیا جاتا ہے اور لوگ اسے اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے ہیں، اگر وہ (میت) نیک ہو تو کہتی ہے کہ مجھے جلدی لے چلو اور اگر نیک نہ ہو تو کہتی ہے: ہائے افسوس! یہ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں؟ اس آواز کو انسان کے علاوہ ہر چیز (مخلوق) سنتی ہے اور اگر انسان (اس آواز کو) سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔“③

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ میت کی چارپائی کو کندھوں پر اٹھایا جائے۔

---

① صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب السرعة بالجنازة: ١٣١٥؛ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب الاسراع بالجنازة: ٩٤٤/٥٠۔ ② صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب قول الميت وهو على الجنازة قدموني: ١٣١٦۔ ③ صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب حمل الرجال الجنازة دون النساء: ١٣١٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا یہ کہ میت کو صرف مرد اٹھائیں، عورتیں نہیں جیسا کہ مذکورہ حدیث میں ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہی باب قائم کیا ہے:

''عورتوں کی بجائے مرد جنازہ اٹھائیں۔''

جس طرح اٹھانا آسان ہو اٹھایا جا سکتا ہے، خواہ چارپائی کے چاروں پایوں کو پکڑ کر اٹھا لیا جائے یا دو آدمی چارپائی کے دونوں سروں کے درمیان سے اٹھا لیں۔

جنازہ اٹھانے کی کیفیت

میت کی چارپائی کو اٹھانے کی کیفیت کے متعلق رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فرامین و افعال کچھ اس طرح ہیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ فرما رہے تھے:

''جب نیک آدمی کو اس کی چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ مجھے آگے لے چلو، مجھے آگے لے چلو، جب برا آدمی چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: ہائے افسوس! تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟''[1]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں لوگوں میں کھڑا تھا کہ انہوں نے مجھے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے بلایا (وفات کے بعد) اور اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کو ان کی چارپائی پر رکھا گیا تھا۔[2]

ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ میت کو چارپائی پر رکھنا چاہیے اگر وہ پہلے چارپائی پر نہ ہو تو تغسیل و تکفین کے بعد اسے اس کی چارپائی پر رکھ کر دفنانے کے لیے لے جایا جائے۔

---

[1] سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب السرعة بالجنازة: ۱۹۰۹، قال الالبانی: صحیح۔ [2] صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب مناقب عمر بن الخطاب ابی حفص القرشی العدوی: ۳۶۸۵؛ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر رضی اللہ عنہ: ۲۳۸۹/۱۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چارپائی کو اس کے چار پایوں سے اٹھانے یا دو مردوں کے اٹھانے سے متعلق رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند سے کچھ بھی ثابت نہیں۔ جو احادیث کتب حدیث میں مذکور ہیں ان میں سے کسی روایت کی سند متہم ہے تو کوئی منقطع اور کسی کے راوی ضعیف ہیں۔

ایسے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فرامین و افعال ہمارے لیے حجت ہیں۔

☆ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو جنازے کے پیچھے چلے وہ چارپائی کو چاروں جانب سے اٹھائے کیونکہ یہ سنت ہے اس کے بعد اس کی مرضی (جیسے چاہے اٹھائے)۔ [1]

ایک روایت میں الفاظ ہیں:

چارپائی کو تمام جوانب سے اٹھائے۔ [2]

یہ سند راوی ثقہ ہونے کے باوجود منقطع ہے۔ ابو عبیدہ رحمہ اللہ نے اپنے والد سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا، اسے کئی محدثین نے حکماً مرفوع کہا ہے۔ [3]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دونوں طرح اٹھانا مروی ہے اس پر بحث کرنے کے بعد شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"والحديث يدل على مشروعيه الحمل للميت وان السنة يكون بجميع جوانب السريرى۔" [4]

حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ میت کو اٹھانا مشروع ہے اور سنت یہ ہے کہ چارپائی کو تمام اطراف سے اٹھایا جائے۔

شیخ عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"والقول الراجح عندى هو ما ذهب اليه احمد ان

---

[1] العلل الدار قطنی: ۹۰۲؛ المعجم الکبیر الطبرانی: ۹۴۸۵۔ [2] سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز، باب فی شهود الجنائز: ۱۴۷۸۔ [3] فواد عبد الباقی علی حاشیه ابن ماجة۔ [4] نیل الاوطار، جنائز باب حمل الجنازه و السیربها.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التربيع سنة، وهو افضل من الحمل بين العمودين، وان حمل بين العمودين كان حسنا ولم يكره، والله تعالىٰ اعلم.''①

میرے نزدیک امام احمد رحمہ اللہ کا قول راجح ہے کہ تربیع (چار پاؤں سے میت کو اٹھانا) سنت ہے اور یہ دو پایوں کے درمیان اٹھانے سے افضل ہے اور (میت کو) دو پایوں کے درمیان سے اٹھانا بھی اچھا ہے جس میں کوئی کراہت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اگر لوگوں کا ہجوم ہو تو چارپائی کے دونوں طرف دو لمبے بانس باندھ دیئے جاتے ہیں تاکہ زیادہ لوگ اسے کندھا دے سکیں۔ آپ کی طرف یہ روایت منسوب ہے کہ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی چارپائی کے ساتھ بانس باندھے گئے تھے البتہ یہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہے لیکن کئی صحابہ کا عمل کتب احادیث سے ملتا ہے۔ جس پر عمل کرنا باعث حجت ہے۔

جنازے کے ہمراہ چلنا

جنازے کے پیچھے چلنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات کاموں کا حکم دیا اور سات سے منع فرمایا: ہمیں جنازوں کے پیچھے چلنے، مریض کی عیادت کرنے، دعوت قبول کرنے، مظلوم کی مدد کرنے، قسم کو پورا کرنے، سلام کا جواب دینے اور چھینک پر الحمد للہ کہنے والے کو جواب دینے کا حکم دیا اور ہمیں سونے کے برتنوں، چاندی کے برتنوں، سونے کی انگوٹھی، ریشم، دیباج (ریشم کی ایک قسم) قسی (کاٹن کے ساتھ ملا کر ریشم کے کپڑے بننا) استبرق (موٹی ریشم) پہننے سے منع فرمایا۔②

---

① مرعاة المفاتيح، شرح مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز: ١٦٨٥۔ ② صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الامر باتباع الجنائز: ١٢٣٩؛ صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم استعمال اناء الذهب والفضة على الرجال والنساء: ٣/ ٢٠٦٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازوں کے پیچھے چلنا، دعوت قبول کرنا اور چھینکنے والے کے ''الحمد للہ'' کہنے پر اس کا جواب دینا۔''①

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''مریض کی عیادت کرو، جنازے کے پیچھے چلو، تمہیں آخرت یاد آئے گی۔''②

سیدہ ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمیں (عورتوں کو) جنازوں کے پیچھے چلنے سے منع کیا جاتا تھا لیکن (اس معاملے میں) ہم پر سختی نہیں کی گئی۔③

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سوار جنازے کے پیچھے ہو، پیدل جیسا چاہے اور بچے پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔''④

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:
''سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل چلنے والا جنازے کے قریب اور اس کے آگے پیچھے، دائیں بائیں بھی چل سکتا ہے۔''⑤

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے ہمراہ تھے، آپ کے پاس سواری لائی گئی۔ آپ نے اس پر سوار ہونے سے انکار کر دیا، جب واپس

---

① صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الامر باتباع الجنائز: ١٢٤٠؛ صحيح مسلم، كتاب السلام، باب من حق المسلم للمسلم رد السلام: ٢١٦٢/٤۔ ② مسند احمد: ١١٢٧٠، وقال شعيب ارناؤط: صحيح؛ مسند ابي يعلى: ١١١٩؛ صحيح ابن حبان: ٢٩٥٥؛ الادب المفرد للبخاري: ٥١٨، وقال الالباني: صحيح۔ ③ صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب اتباع النساء الجنائز: ١٢٧٨؛ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب نهي النساء عن اتباع الجنائز: ٣٤/ ٩٣٨۔ ④ سنن الترمذي، كتاب الجنائز، باب ماجاء في صلاة الاطفال: ١٠٣١؛ وقال الترمذي: هذاحديث حسن صحيح، قال الالباني: صحيح؛ سنن النسائي، كتاب الجنائز، باب مكان الراكب من الجنازة: ١٩٤٢؛ سنن ابن ماجة: ١٩٨١۔ ⑤ سنن ابي داود، كتاب الجنائز، باب المشي امام الجنازة: ٣١٨٠، وقال الالباني: صحيح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوٹنے لگے تو (پھر) سواری لائی گئی تو آپ سوار ہو گئے۔آپ سے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''یقیناً فرشتے پیدل چل رہے تھے، میرے لیے لائق نہیں تھا کہ میں سوار ہو جاؤں اور وہ پیدل چلیں۔جب وہ چلے گئے تو میں سوار ہو گیا۔''[1]

اسے یا تو آپ کا خاصہ شمار کیا جائے گا یا پھر یہ کہ بہتر ہے کہ جنازہ کے لیے آدمی پیدل آئے۔اسی لیے سواری پر آنے والے کے لیے شرط ہے کہ وہ جنازے کے پیچھے پیچھے آئے، آپ کا یہ فرمان اوپر گزر چکا ہے کہ سوار جنازہ کے پیچھے چلے۔

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا۔[2]

☆ پیدل جانے والا میت کو کندھا بھی دے سکے گا۔

عورتوں کا جنازہ کے ساتھ چلنا مستحب عمل نہیں۔ ہاں اگر پردے کا اہتمام ہو اور ماحول بھی ایسا ہو تو عورت نماز جنازہ میں شریک ہو سکتی ہے۔جس طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نماز جنازہ میں شرکت کی تھی۔(اس کا بیان آگے آئے گا۔ان شاء اللہ)

جنازے کے آگے پیچھے، دائیں بائیں چلا جا سکتا ہے، تمام طریقے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہیں۔

میت کے ساتھ چلنا دو مراحل میں ہوتا ہے۔پہلا مرحلہ یہ ہے کہ میت کو اس کے گھر سے اٹھا کر جنازہ گاہ تک لے جایا جائے اور دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ نماز جنازہ کے بعد اسے قبرستان میں قبر تک لے جا کر دفن کیا جائے۔ان دونوں کی وضاحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی جنازے پر حاضر ہوا اور اس نے نماز جنازہ پڑھ لی تو اس کے لیے ایک قیراط ہے اور جو دفن کرنے تک موجود رہا اس کے لیے دو قیراط ہیں۔'' عرض کیا گیا:

---

[1] سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب الرکوب فی الجنازۃ: ۳۱۷۷، وقال الالبانی: صحیح۔ [2] سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب المشی امام الجنازۃ: ۳۱۷۹، وقال الالبانی: صحیح؛ سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی المشی امام الجنازۃ: ۱۰۰۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو قیراط کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''دو عظیم پہاڑ۔'' ①

تنبیہ

جنازے کے ساتھ، آگے یا پیچھے کسی بھی قسم کی آواز، شور وغل نہیں ہونا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ سے ایسی کوئی چیز ثابت نہیں، مثلاً: جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے اونچی آواز میں کلمہ شہادت یا کوئی اور آواز پکاری جائے یا ایک آدمی جونہی چارپائی کے اٹھانے میں باری تبدیل کرے یا ویسے ہی کلمہ شہادت پکارے اور دوسرے بلند آواز سے کلمہ شہادت کا ورد شروع کر دیں، یقیناً کلمہ شہادت ایک عظیم کلمہ ہے لیکن اس کے پڑھنے کا یہ محل اور وقت نہیں کیونکہ ایسا کرنا سنت مطہرہ سے ثابت نہیں، لہٰذا اس سے اجتناب ضروری ہے۔

سیدنا قیس بن عباد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ تین موقعوں پر آواز بلند کرنے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے: ۱۔ جنازے کے موقع پر ۲۔ لڑائی کے وقت ۳۔ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے۔ ②

لڑائی کے وقت اللہ کا حکم ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ ③

''اے ایمان والو! جب کسی گروہ سے تمہارا آمنا سامنا ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

ضرورت کے وقت میدانِ کارزار میں آواز بلند بھی کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح ذکر بلند آواز سے کرنے کے بھی آثار ملتے ہیں لیکن جنازے کے ساتھ آواز بلند کرنے، اونچی

---

① صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب من انتظر حتى تدفن: ١٣٢٥؛ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنازة واتباعها: ٩٤٥/٥٢۔ ② السنن الكبرى للبيهقي: ٧١٨٢؛ وقال الالباني: رجاله ثقات؛ مصنف ابن ابي شيبة: ١١٢٠١۔ ③ انفال: ٤٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آواز میں کچھ پڑھنے یا اسی طرح کی حرکات سنت رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہیں۔ البتہ عیسائیوں کا یہ انداز ہے کہ وہ جنازے کے ساتھ ساتھ اپنے کلام انجیل کو پڑھتے جاتے ہیں۔ ہمیں سنت سے پیار کرنا چاہیے۔

جنازے کو بلا عذر گاڑی پر نہیں لے جانا چاہیے ہاں اگر جنازہ گاہ سے قبرستان بہت دور ہو اور اسے پیدل لے جانا ممکن نہ ہو، سخت بارش، قدرتی آفت یا راستے کا کسی وجہ سے منقطع ہو جانے کی صورت میں میت کو سواری پر لے جایا جا سکتا ہے۔

جنازہ پڑھنے کے بعد سواری پر واپس آنا درست ہے۔ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ابن دحداح رضی اللہ عنہ کے جنازے سے واپس پلٹے تو آپ کی خدمت میں ایک گھوڑا لایا گیا جو ننگی پیٹھ والا تھا، آپ اس پر سوار ہوئے اور صحابہ آپ کے پیچھے پیدل چل رہے تھے۔ ①

جنازے کے ساتھ آگ لے کر چلنا

جنازے کے ساتھ یا اس کے پیچھے آگ لے کر جانا، جس طرح مجوسی اور آتش پرست لے کر جاتے ہیں۔ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ کوئی بھی مرفوع حدیث ثابت نہیں البتہ جو احادیث ہیں وہ یہ ہیں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جنازے کے ساتھ آواز اور آگ کو نہ لایا جائے۔'' ایک راوی کے الفاظ ہیں: اور نہ ان کے آگے چلا جائے۔ ②

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اس بات سے منع کیا کہ میت کے ساتھ آواز یا آگ کو لایا جائے۔ ③

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ انہوں نے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ جیسے اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے اہل کو یہ فرمایا کہ جب میں فوت ہو جاؤں

---

① صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب رکوب المصلی علی الجنازۃ اذا انصرف: ۸۹/۹٦۵۔ ② سنن ابی داود، کتاب الجنازۃ، باب فی النار یتبع بها المیت: ۳۱۷۱؛ فی اسنادہ راویان مجہولان۔ ③ مسند ابی یعلی: ۲٦۲۷، وفی اسنادہ عبدالله بن المحرر، ضعفه جمع من المحدثین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو میرے کپڑوں کو خوشبو کی دھونی دینا، مجھے خوشبو لگانا اور میرے کفن پر (آگ لگی ہوئی) خوشبو نہ گھمانا اور نہ میرے پیچھے آگ لے کر آنا۔[1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس بات سے منع فرمایا کہ ان کی وفات کے بعد ان کے پیچھے آگ لائی جائے۔[2]

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنی وصیت میں فرمایا: جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ہمراہ نوحہ کرنے والی اور آگ جلا کر نہ لے جائی جائے۔''[3]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فرمودات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جنازہ لے جاتے ہوئے اور قبرستان میں جاتے ہوئے آگ لے جانا جائز عمل نہیں۔

لیکن میت کو دفن کرنے کے لیے روشنی کا انتظام کرنا چاہیے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو قبر میں داخل ہوئے تو آپ کے لیے دیا جلایا گیا۔ آپ نے اس (میت) کو قبلہ کی طرف سے پکڑا اور فرمایا: ''اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔''[4]

معلوم ہوا کہ آپ میت کو قبر میں اتارنے کے لیے قبر میں داخل ہوئے تھے۔

جنازے کے لیے کھڑا ہونا

جنازے کے لیے کھڑے ہونے کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

1: جب جنازہ آرہا ہو اور آدمی راستے میں بیٹھا ہو تو وہ اسے دیکھ کر کھڑا ہو یا نہ ہو؟

2: جنازے کے ساتھ چلنے والے اس وقت تک نہ بیٹھیں جب تک جنازہ رکھ نہ دیا جائے۔

سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① موطأ امام مالك، باب النهى عن ان يتبع الجنازة بنار: ٧٦٨۔ ② موطأ امام مالك، باب النهى عن ان يتبع الجنازة بنار: ٧٦٩۔ ③ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب كون الاسلام يهدم ما قبله وكذا الهجرة والحج: ١٢١/١٩٢۔ ④ سنن الترمذى، كتاب الجنائز، باب الدفن بالليل: ١٠٥٧، و قال الترمذى: حسن؛ سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب فى الاوقات التى لا يصلى فيها على الميت ولا يدفن: ١٥٢٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا حَتَّى تُخَلِّفَكُمْ أَوْ تُوْضَعُ »①

"جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ حتیٰ کہ جنازہ گزر جائے یا رکھ دیا جائے۔"

سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی جنازے کو دیکھے تو اگر وہ (جنازہ کے ساتھ) چلنے والا نہیں تو کھڑا ہو جائے حتیٰ کہ جنازہ آگے بڑھ جائے یا آگے بڑھنے سے پہلے رکھ دیا جائے۔"②

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک جنازہ گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے کھڑے ہو گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے تو ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ! یہ تو یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ نے فرمایا:

«إِنَّ الْمَوْتَ فَزَعٌ، فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا »③

"بے شک موت گھبراہٹ ہے، لہٰذا جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔"

ایک روایت کے الفاظ ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم یہودی کے جنازے کے لیے کھڑے ہوئے یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔④

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں: جب آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ تو یہودی کا جنازہ ہے تو آپ نے فرمایا:

«أَلَيْسَتْ نَفْسًا؟»⑤

"کیا یہ جان نہیں؟"

سیدنا یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور آپ کے ساتھ موجود تمام لوگ بھی

---

① صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب القيام للجنازة: ١٣٠٧؛ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب القيام للجنازة: ٧٣/ ٩٥٨ـ ② صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب القيام للجنازة: ٧٤/ ٩٥٨ـ ③ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب القيام للجنازة: ٩٦٠/٧٨ـ ④ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب القيام للجنازة: ٩٦٠/٨٠ـ
⑤ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب القيام للجنازة: ٩٦١/٨١ـ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھڑے ہو گئے اور اس وقت تک کھڑے رہے جب تک جنازہ گزر نہ گیا۔ ①

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے۔ عرض کیا گیا کہ یہ تو یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہم تو محض فرشتوں کے لیے کھڑے ہوئے ہیں۔'' ②

کھڑے نہ ہونے کی رخصت

ان احادیث وروایات کے علاوہ دیگر احادیث بھی ہیں:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوئے دیکھا تو ہم بھی کھڑے ہو گئے اور (اس کے بعد) آپ بیٹھنے لگے تو ہم بھی بیٹھ گئے۔ ③

مسعود بن حکم رحمہ اللہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازوں میں کھڑے ہوا کرتے تھے پھر بعد میں بیٹھنے لگ گئے۔ ④

ابو معمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ وہاں سے ایک جنازہ گزرا تو ہم اس کے لیے کھڑے ہو گئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی کے جنازے کے لیے کھڑے ہوئے تھے اس کے بعد آپ نے ایسا نہیں کیا۔ ⑤

عمرو بن سعید بن معاذ رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ میں بنوسلمہ کے ایک جنازے میں حاضر ہوا، میں کھڑا تھا کہ مجھے نافع بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا: بیٹھ جاؤ، اس کے متعلق آپ کو صحیح

---

① سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب الامر بالقیام للجنازة: ١٩٢١؛ وقال الالبانی: صحیح الاسناد ـ ② سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب الرخصة فی ترك القیام: ١٩٣١؛ وقال الالبانی: صحیح الاسناد ـ ③ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب نسخ القیام للجنازة: ٨٢، ٨٣ / ٩٦٢ ـ ④ سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب القیام للجنازة: ٣١٧٥؛ وقال الالبانی: صحیح؛ سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب الرخصة فی ترك القیام لها: ١٠٤٤، وقال الترمذی: حسن صحیح ـ ⑤ سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب الرخصة فی ترك القیام لها: ١٩٢٤، وقال الالبانی: صحیح ـ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خبر دوں: مجھے مسعود بن حکم زرقی نے بیان کیا ہے کہ اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے میدان میں سنا وہ فرما رہے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جنازوں میں کھڑے ہونے کا حکم دیا تو ہم کھڑے ہونے لگے، پھر اس کے بعد آپ بیٹھنے لگے اور ہمیں بھی بیٹھنے کا حکم دیا۔ ①

اس باب میں یہ وہ احادیث ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس پر یہ لکھا ہے:

> سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے میں کھڑے ہوئے، پھر اس کے بعد بیٹھ گئے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنازہ دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے، پھر اس کے بعد آپ نے اسے چھوڑ دیا اور جب جنازہ دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے۔ ②

مزید وضاحت کرتے ہوئے شارح ترمذی الشیخ عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> "قُلْتُ: وَيَدُلُّ عَلَى النَّسْخِ مَارَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ." ③
>
> میں کہتا ہوں کہ (قیام کے) منسوخ ہونے کی دلیل سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ وہ حدیث ہے جو امام احمد رحمہ اللہ نے مسند احمد میں بیان کی ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت اس قیام کی ناسخ ہے جو میت کو دیکھ کر کیا جاتا تھا۔

2: جنازے کے ساتھ چلنے والے اس وقت تک نہ بیٹھیں جب تک جنازہ رکھ نہ دیا جائے۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم جنازے کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو جنازے کے پیچھے آئے وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ نہ رکھ دیا جائے۔" ④

---

① مسند احمد: ٦٢٣، وقال الالبانی: حسن۔ ② سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب الرخصة فی ترك القیام لها تحت حدیث: ١٠٤٤۔ ③ تحفة الاحوذی، تحت هذا الحدیث۔ ④ صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب من تبع جنازة فلا یقعد حتی توضع عن مناكب الرجال فان قعد امر بالقیام: ١٣١٠؛ صحیح مسلم، کتاب الجنازة، باب القیام للجنازة: ٧٧/ ٩٥٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم جنازے کے پیچھے چلو تو اس وقت تک نہ بیٹھو جب تک کہ جنازہ نہ رکھ دیا جائے۔''①

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم بقیع الغرقد (المعروف جنت البقیع) میں ایک جنازے میں بیٹھے تو ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بیٹھ گئے، ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے۔②

یعنی ابھی تک میت کو دفنایا نہیں گیا تھا اور قبرستان میں جو صحابہ آپ کے ہمراہ تھے وہ آپ کے اردگرد بیٹھ گئے۔

سعید مقبری اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک جنازے میں شریک تھے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مروان کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا کہ ہم جنازہ رکھے جانے سے پہلے ہی بیٹھ گئے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ تشریف لائے، مروان کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگے: اٹھو اللہ کی قسم! یہ شخص (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) جانتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسے بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا ہے۔③

سیدنا ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بھی جنازے میں نہیں دیکھا جس میں آپ تشریف لے گئے ہوں اور جنازہ رکھنے سے پہلے آپ بیٹھ گئے ہوں۔④

لہٰذا یہ قیام ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم پر عمل کرنا واجب ہے اور یہ حکم کسی بھی حدیث سے منسوخ نہیں اور نہ اس کو جواز پر محمول کرنے کے لیے کوئی صحیح حدیث موجود ہے۔ ایک حدیث جسے کئی علماء نے بیان کیا ہے وہ اس طرح ہے کہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے میں اس وقت تک کھڑے

---

① صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب القیام للجنائز: ۷۶ / ۹۵۹۔ ② صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب موعظة المحدث عند القبر وقعود اصحابه حوله: ۱۳۶۲۔ ③ صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب متی یقعد اذا قام للجنازة: ۱۳۰۹۔ ④ سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب الامر بالقیام للجنازة: ۱۹۱۸، وقال الالبانی: اسناده حسن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتے جب تک کہ جنازے کو لحد میں اتار نہ دیا جاتا تو (وہاں سے) ایک یہودی راہب گزرا۔اس نے کہا: اس طرح تو ہم کرتے ہیں تو نبی ﷺ بیٹھ گئے اور فرمایا: ''بیٹھ جاؤ، ان کی مخالفت کرو۔''①

علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ نے لکھا:

اس کی سند میں بشر بن رافع کے علاوہ عبداللہ بن سلیمان بن جنادہ ضعیف ہے اور اس کا باپ سلیمان بن جنادہ منکر الحدیث ہے۔②

سند کی بحث کے بعد اگر اس کے متن کو دیکھیں تو یہ قیام اس وقت تک ہوتا جب تک میت کو لحد میں نہ اتار دیا جاتا۔اس پر تو کوئی کلام نہیں بلکہ کلام تو اس پر ہے کہ جب چارپائی کو قبرستان میں کندھوں سے اتار کر نیچے نہ رکھ دیا جائے، جبکہ اس بات کا اس حدیث میں تو کوئی ذکر نہیں اس لیے اسے ناسخ نہیں کہا جا سکتا اور آپ ﷺ سے بالصراحہ ثابت ہے کہ قبر کی تیاری میں ابھی کچھ وقت تھا تو آپ بیٹھ گئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے اردگرد بیٹھ گئے تو آپ نے انہیں وعظ فرمایا۔③

لہٰذا یہ قیام واجب اور ضروری ہے جو آدمی جنازے کے ساتھ آئے وہ جنازہ زمین پر رکھے جانے تک نہ بیٹھے۔

---

① سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب القیام للجنازة: ٣١٧٦؛ سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب الجلوس قبل ان توضع: ١٠٢٠؛ سنن ابن ماجة، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی القیام للجنازة: ١٥٤٥۔ ② تحفة الاحوذی، تحت هذا الحدیث۔

③ صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب موعظة المحدث عندالقبر وقعود أصحابه حوله: ١٣٦٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 3

نماز جنازہ

یہ دو الفاظ ہیں: ایک نماز دوسرا جنازہ یعنی جنازے کی نماز۔ اس میں نہ تو اذان ہوتی ہے نہ اقامت، نہ رکوع نہ سجود۔ پھر اسے نماز کیوں کہا جاتا ہے؟ اسے نماز اس لیے کہا جاتا ہے کہ باقی نمازوں کی طرح اسے اللہ رب العزت اور رسول اللہ ﷺ نے نماز کہا ہے۔ جہاد سے پیچھے رہنے والوں اور دوسروں کو روکنے والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ﴾ ①

"ان میں سے جو کوئی مر جائے تو اس پر کبھی بھی نماز نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔"

یہاں لَا تُصَلِّ سے مراد نماز جنازہ ہے۔ اسی کی وضاحت میں امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث ذکر کی ہے: امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس آدمی نے خبر دی جو نبی ﷺ کے ہمراہ تھا۔ آپ کا گزر ایک الگ تھلگ قبر پر ہوا تو آپ نے ہماری امامت کرائی اور ہم نے آپ کے پیچھے صفیں باندھیں (راوی کہتے ہیں کہ) اے ابو عمرو! آپ کو یہ کس نے بتایا؟ شعبی نے کہا: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے۔ ②

یعنی صلاۃ کا مفہوم نماز ہے جس میں امام آگے ہوتا ہے، مقتدی پیچھے صفیں باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ "اللّٰہ اکبر" کہہ کر شروع کی جاتی ہے اور سلام کے ساتھ ختم کی جاتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اسے نماز ہی کہتے تھے اور اس کی وضاحت امامت اور صفوں یا تکبیرات سے کرتے تھے۔ جہاں تک اس کی مشروعیت کا تعلق ہے تو اس ضمن میں چند احادیث پیش کی جاتی ہیں:

---

① التوبة: ٨٤۔ ② صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب سنة الصلاة على الجنائز: ١٣٢٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① رسول اللہ ﷺ نماز جنازہ پر ہمیشگی کرتے اگر کسی میت پر زجر و توبیخ کے لیے آپ نماز نہ بھی پڑھتے تو صحابہ ؓ کو ((صَلُّوْا عَلَی صَاحِبِکُمْ)) کہہ کر حکم دیتے کہ ''تم اس پر نماز پڑھو۔''[1]

② آپ ﷺ نے نمازِ جنازہ پڑھنے کا کئی موقعوں پر حکم فرمایا:

سیدنا انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا تو نبی ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے، پھر اسے کہنے لگے: ''مسلمان ہو جاؤ۔'' اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا تو اس نے کہا کہ ابو القاسم ﷺ کی اطاعت کرو۔ وہ مسلمان ہو گیا، نبی ﷺ جب وہاں سے نکلے تو آپ فرما رہے تھے:

''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے اسے آگ سے بچا لیا۔''[2]

اسی حدیث کے آگے الفاظ ہیں کہ وہ لڑکا فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صَلُّوْا عَلَی اَخِیْکُمْ))[3]

''تم اپنے بھائی پر نماز جنازہ پڑھو۔''

③ سیدنا ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازوں کے پیچھے (ہمراہ) چلنا' دعوت کو قبول کرنا اور چھینک پر اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہنے والے کا جواب دینا۔''[4]

---

① صحیح البخاری، کتاب الطوالات، باب اذا احال دین المیت علی رجل جاز: ۲۲۸۹۔ ② صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی فمات هل یصلی علیه: ۱۳۵۶؛ سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی عیادة الذمی: ۳۰۹۵۔
③ المستدرك للحاکم: ۱۳٤۲؛ وقال الحاکم: هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم؛ السنن الکبری للنسائی: ۷٤۵۸؛ مسند احمد: ۱۳۷۳٦؛ وقال شعیب ارناؤط: حدیث صحیح وهذا اسناد ضعیف۔ ④ صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الامر باتباع الجنائز: ۱۲٤۰؛ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب من حق المسلم رد السلام: ۲۱٦۲/٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز جنازہ میں شامل ہونا ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر واجب ہے۔ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اِعْلَمْ اَنَّ الصَّلَاةَ عَلَى الْمَيِّتِ فَرْضُ كِفَايَةٍ وَكَذٰلِكَ غَسْلُهُ وَتَكْفِيْنُهُ وَتَدْفِيْنُهُ وَهٰذَا كُلُّهُ مَجْمَعٌ عَلَيْهِ."[1]

جان لیجئے کہ میت پر نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اسی طرح اسے غسل دینا، اس کی تکفین وتدفین کرنا۔ ان سب پر اجماع ہے۔

فرض کفایہ کی تعریف یہ ہے:

"فَهٰذَا فَرْضُ كِفَايَةٍ اِذَا قَامَ بِهِ مَنْ يَكْفِي سَقَطَ عَنِ الْبَاقِيْنَ"[2]

فرض کفایہ یہ ہے کہ جب اسے اتنی تعداد میں آدمی ادا کریں جو اس کے لیے کافی ہوں تو باقیوں سے ساقط ہو جاتا ہے۔

نماز جنازہ کس کی پڑھی جائے اور کس کی نہ پڑھی جائے؟

اس بات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک عقیدے کی خرابی اور دوسرے عمل کی کوتاہی۔ قرآن حکیم کی اس آیت کی تفسیر میں شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

﴿ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ﴾[3]

"آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں۔"

یہاں سے بے اعتقاد اور گناہ گار کا فرق نکلتا ہے۔ گناہ گار ایسا کون سا ہے جو کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بخشانے سے نہ بخشا جائے اور بے اعتقاد کو پیغمبر کا ستر دفعہ استغفار فائدہ نہ کرے۔ اب بے اعتقاد لوگ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پر کس دلیل سے بھروسہ کر سکتے ہیں؟ آدمی سے برائی ہو جائے یا عمل میں کوتاہی ہو اور وہ شرمندہ ہے تو وہ گناہ گار ہے اور جو بدکام کو عیب نہ جانے اور اللہ تعالیٰ

---

(1) الاذکار النوویۃ للامام النووی، باب اذکار الصلاۃ علی المیت۔ (2) شرح ریاض الصالحین، باب الامر، بالمحافظۃ علی السنۃ وآدابھا۔ (3) التوبۃ: ۸۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے عائد کردہ فرض کے کرنے اور نہ کرنے کو برابر سمجھے اور کرنے والوں کو طعن کرے وہ بے اعتقاد ہے، ایسے شخص کو پیغمبر ﷺ کا استغفار بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ ①

گنہگار جو بے اعتقاد نہ ہوگا اس کو اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو بخش دیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ ②

''بے شک اللہ اسے نہیں بخشے گا جس نے اس کے ساتھ شرک کیا۔ اس کے علاوہ جسے چاہے بخش دے گا۔

اسی بات کو رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس سے اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس ایک آنے والا (جبریل علیہ السلام) آیا۔ اس نے مجھے خوش خبری دی کہ میری امت میں سے جو بھی ایسا شخص فوت ہوگا جو اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' میں نے عرض کیا: اگر وہ زنا اور چوری کرے؟ آپ نے فرمایا: ''اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔'' ③

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے شراب پینے والے، پلانے والے، خریدنے والے، بیچنے والے، اسے نچوڑنے والے، جس کے لیے نچوڑی جائے، اس کو اٹھا کر لے جانے والے اور جس کے لیے اٹھا کر لے جائی جائے، ان (سب) پر لعنت فرمائی ہے۔'' ④

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک

---

① بحوالہ تفسیر القرآن الکریم از حافظ عبدالسلام بن محمد۔ ② النساء: ۴۸۔
③ صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب فی الجنائز ومن کان آخر کلامہ لاالہ الااللہ: ۱۲۳۷؛ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب من مات لا یشرک باللہ شیئا دخل الجنۃ: ۱۵۳ / ۹۴۔ ④ سنن ابی داؤد، کتاب الاشربۃ، باب العنت یعصر للخمر: ۳۶۷۴، وقال الالبانی: صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے شراب نوشی کی وجہ سے حد لگائی، پھر اسی جرم میں ایک دن آپ کے حکم پر اسے حد لگائی گئی۔ لوگوں میں سے ایک نے کہا: اے اللہ! اس پر لعنت کر، یہ کتنی دفعہ (حد لگانے کے لیے) لایا جاتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس پر لعنت نہ کرو، اللہ کی قسم! تم نہیں جانتے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔'' ①

یعنی پہلی حدیث میں ہے لعنت کی لیکن یہاں اس شخص کو لعنت سے منع کر دیا۔

ان احادیث سے یہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ملت سے خارج نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ مخلد فی النار (ہمیشہ جہنم میں رہنے والا) ہے۔ اس لیے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، یہ گنہگار تو ہے لیکن بے اعتقاد نہیں۔ ابن القیم رحمہ اللہ نے ان الفاظ میں اسے بیان کیا ہے:

> آدمی میں کبھی ایمان وکفر، ایمان وشرک، توحید وتقویٰ، فجور ونفاق اور ایمان جمع ہو جاتا ہے اور یہ اہل السنہ کے بنائے ہوئے بڑے اصول میں سے ہے...... اور اہل کبائر کا جہنم سے نکلنا اہل السنہ کے نزدیک اسی اصول پر ہے اور خوارج، معتزلہ اور قدریہ کے نزدیک وہ مخلد فی النار ہے۔ ②

تو یہ بات طے ہے کہ بے اعتقاد اور گناہ گار کے احکامات الگ الگ ہیں۔ وہ لوگ جن کے عقائد میں خرابی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے نہ صرف قلبی ودلی دشمنی، رنجش اور بغض رکھتے ہیں بلکہ بغض اور دشمنی کا اظہار ان کی زبانوں اور عمل سے واضح ہوتا ہے۔ پہلے ہم ان لوگوں کا تذکرہ کریں گے جنکی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی:

① کفار

وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہیں لائے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے

---

① صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب مایکرہ من لعن شارب الخمر وانه لیس بخارج من الملة: ٦٧٨٠۔ ② کتاب الصلاة وحکم تارکها، فصل فی اجتماع الکفر والایمان۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کی نماز جنازہ پڑھنے اور ان کی قبر پر کھڑے ہونے سے منع فرمادیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ فٰسِقُوْنَ ﴾ ①

''ان میں سے کوئی مر جائے تو اس کا کبھی نمازِ جنازہ نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔ بے شک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور نافرمانی کی حالت میں مرے ہیں۔''

یہ آیت اگرچہ منافقین کے بارے میں نازل ہوئی لیکن اس میں بڑے صاف الفاظ میں حکم دے دیا گیا ہے کہ ان منافقوں کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے کیونکہ وہ کافر ہو گئے ہیں معلوم ہوا کہ نماز جنازہ پڑھنے اور نہ پڑھنے کی حد فاصل ایمان اور کفر ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے:

''اَلصَّلَاةُ عَلَى الْكَافِرِ وَالدُّعَاءُ لَهُ بِالْمَغْفِرَةِ حَرَامٌ، بِنَصِّ الْقُرْآنِ وَالْإِجْمَاعِ'' ②

کافر کی نماز جنازہ اور اس کے لیے مغفرت کی دعا کرنا قرآن کی نص اور اجماع کی رو سے حرام ہے۔

اگر اس مسئلہ میں کوئی گنجائش ہوتی تو اللہ کے رسول ﷺ اپنے چچا ابو طالب کی نماز جنازہ ضرور پڑھتے۔

② مشرک

مشرک کی نماز جنازہ پڑھنے سے اللہ رب العزت نے واضح الفاظ میں منع فرمادیا ہے۔

﴿ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَ لَوْ كَانُوْۤا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴾ ③

① التوبة: ٨٤۔ ② احکام الجنائز، لشیخ الالبانی مسئلہ: ٦٠۔ ③ التوبة: ١١٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''نبی (ﷺ) اور مومنوں کے لیے قطعاً جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے بخشش کی دعا کریں خواہ وہ قرابت دار ہی ہوں۔ اس (فرمان) کے بعد ان کے لیے صاف ظاہر ہو گیا کہ یقیناً وہ جہنمی ہیں۔''

یہاں ہر وہ مشرک مراد ہے جو واضح شرک کرتا ہو۔ مشرک کی نہ تو نمازِ جنازہ پڑھی جا سکتی ہے نہ اس کے لیے استغفار جائز ہے، اگر وہ زندہ ہو تو اس کے لیے صرف ہدایت کی دعا کی جا سکتی ہے۔

شیخ ابن جبرین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا کسی مرد کے لیے جائز ہے کہ وہ ایسے قریبی رشتہ دار کے لیے دعا کرے جو اس حال میں مرا ہو کہ وہ مُردوں کو پکارتا ہو اور قبروں کا طواف کرتا ہو؟ تو اس کا جواب وہ یہ دیتے ہیں کہ..... اللہ رب العزت نے مشرکین کے لیے استغفار سے منع کر دیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسے لوگوں کو مشرکین میں ہی شمار کیا جائے گا کیونکہ وہ شرک پر ہی مرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾ [1]

''نبی اور ایمان والوں کے لیے جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے بخشش کی دعا کریں۔ خواہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار ہی ہوں، ان کے متعلق یہ واضح ہو جانے کے بعد کہ وہ بلاشبہ دوزخی ہیں۔''

اسی طرح مشرک کے لیے شفاعت بھی نہیں کی جا سکے گی۔ مشرک جس کا شرک واضح ہو، جو غیر اللہ سے مدد مانگتا ہو، رزق، بارش، اولاد یا کوئی بھی ایسی چیز جو انسانی دائرہ اختیار سے باہر ہو وہ اللہ کے سوا کسی اور سے مانگتا ہو، اللہ کے سوا کسی اور کو سجدے کرے، حاجت روا، مشکل کشا سمجھے، کسی اور کے نام کی نذر و نیاز دے، کسی اور کو اللہ تعالیٰ کے

---

[1] التوبة: ۱۱۳؛ اعتقاد اهل السنة لعبدالله بن عبدالرحمن بن عبدالله بن جبرين، حكم الاستغفار لمن مات مشركا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ اس کی صفات میں شامل سمجھے یا ایسا کوئی بھی کام کرے تو وہ کھلم کھلا اور صریح مشرک ہے۔اس کے مشرک ہونے میں کوئی شک نہیں، یہ ملت اسلامیہ سے خارج ہے، اس کی نہ تو نماز جنازہ پڑھی جائے، نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے، نہ ان کے لیے استغفار کیا جائے، نہ ان سے کسی قسم کی محبت و دوستی رکھی جائے اور نہ ان کے لیے کسی قسم کے رحم اور نرمی کا اظہار کیا جائے کیونکہ یہ اللہ کے ساتھ شرک کر رہے ہیں جس کی وجہ سے یہ نجس و پلید ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ ﴾ ①

''اے ایمان والو! یقیناً مشرک ناپاک ہیں۔''

اس بات کو استاذ المکرم حافظ عبدالسلام بھٹوی ﷾ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

اب جو شخص کلمہ پڑھ کر صریح شرک کرتا ہے اور غیر اللہ سے مدد مانگتا ہے جو کہ اللہ کے سوا کسی کے اختیار میں نہیں یا کلمہ کے بعد مسلمان ہونے کی پہلی شناخت نماز ہی اس میں نہیں پائی جاتی یعنی وہ سرے سے ہی نماز کا انکار کرتا ہے یا وہ صاف اللہ تعالیٰ کی حدود کو وحشیانہ سزائیں کہتا ہے، اللہ کے احکام کا مذاق اڑاتا ہے یا اس زمانے میں انہیں ناقابل عمل کہتا ہے اس کی نمازِ جنازہ پڑھنا کیسے درست ہوسکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ میت کو جنازے کے بعد دفن کر کے قبر پر کھڑے ہو کر دعا مانگتے تھے۔مختلف دوسرے اوقات میں وہاں جا کر ان کے لیے دعا فرماتے تھے، منافقین کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بھی منع فرما دیا کیونکہ اس میں منافق کافر اور مشرک کی تکریم اور عزت افزائی ہے جو اللہ تعالیٰ کو کسی صورت منظور نہیں۔ ②

① التوبة: ٢٨ ـ ② تفسير القرآن الكريم، تفسير سورة التوبة: ٨٤ـ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعتِ مکفرہ کا مرتکب

جس طرح مشرک نجس اور پلید ہے اسی طرح بدعتی بھی نجس اور پلید ہے۔ کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے آخری نبی امام الانبیاء ﷺ کی طرف نازل کردہ دین کو مکمل نہیں سمجھا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کو مکمل فرما دیا ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ ①

"آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا۔"

تو اس واضح اعلان کے بعد بھی بدعتی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ دین ابھی نامکمل ہے اور میں یہ کام دین میں ایجاد کر کے دین کو مکمل کر رہا ہوں یا یہ کہہ لیجیے کہ وہ اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے زیادہ کامل اور اکمل سمجھتا ہے نعوذ باللہ کہ ان چیزوں کو انہوں نے ذکر نہیں کیا یا دین نہیں بنایا۔

بدعت کی دو قسمیں ہیں: ایک ایسی بدعت ہے جو کفر تک لے جائے۔ دوسری یہ کہ بدعتی جاہل ہے، اسے بدعات کی سنگینی اور شدت کا احساس ہی نہیں اور وہ ان بدعات کا داعی بھی نہیں اور ان پر کسی سے جھگڑا بھی نہیں کرتا تو اس کا معاملہ پہلے سے مختلف ہے۔ کیونکہ پہلا آدمی بدعات کا موجد ہے اور بدعات کی طرف لوگوں کو راغب بھی کرتا ہے اور ان کے لیے دوسرے لوگوں سے جھگڑے تک پہنچ جاتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) ②

"جس نے ہمارے معاملے (دین) میں کوئی ایسی بات نکالی جو اس میں نہیں

---

① المائدہ: ۳۔ ② صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود: ۲۶۹۷؛ صحیح مسلم، کتاب الاقضیۃ، باب نقض الاحکام الباطلۃ ورد محدثات الامور: ۱۷/ ۱۷۱۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو وہ مردود ہے۔''

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

«وَاِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُورِ، فَاِنَّ کُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَکُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ» ①

''تم (دین میں) نئے کاموں سے بچو، ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

ایسے بدعتی جن کی بدعات کے شر سے لوگ پریشان ہوں خواہ مخواہ لوگوں کو کافر کہہ کر ان پر کفر کے فتوے لگا کر دائرہ اسلام سے خارج کر رہے ہوں جیسا کہ خارجیوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کہا تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس فتنہ کو ختم کرنے کے لیے ان سے لڑائی بھی کی اور ایسے ستر لوگوں کو جنہوں نے انہیں الٰہ کہہ دیا تھا آگ میں جلا دیا تھا۔

عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس زندیقوں کو لایا گیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں جلا دیا۔ یہ بات سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچی تو انہوں نے فرمایا: اگر میں ہوتا تو میں انہیں نہ جلاتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان الفاظ میں) منع فرمایا: ''اللہ کے عذاب جیسا عذاب نہ دو۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان: ''جو اپنا دین بدل دے اسے قتل کر دو'' کے پیش نظر میں انہیں ضرور قتل کروا دیتا۔ ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جواب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا: ابن عباس پر تعجب ہے! اس کی وضاحت سنن الترمذی کی حدیث میں ہے جس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں: ابن عباس نے سچ فرمایا۔ ③

نوٹ: وہ بدعتی جنہوں نے عقیدے میں بدعت کو رواج دیا انہیں زندیق اور ملحد کہا گیا ہے۔ ان کے قتل پر اجماع امت ہے، صرف انہیں جلانے پر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

---

① سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة: ٤٦٠٧، قال الالبانی: صحیح، صحیح ابن حبان: ٥۔ ② صحیح البخاری، کتاب استتابة المرتدین والمعاندین وقتالهم، باب حکم المرتد والمرتدة واستتابتهم: ٦٩٢٢۔ ③ سنن الترمذی، کتاب الحدود، باب ماجاء فی المرتد: ١٤٥٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا کہ اگر میں ہوتا تو ان کے قتل پر ہی اکتفا کرتا یعنی انہیں جلاتا نہیں جس پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سچ فرمایا۔

تو ایسی بدعات جو کفر تک لے جائیں، ایسی بدعت کا مرتکب اور ان کی طرف لوگوں کو راغب کرنے والا اگر اسی حالت میں مر جائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے ہے۔

عاصم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو حرم بنایا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے (سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو) فرمانے لگے: ”جس نے اس (مدینہ) میں کوئی بدعت ایجاد کی تو اس پر اللہ، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے کوئی فرض اور نفل اعمال قبول نہیں کریں گے۔“ ①

بدعتی قیامت کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے بھی ہٹا دیا جائے گا اور اسے ہمیشہ کے لیے آپ سے دور کر دیا جائے گا۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ”میں حوض کوثر پر تمہارا پیش رو ہوں گا جو میرے پاس آئے گا وہ پی لے گا اور جو پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہیں رہے گا۔ مجھ پر ایسے لوگ وارد ہوں گے جنہیں میں پہچانتا ہوں گا (ان کے اعضائے وضو کے چمکنے کی وجہ سے) اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے، پھر میرے اور ان کے درمیان (رکاوٹ) حائل کر دی جائے گی تو میں کہوں گا کہ یہ تو میرے ہیں کہا جائے گا: بے شک آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعات ایجاد کیں تو میں کہوں گا: جس نے میرے بعد دین کو بدل دیا اسے (مجھ سے) دور کر دو، دور کر دو۔“ ②

ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

---

① صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینة ودعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیها بالبرکة: ١٣٦٦/٤٦٣۔ ② صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب فی الحوض: ٦٥٨٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعات ایجاد کیں؟ یہ تو اپنی ایڑیوں کے بل پھر کر مرتد ہو گئے تھے۔'' ①

ایسے لوگوں کو زندیق (بے دین) کہا گیا ہے جیسا کہ سفر الحوالی نے وضاحت کی ہے:

ایسا بدعتی جس کی بدعت غلیظ ہو اور کافر کرنے والی ہو اسے دنیا میں بھی سزا دی جائے گی اور اس سے توبہ کرائی جائے گی ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔

آگے جا کر لکھا ہے: امام مالک کا رجحان بھی یہی ہے اور امام احمد سے بھی یہی مروی ہے:

''اِنَّ الزِّنْدِیْقَ یُقْتَلُ وَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ.'' ②

زندیق کو قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

ایسے بدعتی جو جاہل ہوں جنہیں اس بارے میں کچھ بھی علم نہ ہو اور وہ صرف کسی دوسرے کی باتوں کے سہارے چل رہے ہوں لیکن نہ تو وہ بدعت انسان کو کافر بنانے والی ہو اور نہ وہ اس بدعت کا داعی اور علمبردار ہو، نہ وہ اس بدعت سے روکنے والے سے لڑتا ہو تو ایسے آدمی کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی لیکن کافر بنانے والی بدعت کے حامل کی اور بدعت کے داعی اور اس کے لیے لڑائی تک پہنچنے والے بدعتی کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کے مقابلہ میں اپنی خواہشات پر مبنی ایک نیا دین لا کھڑا کیا ہے۔

ایسے ہی شخص کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ حَجَبَ التَّوْبَةَ عَنْ صَاحِبِ كُلِّ بِدْعَةٍ)) ③

''بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی کو توبہ (کی توفیق سے) محروم کر دیا ہے۔''

---

① صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبينا وصفاته: ٢٨ / ٢٢٩٤۔

② التكفير وضوابطه لسفر الحوالي، في ذكر قتل المبتدع واستتابته۔ ③ المعجم الاوسط للطبراني، شیخ البانی رحمہ اللہ نے الجامع الصحیح میں لکھا ہے: صحیح، شعب الايمان للبيهقي: ٩٠١١؛ الاحاديث المختارة للضياء المقدسي: ٢٠٥٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منافق

اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو جن لوگوں کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے ان میں سے ایک ایسا گروہ بھی ہے جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی سورہ التوبہ کی آیات نمبر ۸۰ تا ۸۴ میں کیا ہے:

﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ كَرِهُوْۤا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ قَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّ لْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّ لَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ۝ وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ فٰسِقُوْنَ﴾ ①

''ان (منافقوں) کے لیے بخشش مانگو یا نہ مانگو اگر تو ان کے لیے ستر بار بھی بخشش کی دعا کریں گے تب بھی اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور اللہ ایسے نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (جہاد سے) پیچھے رہ جانے والے لوگ رسول اللہ (ﷺ کے روانہ ہونے) کے بعد پیچھے بیٹھے رہنے پر خوش ہیں انہوں نے اللہ کے رستے میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرنا ناپسند کیا اور (اپنے

① التوبة: ۸۰تا ۸٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھیوں سے) کہا کہ اس شدید گرمی میں (جہاد کے لیے) نہ نکلو۔ اے نبی ﷺ! فرما دیجیے کہ جہنم کی آگ (اس گرمی سے) کہیں زیادہ گرم ہے۔ کاش کہ وہ سمجھ لیتے۔ انہیں چاہیے کہ کم ہنسیں اور زیادہ روئیں اپنے اعمال کی وجہ سے جو وہ کرتے ہیں۔

اگر اللہ آپ کو ان میں سے کسی گروہ کی طرف واپس لے جائے، پھر وہ آپ سے (جنگ کے لیے) نکلنے کی اجازت طلب کریں تو کہہ دیجیے! بے شک تم پہلی مرتبہ بیٹھ رہنے پر خوش ہوئے لہٰذا اب پیچھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو چنانچہ ان میں سے کوئی مر جائے تو اس کی کبھی نماز جنازہ نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔ بے شک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور اس حال میں مرے کہ وہ نافرمان تھے۔"

ان میں سے پہلی آیت شان نزول کے اعتبار سے تو عبداللہ بن ابی ابن سلول کی نماز جنازہ سے متعلق ہیں لیکن وہ تو مر گیا اور اس کا جنازہ بھی آپ نے پڑھا دیا، اسے قمیص بھی پہنا دی لیکن اس کے بعد اگلی آیات نازل ہوئیں جن میں آپ کو آئندہ ایسا کرنے سے منع کر دیا گیا اور ان لوگوں کی نشان دہی بھی کر دی گئی کہ وہ فلاں لوگ ہیں جن کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا ہے کہ منافقین سے بیزار ہوں اور ان سے اگر کوئی مر جائے تو ان میں سے کسی پر بھی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور نہ ہی اس کی قبر پر اس کے لیے استغفار اور دعا کے لیے کھڑے ہوں۔ کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ اسی پر مر گئے۔

"وَهٰذَا حُكْمٌ عَامٌّ فِيْ كُلِّ مَنْ عُرِفَ نِفَاقُهُ، وَاِنْ كَانَ سَبَبُ نُزُوْلِ الْاٰيَةِ فِيْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُبَيِّ بْنِ سَلُوْلٍ رَاْسَ الْمُنَافِقِيْنَ"①

---

① تفسیر ابن کثیر سورۃ التوبۃ: ۸٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یہ حکم ہر اس شخص کے لیے عام ہے جس کا نفاق ظاہر ہو جائے اور اگر چہ اس آیت کے نزول کا سبب منافقین کا سردار عبداللہ بن اُبی بن سلول راس المنافقین ہے۔

شان نزول کسی بھی آیت کے احکامات نہیں ہوتے بلکہ ایسے واقعات اور حالات ہوتے ہیں جو آیت کے نازل ہونے کا پس منظر ظاہر کرتے ہیں لیکن قرآن حکیم تو قیامت تک کے لیے ہے اور اس کے احکامات بھی قیامت تک کے لیے ہیں تو ایسا آدمی جس کا نفاق واضح ہو جائے اور قرآن حکیم کی بتائی ہوئی علامات اس میں صاف ظاہر ہوں تو ایسے لوگوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ درج بالا آیت مقدسہ میں ان کی واضح طور پر تین علامات بیان کی گئی ہیں:

① انہیں ردی کا مال سمجھ کر بلا شرعی عذر جہاد پر لے جانے کی بجائے پیچھے چھوڑ دیا گیا اور وہ اس چھوڑے جانے پر خوش ہوئے۔

② دوسرے وہ جو اللہ کی راہ میں اپنی جانوں اور اپنے مالوں کے ساتھ جہاد کرنے کو ناپسند سمجھتے تھے۔

③ تیسرے وہ جو مختلف حیلوں، بہانوں سے لوگوں کو جہاد سے روکتے تھے۔

گستاخ رسول ﷺ اور دیگر شعائر اسلام کی توہین کرنے والا

رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کے کفر وارتداد میں کوئی شک نہیں، ایسے لوگ جو آپ ﷺ کے گستاخ ہوں، آپ کی شان میں گستاخی کرتے ہوں، آپ کی اہانت وگستاخی کا باعث بنتے ہوں، کسی گستاخ رسول کی حمایت ومعاونت کرتے ہوں، ان کے طرف دار بن کر ان کی وکالت کرتے ہوں یعنی کسی بھی طریقے اور ذریعے سے گستاخوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہوں یا حوصلہ افزائی کا سبب بنتے ہوں تو ان میں سے کسی ایک کی بھی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔

ان کے علاوہ جو آپ ﷺ کی احادیث کا بغیر کسی تاویل کے انکار کرتے ہوں۔ ایسا شخص جو رسول اللہ ﷺ کی سنن واحادیث کا بالصراحت انکار کر دے اور انہیں شریعت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ سمجھے، انہیں اس دور کے عرب معاشرے کی روایات قرار دے، انہیں عجمی سازش قرار دے تو ایسے شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی کیونکہ اس نے اسلام کی ارفع واعلیٰ عمارت کے عظیم ستون کو گرا دیا ہے۔کلمہ بھی نبی ﷺ کا پڑھا ہے اور انہی کی تعلیمات کا انکار کر رہا ہے۔تو بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟برصغیر میں منکرین حدیث کے گروہ کا تذکرہ کرتے ہوئے الشیخ عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

وقت کے علماء نے ان کے کفر والحاد کا فتوی دیا ہے اور انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے اور (میرے نزدیک بھی یہ) معاملہ ایسے ہی ہے۔[1]

مرتد، جادوگر، کاہن، نجومی، غیب کی خبریں دینے والا وغیرہ جب تک توبہ نہ کر لے تو ایسے کسی بھی شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔

جولوگ اسلامی شعائر کا تمسخر اڑاتے ہوں جیسے: مسجد، نماز، داڑھی، پردہ اور جتنے بھی ایسے شعائر ہیں کہ جن سے اسلام کا اظہار ہوتا ہو، چنانچہ ان کی تضحیک کرنے والے، ان کا مذاق اڑانے والے لوگ بھی اس قابل نہیں ہیں کہ ان لوگوں کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔

ختم نبوت کا منکر

ایسا شخص جو امام کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی نہ مانتا ہو، ان پر نبوت کا سلسلہ ختم نہ سمجھتا ہو اور کسی اور کو بھی نبی مانتا ہو خواہ ظلی یا بروزی یا کسی بھی قسم کے الفاظ بنا کر، خود ساختہ تشریح کر کے، کسی بھی شکل میں اور کسی کو یہ مقام دے جس سے یہ اشارہ ملے کہ یہاں ختم نبوت کے عقیدے میں نقب لگائی جا رہی ہے تو ایسا کرنے والے، ان کی حمایت کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھنا روا نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾[2]

---

[1] تحفة الاحوذی، ابواب العلم، باب ما ينهى عنه ان يقال عند حديث رسول الله ﷺ
[2] الاحزاب: ٤٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"(اے لوگو!) محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں البتہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نبیوں کے (سلسلے کو) ختم کرنے والے ہیں۔"

اس عقیدے کی تفصیل بہت زیادہ ہے، یہاں صرف یہ یاد رکھنا اہم ہے کہ ایسے کسی بھی شخص کی حوصلہ افزائی نہیں کرنی چاہئے جو نبوت کا اعلان کرتا ہو لہٰذا ایسا کرنے والا واجب القتل ہے اور اسے نبی ماننے والے بھی واجب القتل ہیں، ان کے خلاف لڑنا اسی طرح فرض ہے جس طرح مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی وغیرہ کے خلاف مسلمانوں نے میدان مقتل میں قتال کیا۔ ایسے کسی بھی شخص کی نماز جنازہ پڑھنا بالکل جائز نہیں اور نہ ہی ان کے لیے کوئی مغفرت کی دعا کی جاسکتی ہے، ایسے لوگ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت کرنا بھی جائز نہیں کیونکہ یہ لوگ مرتد ہیں۔

باطل و گمراہ فرقے

شروع اسلام ہی میں کئی گمراہ فرقوں نے جنم لیا۔ کئی ایک کی تو خود سید کائنات ﷺ نے نشاندہی فرما کر ان پر حکم بھی لگا دیا تھا کہ اس طرح کے لوگ ہوں تو ان کے متعلق یہ حکم ہے اور ان نشانیوں والے لوگ جب تک پیدا ہوتے رہیں گے ان پر یہی احکام لاگو ہوتے رہیں گے۔ کئی فرقے وہ ہیں جن کے نظریات کو فلسفہ یونان اور عیسائی و مجوسی مذاہب سے آئے ہوئے فلاسفروں اور گمراہ لوگوں نے پھیلایا لیکن علمائے امت نے پوری قوت سے ان کا علمی میدان میں رد کیا اور کئی ایک کے استیصال کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بذات خود تلوار لیکر سامنے آئے اور پوری قوت کے ساتھ ان کی بیخ کنی کی کیونکہ اس کے بغیر کوئی اور چارہ نہ تھا۔ ان تمام فرقوں اور ان کے عقائد پر تفصیلاً لکھنے کی جگہ یہ نہیں، ان تفصیلات کو کتب عقائد میں دیکھا جا سکتا ہے۔ میں یہاں صرف ان کا تعارف ہی کراؤں گا۔ ان شاء اللہ! کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو خود بھی گمراہ ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں ایسے لوگ اگر بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہیں کرنی چاہئے، اگر مر جائیں تو ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہئے اور نہ ہی ان کے لیے کسی قسم کی دعا اور رحم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے جذبات ہونے چاہئیں کیونکہ ان لوگوں نے دین محمد ﷺ کو گرا دینے اور اسے تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ صرف اپنی انا، خواہشات و آراء اور باطل نظریات ہی کو دین قرار دیکر لوگوں کو دین محمد ﷺ سے منحرف کر کے ان گمراہ اور باطل نظریات کے پیچھے لگانے میں پوری قوت اور طاقت صرف کی۔

جہمیہ

اس عقیدے کو وضع کرنے والا جہم بن صفوان ہے۔اس نے چار قسم کے نظریات وعقائد کو متعارف کرایا اور انہیں شریعت میں رائج کرنے کی کوشش کی۔

اللہ تعالیٰ کے اسما وصفات کی نفی کرتے اور کہتے کہ اللہ کے اسما کی نہ تو کوئی حقیقت ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ ایسی صفات سے متصف ہے۔اس عقیدے کے ماننے والے کو جہمی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے توحید کی اصل یعنی توحید فی الاسما والصفات کا سرے ہی سے انکار کر دیا۔ان کے متعلق اہل السنہ والجماعہ کا مؤقف یہی ہے کہ انہوں نے اس حد تک گمراہ اور باطل جانا ہے کہ انہیں معروف بہتر (72) فرقوں میں بھی نہیں رکھا، کیونکہ انہوں نے اسما وصفات ہی کی نفی کر دی ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ نعوذ باللّٰہ..... اللہ تعالیٰ معدوم ہے، نہ اس کا کوئی نام ہے نہ ہی کوئی صفت اسی لیے ان کا کفر سب سے بڑا کفر ہے اور یہ ملت اسلامیہ سے خارج ہیں۔

مرجیہ

اسی نے مرجیہ عقیدے کو بھی جنم دیا ہے۔مرجیہ کا عقیدہ ہے کہ ایمان مجرد معرفت کا نام ہے، یعنی جو دل سے رب کو پہچانتا ہے وہ مومن ہے اور جو دل سے رب کو نہیں پہچانتا وہ کافر ہے۔اسی لیے علما نے ان پر حکم لگایا ہے کہ اس طرح تو ابلیس بھی مومن ہے کیونکہ وہ بھی رب کو پہچانتا ہے اور اسی طرح ابوجہل، ابولہب بھی رب کو اچھی طرح پہچانتے تھے تو کیا وہ بھی مومن ہوئے؟ انہی مرجیہ میں سے ایک گروہ کو مرجئۃ الفقہا بھی کہا جاتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ دل کی معرفت یا تصدیق کا زبان سے محض اقرار کرنا ہی ایمان ہے اور عمل کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان میں کوئی دخل نہیں ہے، چنانچہ یہ دونوں ہی مرجیہ ہیں۔ علما نے ان کو اکٹھا ہی شمار کیا ہے صرف ان کے عقائد کا فرق بیان کر دیا ہے جبکہ جمہور اہل السنہ والجماعہ کا عقیدہ اس سے یکسر مختلف ہے۔ ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْقَدَرِيَّةُ وَالْمُرْجِئَةُ مَجُوْسُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، فَإِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وَإِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ)) ①

”قدریہ اور مرجیہ اس امت کے مجوسی ہیں اگر یہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر یہ مر جائیں تو ان (کی نماز جنازہ) پر حاضر نہ ہو۔“

ان کے بقیہ عقائد کی تفصیل کتب عقائد میں موجود ہے۔

قدریہ

یہ فرقہ تقدیر کا منکر ہے، اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اعمال انسان کے اپنے تخلیق کردہ ہیں اللہ کے نہیں، حالانکہ یہ بات قرآن کی صریح نص کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ ②

”اللہ نے تمہیں بھی پیدا کیا اور اسے بھی جو تم عمل کرتے ہو۔“

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”قدریہ اس امت کے مجوسی ہیں اگر یہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر یہ مر جائیں تو ان (کی نمازِ جنازہ) پر حاضر نہ ہو۔“ ③

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

”اگر وہ تمہیں ملیں تو انہیں سلام نہ کہو۔“ ④

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

---

① المعجم الاوسط للطبرانی: ٤٢٠٥، حافظ ہیثمی اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: رجاله الرجال الصحيح غيرهارون بن موسى الفروى وهوثقة؛ دیکھئے مجمع الزوائد: ١١٨٧٣۔ ② الصافات: ٩٦۔ ③ سنن ابی داؤد، باب القدر: ٤٦٩١؛ قال الالبانی حسن، السنن الکبری للبیهقی: ٢١٣٩١۔ ④ سنن ابن ماجه، مقدمة، باب فی القدر: ٩٢؛ قال الالبانی: حدیث حسن دون هذه الالفاظ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«وَهُمْ شِيعَةُ الدَّجَّالِ» ①

''وہ (قدریہ) دجال کا گروہ ہے۔''

متصوفین

یہ وہ گروہ ہے جو تصوف کے نام پر لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔زہد، تقویٰ، طہارت اور اللہ کی عبادت تو اسلام کا حسن ہے۔اس طرح کی کوئی صفت یا وصف ان میں نہیں بلکہ یہ اپنے عقائد کی وجہ سے راندۂ درگاہ ہیں۔ ان کے درج ذیل عقائد ہیں جن کی وجہ سے ان کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

ان کے دو بنیادی عقائد اتحاد اور حلول ہیں۔

یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ بشری جامہ پہن کر زمین پر اتر آئے یا کوئی شخصیت، ہستی یا بزرگ اللہ کی عبادت کرتے کرتے اس مقام پر پہنچ گئے کہ وہ اللہ میں فنا ہو کر ایک ہو گئے تو یہ عقیدہ اتحاد کہلاتا ہے۔

دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کے اندر اتر آئے ہیں اسے حلول کہا جاتا ہے اور یہ دونوں عقیدے عیسائیت سے ادھر منتقل ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ ②

''بے شک ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ یقیناً اللہ ہی مسیح بن مریم ہے۔''

پھر یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ کے کئی اجزا ہیں اور مختلف اجزا مل کر ایک اللہ بنا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَٰثَةٍ﴾ ③

''یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں تیسرا ہے۔''

---

① السنن الکبری للبیهقی: ۲۰۸۷۰_ ② المائدة: ۱۷_ ③ المائدة: ۷۲_

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث ہے کہ تین ملکر ایک اللہ بنتا ہے جو کہ ان صوفی حضرات نے کہا کہ پانچ مل کر ایک اللہ بنتا ہے اور اللہ ان میں پانچواں ہے۔

ان کا یہ عقیدہ کہ نبی اللہ کے بیٹے ہیں یا اللہ کے وجود کا کوئی حصہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ﴾ [1]

''یہودیوں نے کہا کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائیوں نے کہا کہ مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں۔''

عقیدہ اتحاد کا ہو، حلول کا ہو، تثلیث کا ہو یا اللہ کے بیٹے اور اللہ کے وجود کا حصہ قرار دینا ہو یہ ایسا کفر ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا قرآن صریح نص ہے۔ نیز ان آیات کی مزید تفصیل کے لیے کتب تفاسیر اور خصوصاً استاذی المکرم حافظ عبدالسلام بھٹوی حفظہ اللہ کی تفسیر القرآن الکریم دیکھی جا سکتی ہے۔

اسی طرح ان کا یہ عقیدہ ہے کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے کیونکہ مقام ولایت مقام نبوت ورسالت سے افضل ہے۔ مقامِ نبوت ورسالت کسبی منصب ہے وہبی نہیں کہ آدمی عبادت کرتا رہے تو یہ مقام حاصل کر لیتا ہے۔ وہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ ولایت کا درجہ مقام الوہیت تک جا پہنچتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

یہ عقیدہ کہ علم لدُنّی نام کی بھی کوئی چیز ہے جو علوم شریعہ وکتاب وسنت سے ماوراء ہے اور اس علم کے حاملین کتاب وسنت سے ماوراء اور افضل واعلیٰ ہیں یعنی وہ تمام احکام سے مستثنیٰ ہیں، ان پر کتاب وسنت کے کسی حکم پر عمل کرنا لازم نہیں ہوتا۔ اپنے تصوارت وخیالات اور شیطانی وسوسوں کو علم لدنی کا نام دیکر اپنے آپ کو یا اپنے میں سے کسی کو احکام شریعت سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں۔

رہبانیت اپنانا یعنی ترکِ دنیا کا عقیدہ رکھنا حالانکہ یہ عقیدہ تو عیسائیوں نے ایجاد کیا

---

[1] التوبۃ: ۳۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ ﴾ [1]

''رہبانیت کو انہوں نے از خود ایجاد کیا، ہم نے تو اسے ان پر نہیں لکھا تھا۔''

ایک ہوتا ہے کہ فتنوں سے بچنے کے لیے آدمی اپنا ساز و سامان وغیرہ لے کر جنگلوں، پہاڑوں میں چلا جائے، یہ تو آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق ہے دوسرا یہ کہ صرف چلہ کاٹنے کے لیے اپنی بیوی، بچوں، ماں باپ اور رشتہ دار سب کو چھوڑ کر کسی غار یا جنگل میں چھپ کر ریاضتیں کرنا تو یہ اسی تصوف کا حصہ ہے۔ ایسی تمام تر خرافات اور اس طرح کی دیگر خرافات جن کا احاطہ اس جگہ نہیں کیا جا سکتا، خرافات ہی ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی صریح نافرمانی ہے۔ ایسے عقائد رکھنے والوں کی نمازِ جنازہ قطعاً جائز نہیں اور نہ ہی ان کی بیماری پر عیادت کی جائے اور نہ ہی ان کے مرنے پر نماز جنازہ اور دعا میں شامل ہوا جائے۔

تناسخ

یہ عقیدہ بھی بہت پرانا یعنی سقراط کے وقت سے ہے اور خاص کر ہندو دھرم کی تو بنیاد ہی اس پر ہے کہ انسان جب مر جاتا ہے تو اپنے اچھے اعمال کی وجہ سے کسی اچھی جگہ رہتا ہے اور اگر برے اعمال ہوں تو اس کی روح کسی جانور مثلاً کتے وغیرہ میں چلی جاتی ہے۔ یہ عقیدہ یہود میں بھی رہا ہے اور آج کل کے کئی صوفیا کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

صوفیوں کے اس طرح کے عقائد کی تفصیل بہت لمبی ہے، اسے کتب عقائد میں دیکھا جا سکتا ہے۔

خوارج

ایک دفعہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں کچھ سونا (مال) بھیجا تو آپ نے تالیف قلب کے لیے اسے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا جس پر قریش و انصار رضی اللہ عنہم

---

[1] الحدید: ۲۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے کچھ نے ناگواری محسوس کی، اتنے میں ایک آدمی آیا جس کی آنکھیں اندر گھسی ہوئیں، رخسار پھولے ہوئے، ابھری ہوئی پیشانی، گھنی داڑھی اور سر مونڈھا ہوا تھا (بدبخت آتے ہی) بولا کہ اے محمد (ﷺ) اللہ سے ڈر جا! تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں ہی اللہ کی نافرمانی کروں (حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں) تو پھر اس کی اطاعت کون کرے گا؟ اللہ نے تو مجھے زمین والوں پر امانت دار بنا کر بھیجا ہے اور تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں۔'' یہ سن کر ایک صحابی نے کہا: (راوی کہتا ہے کہ) میں سمجھتا ہوں کہ وہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ سے اجازت چاہی کہ میں اسے قتل کر دوں؟ جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو آپ نے خوارج کے گروہ کی صفات اور پہچان بتاتے ہوئے فرمایا:

«إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا، أَوْ: فِي عَقِبِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ، لَئِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ» [1]

''اس (شخص) کی نسل سے ایک ایسی قوم ہوگی جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ (قرآن) ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ اہل اسلام کو قتل کریں گے، بتوں کے پجاریوں کو (زندہ) چھوڑیں گے، البتہ اگر میں ان کو پاؤں تو انہیں قوم عاد کی طرح قتل کروں۔''

یہ لوگ مسلمانوں کو کبیرہ گناہ کی وجہ سے کافر کہتے ہیں اور پھر ان کو قتل کرتے ہیں یا قتل کرنے کا عقیدہ رکھتے ہیں جبکہ اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ کے مطابق اسے فاسق وفاجر کہا جا سکتا ہے۔ کافر نہیں جو ملت اسلامیہ سے خارج ہو جائے اور پھر واجب القتل بھی ہو جائے۔ کسی کبیرہ گناہ کی وجہ سے خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو کسی کلمہ گو مسلمان کو قابل

---

[1] صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول للّٰہ عزوجل: واما عاد فاھلکوا بریح صرصر عاتیۃ: ۳۳۴۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گردن زنی اور خارج عن الملۃ قرار نہیں دیا جا سکتا اور جب وہ مسلمان ہے تو اس کے جرم کی سزا شریعت میں موجود ہے، حدود اللہ موجود ہیں۔ ان کے مطابق اسے سزا دی جائے، صرف اپنی خواہش و رائے اور غصے کو شریعت بنا کر لوگوں کو قتل کرنا سراسر غیر اسلامی فعل ہے جس کے متعلق امام کائنات ﷺ نے فرمایا: اگر میں ان کو پالوں تو میں ان کا ایسے صفایا کردوں جیسے قوم عاد کا صفایا کیا گیا تھا۔''

ان کا عقیدہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی حکومت اگر غلط کام کرے تو ان کے خلاف مسلح کاروائی جائز ہے۔ تو اس ضمن میں عرض ہے کہ جنادہ بن ابی امیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے وہ مریض تھے۔ ہم نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ کو تندرستی دے، ہمیں کوئی ایسی حدیث بیان کیجئے جس سے اللہ تعالیٰ آپ کو نفع دیں اور آپ نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ انہوں نے فرمایا: ہمیں نبی کریم ﷺ نے (دین کی) دعوت دی تو ہم نے آپ کی بیعت کی۔ آپ ﷺ نے بیعت کے بارے میں ہم سے یہ عہد لیا کہ ہم خوشی و ناگواری، تنگی و کشادگی اور اپنی حق تلفی میں بھی اطاعت و فرمانبرداری کریں اور حکمرانوں کے ساتھ اس وقت تک حکومت کے بارے میں جھگڑا نہ کریں جب تک ان کو اعلانیہ کفر کرتے نہ دیکھ لیں۔ اگر وہ اعلانیہ کفر کریں تو تمھیں اللہ کے ہاں دلیل مل جائے گی۔ (1)

''وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ''

ان الفاظ میں امر بمعنیٰ حکومت و بادشاہی کے ہے۔

یعنی جب تک ایسے حکمران جو مسلمان ہوں، مسلمانوں کے ملک پر حکومت کر رہے ہوں، وہ فاسق و فاجر ہو جائیں، ظلم و زیادتی کریں، لوگوں کے حقوق غصب کریں یا برائی و فحاشی کے مرتکب ہوں لیکن جب تک یہ صریحاً ایسے اقدامات نہیں کرتے جن سے ان کا کفر واضح ہو جائے اور علمائے امت انہیں کافر قرار نہ دے دیں تب تک ان کے خلاف

---

(1) صحیح البخاری، باب قول النبی ﷺ: سترون بعدی امورا تنکرونھا: ۷۰۵۶؛ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ: ۱۷۰۹/۴۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلح کاروائی جائز نہیں۔ یہ اہل السنہ والجماعہ کے جمہور علما وفقہا کا مذہب ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ ان کے دین سے نکلنے کے متعلق اس طرح فرماتے ہیں:

”مَعْنَی مُرُوْقِهِمْ مِنَ الدِّيْنِ: وَمُرُوْقُهُمْ مِنْهُ خُرُوْجُهُمْ بِاسْتِحْلَالِهِمْ دِمَاءُ الْمُسْلِمِيْنَ وَأَمْوَالِهِمْ۔“ ①

ان کے دین سے نکل جانے کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے خون اور ان کے مال کو حلال سمجھنے کی بنا پر دین سے نکل گئے۔

یہی وہ گروہ ہے جنھوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہہ کر شہید کیا کہ یہ کافر ہو گئے ہیں اور ان کا خون کرنا حلال ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قتل کرنے کا حکم فرمایا ہے اور وہ بھی ان الفاظ میں کہ ”اگر میں انہیں پالوں تو ان کا قومِ عاد کی طرح صفایا کردوں۔“ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا ہوں (ایک لمبی حدیث ہے، آخر میں فرمایا:)

((فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ②

”جہاں تم انہیں ملو تو انہیں قتل کردو، یقیناً ان کے قتل میں اس شخص کے لیے قیامت کے دن اجر ہے جو انہیں قتل کرے گا۔“

اس کی تفصیل کتبِ عقائد میں موجود ہے۔ صرف یہ سمجھ لیں کہ جو کوئی کسی مسلمان کو (خواہ وہ حکومت میں ہو یا عام شہری) اس کے کسی گناہ کی وجہ سے کافر قرار دے، اس کی جان و مال کو اپنے لیے حلال سمجھے، اسے قتل کرے اور اس کا مال ہڑپ کر جائے یا اس جیسا عقیدہ رکھے، خود ہی مدعی، خود ہی منصف اور خود ہی اس پر عمل کرنے والا بن کر مسلمانوں کے خون اور مال کو اپنے لیے حلال کر لیتا ہو اور کافروں، بت پرستوں کو چھوڑ دیتا ہو بلکہ

---

① النبوات لابن تیمیة، فصل ما یخالف الکتاب والسنة فھو باطل۔ ② صحیح البخاری، باب اثم من رأی بقراءۃ القرآن او تاکل به اوفخر به: ٥٠٥٧؛ صحیح مسلم باب التحریض علی قتل الخوارج: ١٠٦٦/١٥٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافروں، بت پرستوں کے خلاف لڑنے والے مسلمانوں کو بھی اسی پلڑے میں رکھتا ہو۔

ایسے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی ذہن میں رکھنا چاہیے۔ سیدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے:

«اَلْخَوَارِجُ هُمْ كِلَابُ النَّارِ» ①

''خارجی دوزخ کے کتے ہیں۔''

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے مسجدِ دمشق کے راستے پر کچھ سر دیکھے جو وہاں گاڑے گئے تھے۔ اس پر انہوں نے فرمایا: یہ دوزخ کے کتے ہیں یا دوزخ والوں کے کتے ہیں۔ (خوارج جن کے یہ سر تھے) آسمان کی چھت کے نیچے یہ بدترین مقتول ہیں اور بہترین مقتول وہ ہے جسے یہ قتل کریں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا آپ نے یہ اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اگر میں نے یہ ایک دفعہ، دو دفعہ، تین دفعہ، چار دفعہ حتیٰ کہ انہوں نے سات دفعہ تک شمار کیا کہ میں نے (اتنی دفعہ بھی) سنا ہوتا تو آپ کو یہ بیان نہ کرتا۔ یعنی میں نے اس سے بھی زیادہ مرتبہ اس حدیث کو آپ ﷺ سے سنا ہے۔ ②

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے عقائد فاسدہ و باطلہ سے محفوظ رکھے، آمین۔

روافض

آلِ رسول ﷺ سے محبت وعقیدت ہمارے ایمان کا ایک ایسا جز و لازم ہے کہ جسے الگ نہیں کیا جا سکتا لیکن ان کے بارے میں غلو کرنا، انہیں الوہیت تک لے جانا اور انہیں ایسی صفات سے متصف سمجھنا جو صرف اللہ تعالیٰ کے لائق ہیں، یہ عقیدہ رکھنا کہ جبریل علیہ السلام نے نعوذ باللہ غلطی کی اور وہ نبوت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بجائے امام کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ چند آئمہ معصوم عن الخطا ہیں اور وہ بھی الوہیت کے

① سنن ابن ماجه، باب في ذكر الخوارج : ۱۷۳؛ وقال الالباني صحيح، مسند احمد: ۱۹۱۳۰۔ ② سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب سورة آل عمران، رقم: ۳۰۰۰؛ حسن صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درجہ پر ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینا اور ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ نعوذ باللہ کافر تھے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نعوذ باللہ مرتد ہو گئے اور انہوں نے آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حق غصب کر لیا اسی بنا پر ان پر تبرا بازی کر کے کفر کا ارتکاب کرنا ہے۔

اس بات کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

وَاَمَّا مَنْ جَاوَزَ ذٰلِكَ اِلَى اَنْ زَعَمَ اَنَّهُمْ ارْتَدُّوْا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَّا نَفَرًا قَلِيْلًا لَا يَبْلُغُوْنَ بِضْعَةَ عَشَرَ نَفْسًا اَوْ اَنَّهُمْ فَسَقُوْا عَامَّتَهُمْ فَهٰذَا لَارَيْبَ اَيْضًا فِيْ كُفْرِهٖ فَاِنَّهٗ مُكَذِّبٌ لِمَا نَصَّهُ الْقُرْاٰنُ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعٍ مِنَ الرِّضٰى عَنْهُمْ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِمْ بَلْ مَنْ يَشُكُّ فِيْ كُفْرِ مِثْلِ هٰذَا فَاِنَّ كُفْرَهٗ مُتَعَيَّنٌ.''[1]

جو کوئی اس حد تک آگے بڑھ جائے اور یہ گمان کرنے لگے اور وہ (صحابہ رضی اللہ عنہم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (نعوذ باللہ) مرتد ہو گئے تھے، سوائے چند افراد کے جو دس کے قریب ہیں یا یہ کہ ان میں سے عام فاسق ہو گئے تھے تو اس کے کفر میں بھی کوئی شک نہیں کیونکہ وہ اس چیز کی تکذیب کر رہا ہے جسے قرآن نے کئی جگہوں پر واضح کیا ہے۔ ان سے اللہ کا راضی ہونا اور ان کی تعریف بیان ہوئی ہے، (اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف قرآن نے کی ہے، ان کے ایمان کو مومنوں کے لیے معیار قرار دیا ہے تو ان کو کافر یا فاسق کہنا قرآن کی واضح آیات اور صریح نص کا انکار اور مخالفت ہے) بلکہ جو صحابہ کو برا بھلا کہنے والے کے کفر میں شک کرتا ہے تو اس کا کفر بھی ظاہر ہے۔

اس طرح کے لایعنی اور من گھڑت عقائد رکھنے والوں کا شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ ان کی پھر آگے کئی شاخیں ہیں جو ایک سے بڑھ کر ایک ہیں اور ہر ایک

---

[1] الصارم المسلول علی شاتم الرسول، المسالة الرابعة فی بیان السب وما لیس بسب والفرق بینه وبین الکفر، فصل فی تفصیل القول فیهم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے جز کے ساتھ فرقہ بنائے ہوئے ہے۔اہل السنہ والجماعہ کے متفقہ عقیدہ کی بنا پر ایسے لوگوں کی نہ تو تیارداری کی جائے گی، نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ ان کے مزید عقائد کی تفصیل کتب عقائد میں ہے۔

انہیں رافضہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے جناب زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ کو تنہا چھوڑ دیا تھا۔انہوں نے جناب زید رحمہ اللہ سے پوچھا کہ تمہارا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں کیا عقیدہ ہے؟ تو جناب زید رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ دونوں میرے نانا یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر تھے تو یہ جواب سن کر وہ منحرف ہو گئے اور انہیں چھوڑ کر چلے گئے، اسی وجہ سے انہیں رافضہ کہا جاتا ہے۔ [1]

ناصبی

گمراہ فرقوں میں ایک بہت بڑا گمراہ فرقہ ''ناصبی'' ہے۔یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اور اہل بیت سے بغض وعداوت رکھتے ہیں۔ اگر کوئی ان کے فضائل بیان کرے تو انہیں بہت سخت تکلیف ہوتی ہے جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ مصر سے فلسطین (ارض شام) پہنچے تو وہاں اس وقت ایسا ماحول تھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل بیت کا تذکرہ کرنا جرم سمجھا جاتا تھا۔ایسے میں امام نسائی رحمہ اللہ سے ان پاکباز محترم ہستیوں کے بارے میں لوگوں نے پوچھا تو انہوں نے اس کے جواب میں ایک مستقل کتاب ''خصائص علی رضی اللہ عنہ'' کے نام سے تصنیف کی جس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے ہیں، وہ تحریر فرمائے تو وہاں کے لوگوں اور خاص کر رملہ کے لوگوں نے ان پر بے پناہ تشدد کیا جس سے امام نسائی رحمہ اللہ شہید ہو گئے جبکہ اس وقت ان کی عمر اٹھاسی سال تھی۔

یاد رکھیے! اہل بیت، سیدنا علی، سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہم سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور دیگر اہل بیت سے دلی محبت اور اس محبت کا عملی اظہار ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔اس کے بغیر

---

[1] منهاج السنة، مشابهة للیهود والنصاری۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم ایماندار نہیں ہو سکتے۔ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں تم میں (وہ کچھ) چھوڑ (کر جا) رہا ہوں کہ اگر تم ان کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہیں ہو گے، دونوں میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے، اللہ کی کتاب جو آسمان سے زمین تک لمبی رسی ہے اور میرا خاندان جو میرا اہل بیت ہے اور یہ دونوں کبھی جدا نہیں ہوں گے حتی کہ یہ دونوں مجھ پر حوض (کوثر) پر وارد ہوں گے تو تم دیکھو کہ ان دونوں کے بارے میں تم کس طرح میری جانشینی کرتے ہو؟''[1]

ایک اور حدیث کے الفاظ سے اس حدیث کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔

جناب یزید بن حیان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حصین بن سمرہ اور عمر بن مسلم رحمہ اللہ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے، جب ہم بیٹھے تو حصین رحمہ اللہ نے کہا: اے زید! آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا ہے، آپ نے بہت زیادہ بھلائی حاصل کی، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کو سنا، آپ کی معیت میں جہاد کیا اور آپ کے پیچھے نمازیں پڑھیں، اے زید! آپ نے بہت زیادہ بھلائی حاصل کی۔ پھر کہا: اے زید! ہمیں وہ چیز سنایئے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو تو سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھتیجے اللہ کی قسم! میری عمر زیادہ ہوگئی ہے اور میں نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا اس میں سے کچھ بھول چکا ہوں جو مجھے یاد تھا۔ فرمایا: جو میں تمہیں بیان کروں اسے قبول کرو اور جو نہ بیان کروں اس کے بارے میں مجھے تکلیف نہ دو۔ پھر فرمانے لگے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن چشمے پر کھڑے ہوئے تھے جس کا نام خُم ہے اور یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور وعظ و نصیحت فرمائی۔ فرمایا: ''اما بعد خبردار اے لوگو! میں محض ایک بشر ہوں، قریب ہے کہ میرے پاس میرے رب کا پیغام رساں آ جائے اور میں اس کی بات کو قبول کرلوں، میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، دونوں میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے، جس میں ہدایت اور نور

---

① سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب اهل النبی: ۳۷۸۸؛ عن جابر: ۳۷۸۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔تم اللہ کی کتاب کو پکڑو اور اسے مضبوطی سے تھام لو۔" آپ نے اللہ کی کتاب کی طرف ترغیب دلائی، پھر فرمایا: "میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کو یاد کراتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کو یاد کراتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کو یاد کراتا ہوں۔" حصین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اے زید! اہل بیت کون ہیں، کیا آپ کی بیویاں آپ کے اہل بیت سے نہیں ہیں؟ تو فرمایا: آپ کی بیویاں آپ کے اہل بیت میں سے ہیں، لیکن آپ کے اہل بیت وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام کیا گیا، پھر (حصین رحمۃ اللہ علیہ نے) کہا: وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ آلِ علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس رضی اللہ عنہم ہیں۔ کہا: کیا ان تمام پر صدقہ حرام کر دیا گیا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ ①

اسی حدیث کو مدنظر رکھ کر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اہل السنہ والجماعہ کا عقیدہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"وَيُحِبُّوْنَ اَهْلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ، وَيَتَوَلَّوْنَهُمْ وَيَحْفَظُوْنَ فِيْهِمْ وَصِيَّةَ رُسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَيْثُ قَالَ يُوْمَ غَدِيْرِ خَمٍّ." ②

وہ رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت سے محبت کرتے ہیں، ان سے دوستی رکھتے ہیں اور ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی اس وصیت کی نگاہ داری کرتے ہیں جو آپ نے غدیر خم کے دن فرمائی تھی۔

اہل علم نے اہل بیت کے متعلق عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کے بارے میں غلو سے بچتے ہوئے اہل بیت کی محبت و تعظیم فرض ہے۔اسی لیے درود شریف میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ آل محمد ﷺ پر بھی درود بھیجنا فرض اور لازمی ہے اور یہ صرف اسی وقت کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ یہ قیامت تک اہل بیت کے لیے ہے۔ یہ کہہ کر کہ آج کل بہت سے لوگ زبردستی سیّد بن بیٹھے ہیں، سادات کی محبت و تعظیم میں کمی نہیں کی جا سکتی خاص کر جب وہ صحیح العقیدہ ہوں اور صدقہ زکوۃ وغیرہ نہ کھاتے ہوں۔

---

① صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة رضی للہ عنهم، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: ٣٦/ ٢٤٠٨ـ ② العقيدة الواسطية لا بن تيمية وجوب حب الصحابة واهل البيت۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تارکِ نماز

تارک نماز کے دیگر احکام کے متعلق تو بڑی تفصیلی ابحاث ہیں جن کو بیان کرنے کی یہ جگہ نہیں۔ تمام دلائل جو قرآن حکیم، احادیث رسول اللہ ﷺ اور فرامین صحابہ رضی اللہ عنہم کی صورت میں ہیں' کو سامنے رکھا جائے اور اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدے کو بھی سامنے رکھا جائے تو یہ مسئلہ اس طرح واضح ہوتا ہے:

تارک نماز اگر یہ عقیدہ رکھتے ہوئے نماز نہیں پڑھتا کہ نماز فرض نہیں تو وہ قرآن وسنت کی نص اور اجماع امت کی رُو سے کافر ہے۔ [1]

یعنی جو آدمی کلمہ پڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان کہلواتا ہے لیکن عقیدہ یہ رکھتا ہے کہ نماز فرض نہیں تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ ولید بن راشد سعیدان نے ان الفاظ میں لکھا ہے:

تارک نماز دو حالتوں سے خالی نہیں۔ اگر وہ نماز کا منکر ہے اور اس کے فرض ہونے کا بھی انکار کر رہا ہے تو وہ بالاتفاق کافر ہے اور اگر وہ نماز کی فرضیت کا اقرار کرتا ہے تو پھر اس کی دو حالتیں ہیں۔ یا تو وہ نماز کو مطلق ترک کر دیتا ہے یعنی پکا بے نماز ہے تو اس سے توبہ کرائی جائے گی اگر وہ توبہ کرتا ہے تو ٹھیک ورنہ یہ کافر مرتد ہے اسے قتل کیا جائے گا (یہ اس کی حد ہے اور حد صرف اور صرف اسلامی حکمران ہی لگا سکتے ہیں) کیونکہ اس کا دل اس کے وجوب کا اقرار کر رہا ہے اور اس کا جسم اس کی ادائیگی سے منکر ہے اور اگر کبھی پڑھ لیتا ہے اور کبھی نہیں پڑھتا تو یہ فاسق ہے اور اس کا معاملہ اللہ کی سپرد ہے۔ [2]

شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ نے ریاض الصالحین کی شرح میں اس طرح لکھا ہے:

---

① مجموع فتاوی لابن تیمیہ رحمہ اللہ ۲۲/۴۰۔ ② التلخیص القیم للسعید ان ولید بن راشد سعیدان: ج۱، ص۱۵۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق بات یہی ہے کہ تارک نماز جو نماز کو مطلق ترک کرتا ہے نہ جماعت کے ساتھ پڑھتا ہے نہ اپنے گھر میں تو یہ کافر ہے، ایسا کفر جو ملت سے خارج کرنے والا ہے۔ ①

الشیخ وھبہ زحیلی لکھتے ہیں:

اس بات پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو کوئی نماز کے وجوب کا انکار کرتا ہے تو وہ کافر و مرتد ہے کیونکہ اس کی فرضیت کے ثبوت میں قرآن وسنت اور اجماع سے قطعی دلائل ہیں اور جو اسے سستی اور کمزوری کی وجہ سے چھوڑتا ہے تو یہ فاسق و گناہگار ہے۔

مزید آگے لکھتے ہیں:

اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ جو کوئی نماز کا انکار کرتے ہوئے اسے چھوڑتا ہے تو وہ مرتد ہے۔ ②

جو آدمی کسی ایک بھی ایسے فرض کا انکار کرتا ہے جو اسلام کی اساس ہے مثلاً: کلمہ، نماز، زکاۃ، روزہ اور حج تو ایسے شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے۔

یہ بحث بہت تفصیل طلب ہے۔ کتاب وسنت اور اجماع امت یہی ہے کہ جو کوئی نماز پڑھنے سے مطلق انکار کردے یا اس کی فرضیت کا انکار کردے تو ایسے لوگوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے اور جو نماز کی فرضیت کا اقرار کرتا ہے کبھی کسی کے کہنے پر یا خود نماز پڑھ لیتا ہے تو یہ گناہگار فاسق و فاجر ہے۔ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی سپرد ہے وہ چاہے تو اسے بخش دے۔

کافر، مشرک یا منافق کی عزت کرنے والا

کسی کی عزت واحترام کا تعلق دل سے ہے اگر کوئی شخص کافروں، مشرکوں، منافقوں،

---

① شرح ریاض الصالحین تحت شرح حدیث، رقم: ۱۸۸۔ ② الفقه الاسلامی وادلته۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گستاخانِ رسول، شعائر اسلامی کی توہین کرنے والے اور بے نماز کی دل سے قدر وعزت کرتا ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں، کیونکہ یہ انہی میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ﴾ ①

''تم میں سے جو ان سے دوستی کرے گا تو وہ انہی میں سے ہوگا۔''

دوسری جگہ فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوا مِنَ الْآخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ﴾ ②

''اے ایمان والو! ایسی قوم کو دوست نہ بناؤ جن پر اللہ کا غضب ہوا ہو۔ یقیناً وہ آخرت سے ایسے ہی ناامید ہو چکے ہیں جس طرح کافر قبروں والوں سے ناامید ہو چکے ہیں۔''

اسی سورت کا آغاز ان الفاظ میں کیا ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُم مِّنَ الْحَقِّ ۙ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ ۙ أَن تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ إِن كُنتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي ۚ تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنتُمْ ۚ وَمَن يَفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝ إِن يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَيَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُم بِالسُّوءِ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ ﴾ ③

''اے ایمان والو! تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم ان کی طرف دوستی (کا ہاتھ) بڑھاتے ہو حالانکہ انہوں نے تمہارے پاس آئے

① المائدہ: ۵۱۔ ② الممتحنۃ: ۱۳۔ ③ الممتحنۃ: ۱۔۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے حق سے کفر کیا ہے۔ وہ تمہیں اور رسول کو اس بنیاد پر جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اس اللہ پر ایمان لائے ہو جو تمہارا پروردگار ہے۔ تم میری راہ میں جہاد کے لیے نکلتے ہو اور میری خوشنودی چاہتے ہو اور (دوسری طرف) تم اُن کی دوستی کو چھپاتے ہو حالانکہ میں اس چیز کو زیادہ جانتا ہوں جسے تم چھپاتے ہو اور جو اعلانیہ کرتے ہو۔ جو کوئی بھی تم میں یہ (کام) کرے تو یقیناً وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔ اگر وہ تم پر قابو پالیں تو تمہارے دشمن بن جائیں اور وہ اپنے ہاتھوں اور زبانوں سے تمھیں تکلیف پہنچائیں کیونکہ وہ تو چاہتے ہیں کہ (کسی بھی طرح) تم کافر بن جاؤ۔

یہ آیات کافروں سے دوستی کے متعلق بہت واضح ہیں ایک تو دوستی دوسرا یہ ہے کہ کافروں، مشرکوں اور منافقوں کا عزت واحترام کیا جائے۔ ان کا والہانہ استقبال کیا جائے، ان کی دل سے عزت کی جائے جبکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل کہا ہے، انہیں ذلیل ورسوا کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ تمہیں جزیہ بھی دیں تو ذلیل ورسوا ہو کر دیں، یہ بازار میں چلتے ہوئے آرہے ہوں تو ان کا راستہ ان کے لیے تنگ کر دو۔ اللہ تعالیٰ نے ذلیل منافقوں کی جماعت کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا:

﴿ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ [1]

"عزت تو اللہ، اس کے رسول اور مومنوں ہی کے لیے ہے لیکن منافق نہیں جانتے۔"

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴾ [2]

"وہ لوگ جو کافروں کو مومنوں کے سوا دوست بناتے ہیں کیا وہ ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں؟ بے شک عزت تو سب کی سب اللہ کے لیے ہے۔"

---

[1] المنافقون: ۸۔ [2] النساء: ۱۳۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا کافروں سے دوستی اور ان کی عزت وتکریم اس لیے کرتے ہیں کہ انہیں عزت مل جائے؟ جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ عزت تو ساری صرف اور صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔ ایسے لوگ جو منافقوں، مشرکوں اور کافروں سے پیار محبت کی پینگیں بڑھاتے ہیں ان سے دوستانہ راہ ورسم بڑھاتے ہیں، ان کی عزت وتکریم کرتے ہوئے ان سے یہ امید لگائے ہوئے بیٹھے ہیں کہ اس طرح ان کی عزت بن جائے گی تو ایسے لوگ اس قابل نہیں کہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ ''یہ تو انہی میں سے ہیں۔'' میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے بعض اوقات جن کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی

ایسے لوگ جن کی نمازِ جنازہ رسول اللہ ﷺ نے خود نہیں پڑھائی لیکن اپنی امت کو ان کی نمازِ جنازہ پڑھنے کا حکم دیا ہے، ان کی نمازِ جنازہ پڑھنا جائز اور درست ہے۔ البتہ رسول اللہ ﷺ نے تہدید اور تنبیہ کے لیے نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی۔

مقروض

جس آدمی کے ذمے قرض ہو اور وہ فوت ہو جائے تو اس کی تین حالتیں ہیں:

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے کہا: اس کی نماز جنازہ پڑھائیے تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا اس پر قرض ہے؟'' لوگوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا اس نے کوئی چیز چھوڑی ہے؟'' انہوں نے کہا: نہیں، تو آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر ایک اور جنازہ لایا گیا تو انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس کی نماز جنازہ پڑھائیے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا اس پر کوئی قرض ہے؟'' کہا گیا: جی ہاں! پوچھا: ''کیا اس نے کوئی چیز چھوڑی ہے؟'' انہوں نے کہا: تین دینار۔ آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا تو انہوں نے عرض کیا: اس کی نماز جنازہ پڑھائیے۔ آپ نے پوچھا: ''کیا یہ کوئی چیز چھوڑ کر گیا ہے؟'' انہوں نے کہا: نہیں۔ پوچھا: ''کیا اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر کوئی قرض ہے؟'' انہوں نے کہا: تین دینار۔ آپ نے فرمایا: ''تم اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ پڑھ لو۔'' سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اس کی نماز جنازہ پڑھایئے، اس کا قرضہ میرے ذمے ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔[1]

اسی ایک حدیث سے سارا مسئلہ واضح ہو جاتا ہے کہ مقروض اگر کوئی ورثہ نہیں چھوڑ کر مرا تو کوئی اگر اس کے قرضے کا والی بن جاتا تو آپ اس کی نماز جنازہ خود پڑھا دیتے ورنہ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرماتے کہ تم اس کی نماز جنازہ پڑھ لو۔

قرض معاف نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی موت کے بعد کوئی اور آدمی اس کی طرف سے ادا نہ کرے۔ یہ حقوق العباد میں سے ہے اور اس کے ورثا اگر ادا نہ کر سکیں تو اسلامی حکومت اسے ادا کرے یا کوئی بھی شخص اپنے ذمہ لے لے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسے فوت شدہ کو لایا جاتا جس پر قرض ہوتا تو آپ پوچھتے: ''اس نے اپنے قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ چھوڑا ہے؟'' اگر یہ بتایا جاتا کہ اس نے چھوڑا ہے تو آپ اس کی نماز جنازہ پڑھاتے وگرنہ صحابہ کو فرماتے ''تم اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ پڑھ لو۔'' جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر فتوحات کا دروازہ کھول دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں مومنوں کی جانوں سے زیادہ قریب ہوں، مسلمانوں میں سے جو کوئی فوت ہو جائے اور قرض چھوڑ جائے تو اس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے اور جس نے مال چھوڑا تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے۔''[2]

یہ حدیث بڑی واضح ہے کہ اگر اسلامی حکومت قائم ہو اور کوئی مقروض آدمی فوت ہو جائے اور قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ بھی نہ چھوڑا ہو تو اسکے قرض کی ادائیگی اسلامی حکومت کے ذمے ہے اور یہاں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کے قرض کی ادائیگی کا ذمہ لیا ہے۔

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الحوالات، باب اذا احال دين الميت على رجل جاز: ٢٢٨٩۔ [2] صحيح البخاري، كتاب الكفالة، باب من تكفل عن ميت دينا (کئی نسخوں میں صرف یہ الفاظ ہیں) باب الدين: ٢٢٩٨؛ صحيح مسلم، كتاب الفرائض، باب من ترك مالا فلورثته: ١٤/ ١٦١٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ» ①

''مومن کی جان اس کے قرض کی وجہ سے معلق رہتی ہے جب تک کہ اس کی طرف سے (قرض) ادا نہ کر دیا جائے۔''

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

«مَنْ مَاتَ وَهُوَ بَرِيءٌ مِنْ [ثَلَاثٍ] اَلْكِبْرُ وَالْغُلُوْلُ وَالدَّيْنُ دَخَلَ الْجَنَّةَ» ②

''جو آدمی اس حالت میں فوت ہوا کہ وہ تین چیزوں تکبر، خیانت اور قرض سے پاک ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔''

اس کا مفہوم محدثین نے لکھا ہے:

"يُفْهَمُ مِنْهُ اَنَّ مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ بَرِيْئًا مِنْ هَذِهِ الثَّلَاثِ لَا يَدْخُلِ الْجَنَّةَ." ③

اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو کوئی اس حال میں مرا کہ وہ ان تینوں سے آزاد نہیں تو وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔

لہٰذا قرض کی ادائیگی کا انتظام کرنا چاہیے اگرچہ نماز جنازہ پڑھنی چاہیے لیکن میت کے ذمے قرض باقی رہتا ہے۔

خودکشی کرنے والا

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ایسے آدمی کو لایا گیا

---

① سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يقضى عنه: ١٠٧٨، وصححه الترمذی، وقال الالبانی: صحیح؛ سنن ابن ماجة، کتاب الصدقات، باب التشديد فی الدين: ٢٤١٣۔ ② سنن الترمذی، کتاب السير، باب الغلول: ١٥٧٢، صحیح۔ ③ تحفة الاحوذی، باب ماجاء فی الغلول۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے اپنے آپ کو نیزے کے پھل سے قتل کر لیا تھا تو آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔ ①

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

((اَمَّا اَنَا فَلَا اُصَلِّی عَلَیْهِ)) ②

''میں تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔''

یہ حدیث پہلی حدیث کی وضاحت کرتی ہے کہ جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔ صرف اپنے آپ کو مستثنیٰ کیا ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

جس پر حد قائم کی جائے

جس آدمی کو کوئی شرعی حد لگے اور اس کے نتیجے میں وہ فوت ہو جائے، جیسے شادی شدہ زانی یا کسی شخص کا قاتل تو اس کی نماز جنازہ کے متعلق دو واقعات اہم ہیں:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسلم قبیلے کا ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے زنا کا اعتراف کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے اپنا رخ انور پھیر لیا، حتی کہ اس نے اپنے خلاف چار مرتبہ گواہی دی۔ نبی ﷺ نے اسے فرمایا: ''کیا تو مجنون ہے؟'' اس نے کہا: نہیں، پھر فرمایا: ''کیا تو شادی شدہ ہے؟'' اس نے کہا: جی۔ آپ نے اس کے متعلق حکم صادر فرمایا تو اسے مصلّٰی (عیدگاہ یا جنازہ گاہ) میں رجم کیا گیا۔ جب اسے پتھر پڑے تو وہ بھاگ گیا، پھر وہ پکڑا گیا تو اسے رجم کیا گیا حتی کہ وہ مر گیا۔ نبی ﷺ نے اس کے بارے میں بھلائی کی بات کی اور اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ ③

---

① صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب ترك الصلاة على القاتل نفسه: ۱۰۷/۹۷۸۔

② سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب ترك الصلاة على من قتل نفسه: ۱۹٦٦، وقال الالبانی: صحيح۔ ③ صحيح البخاری، كتاب الحدود، باب الرجم بالمصلى: ٦٨٢٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن صحیح مسلم کی اسی مذکورہ حدیث میں ہے کہ اس (رجم) کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دو گروہ بن گئے۔ایک نے کہا کہ ماعز ہلاک ہو گیا، اسے اس کے گناہوں نے گھیر لیا، دوسرا گروہ کہہ رہا تھا ماعز کی توبہ سے افضل کوئی توبہ نہیں، اس کے بعد اسے رجم کیا گیا، پھر اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی جس سے تمام لوگ مطمئن ہو گئے جیسا کہ پیچھے مذکور ہے۔رجم کرنے کے دو یا تین دن بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، لوگ (تعزیت کے لیے یا سوگ کے لیے) بیٹھے ہوئے تھے۔آپ سلام کہہ کر بیٹھ گئے، پھر فرمایا:

«اِسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ»

"ماعز بن مالک (رضی اللہ عنہ) کے لیے استغفار کرو۔"

تو لوگوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ماعز کو بخش دے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ» ①

"یقیناً اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر یہ توبہ ایک جماعت کے درمیان تقسیم کی جائے تو ان کے لیے کافی ہوگی۔"

اسی طرح ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں کہ ایک غامدیہ عورت آئی اس نے بھی خود اعترافِ زنا کیا۔آپ نے اسے لوٹا دیا کہ تو حاملہ ہے، وضع حمل کے بعد آنا، جب وہ آئی تو پھر آپ نے اسے واپس لوٹا دیا کہ اس (بچے) کو دودھ پلاتی کہ تو اسے دودھ چھڑا دے۔ اس کے بعد آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ ایک اور مسلمان کے سپرد کر دیا، اس کے لیے گڑھا کھودا کر اس میں اسے رجم کر دیا گیا۔خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس کے سر پر پتھر مارنے کے لیے آگے بڑھے تو اس کے خون کے چھینٹے ان کے چہرے پر پڑ گئے انہوں نے اس (عورت) کو برا بھلا کہا۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برا بھلا کہنے کو سن لیا اور فرمایا: "خالد رک جا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ایسی توبہ (عوام پر) ٹیکس لگانے والا بھی کرتا تو وہ بھی بخش دیا جاتا۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی

① صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنا: ۱۶۹۵/۲۲ ملخصاً۔

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجہیز وتکفین کا حکم دیا، اس کی نماز جنازہ پڑھا کر اسے دفن کیا گیا۔ ①

ایک حدیث کے الفاظ ہیں:

جب آپ اس کی نماز جنازہ پڑھنے لگے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں حالانکہ اس نے زنا کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

> ''اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر یہ (توبہ) مدینہ کے ستر (گناہگار) افراد میں تقسیم کر دی جائے تو انہیں کفایت کرے گی کیا تم نے اس سے افضل توبہ بھی دیکھی ہے کہ اس نے اپنی جان کو اللہ کے سامنے حاضر کر دیا؟'' ②

ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ شخص جسے کسی جرم کی حد لگے تو اس کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیے اور اس کے لیے استغفار بھی کرنا چاہیے۔

وصیت میں زیادتی اور ناانصافی کرنے والا

ایسا شخص جو ایک تہائی سے زیادہ مال کی وصیت کر جائے اور اپنے ورثا کا حق کسی اور دے جائے تو ایسے شخص کی نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی کے چھ غلام تھے جو اس نے اپنی موت کے وقت آزاد کر دیے اور ان کے علاوہ اس کا اور کوئی مال بھی نہیں تھا۔ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ غضبناک ہوئے اور فرمایا: ''میں نے یہ ارادہ کیا کہ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھوں۔'' پھر آپ نے غلاموں کو بلایا، ان کے تین حصے کیے، ان کے درمیان قرعہ ڈالا اور دو کو آزاد کر دیا اور (باقی) چار کو غلام ہی رکھا۔ ③

---

① صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنا: ۱۶۹۵/۲۳۔

② صحیح مسلم کتاب الحدود: ۱۶۹۶/۲۴۔ ③ سنن النسائي، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی من یحیف في وصیته: ۱۹۶۰، وقال الباني: صحیح؛ مسند احمد: ۱۹۸۲۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک حدیث کے الفاظ ہیں:

«لَوْ شَهِدْتُهُ قَبْلَ أَنْ يُدْفَنَ لَمْ يُدْفَنْ فِي مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ» ①

"اگر میں اس کے دفن ہونے سے پہلے حاضر ہو جاتا تو اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جاتا۔"

یہاں بھی اس جرم کی شدت ظاہر ہوتی ہے۔

خائن

مال و دولت اور خاص کر بیت المال میں خیانت کرنے والے کے جنازے کے متعلق آپ ﷺ کا طرز عمل کیا ہے؟

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی غزوہ خیبر کے دن فوت ہو گیا اور اس کا ذکر نبی ﷺ کے پاس کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

«صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ»

"اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو۔"

جس پر لوگوں کے چہروں کی رنگت تبدیل ہو گئی، جب آپ ﷺ نے انہیں اس حال میں دیکھا تو فرمایا:

"بے شک تمہارے صاحب نے جہاد کرتے ہوئے (اللہ کے مال سے) چوری کی ہے۔" ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو ہمیں اس کے سامان میں سے یہودیوں کے منقش نگینوں میں سے ایک نگینہ ملا، جس کی قیمت دو درہم کے مساوی تھی۔ ②

---

① سنن ابی داؤد، کتاب العتق، باب فیمن أعتق عبدا لم یبلغهم الثلث: ۳۹۶۰؛ وقال الالبانی: صحیح الاسناد۔

② مسند احمد: ۱۷۰۳۱؛ وقال شعیب ارناؤط: اسناده محتمل للتحسین؛ صحیح ابن حبان: ۴۸۵۳؛ وقال شعیب ارناؤط: حدیث صحیح، ان کے علاوہ باقی اسناد کو البانی نے ضعیف کہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل

ہر اس شخص کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی جس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ سوائے ان لوگوں کے جن کا ذکر پیچھے کیا گیا ہے۔ ہر مسلمان خواہ وہ کتنا ہی گناہگار کیوں نہ ہو اگر اس کا عقیدہ صحیح ہے، شرک، بدعت، نفاق اور دیگر امراض میں مبتلا نہیں تو کوئی بھی بڑے سے بڑا جرم اس کی نماز جنازہ پڑھنے میں حائل نہیں۔

جو بچہ مرا ہوا پیدا ہو یا پیدا ہوتے ہی فوت ہو جائے تو اس کی نمازِ جنازہ

اس مسئلے کو سمجھنے کے لیے ان الفاظ کو سمجھنا ضروری ہے جو اس کے لیے استعمال ہوئے ہیں: ۱۔ جنین ۲۔ سقط ۳۔ صبی ۴۔ طفل

جنین

اس بچے کو کہتے ہیں جو ماں کے پیٹ کے اندر ہو خواہ زندہ ہو یا مردہ، مکمل ہو یا نامکمل۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ﴾ (النجم: ۳۲)

”وہ اس وقت سے تمہیں بخوبی جانتا ہے جب اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں پرورش پا رہے تھے۔“

یہاں ”اجنۃ“ لفظ جنین کی جمع ہے جس کا معنی تمام مفسرین نے یہ کیا ہے کہ جو بچہ پیٹ کے اندر ہو کیونکہ یہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوتا ہے۔

سقط

مدت حمل سے پہلے پیدا ہونے والے بچے کو سقط کہتے ہیں خواہ وہ مرا ہوا پیدا ہو یا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدا ہو کر فوت ہو جائے، لغت کی کتابوں میں عورت کا حمل گر جانے کو سقط کہا جاتا ہے۔

"سَقْطًا لِجَنِيْنِ يَسْقُطُ مِنْ أُمِّهِ مَيِّتًا مُسْتَبِيْنَ الْخَلْقِ." [1]

ایسا نا تمام جنین جو اپنی ماں (کے پیٹ) سے مردہ حالت میں گر جائے۔

اسے انگریزی میں Miscarriage اور Abortion بھی کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ﴾ [2]

"اے لوگو! اگر تم اٹھائے جانے کے بارے میں کسی شک میں مبتلا ہو تو (جان لو کہ) بے شک ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر ایک قطرے سے، پھر کچھ جمے ہوئے خون سے، پھر گوشت کی ایک بوٹی سے جس کی شکل پوری بنائی ہوئی یا جس کی شکل پوری نہیں بنائی ہوئی تاکہ ہم تمہارے لیے واضح کریں اور ہم جسے چاہتے ہیں ایک مقررہ مدت تک رحموں میں ٹھہرائے رکھتے ہیں، پھر ہم تمہیں بچے کی صورت میں نکالتے ہیں۔"

طفل

اس بچے کو کہا جاتا ہے جو زندہ پیدا ہو اور پیدائش سے جوانی تک پہنچنے کی عمر کو طفل کہا جاتا ہے جیسا کہ گزشتہ آیت میں معنی بالکل واضح ہے اور لغت کی کتب میں اس طرح ہے:

"اَلطِّفْلُ بِكْرٌ فَسُكُوْنَ الصَّبِيِّ مِنْ حِيْنِ الْوِلَادَةِ إِلَى الْبُلُوْغِ." [3]

ولادت سے جوانی تک کے دورانیے کو طفل کہتے ہیں۔

---

(1) معجم لغة الفقهاء لمحمد قلجعي۔ (2) الحج: ٥۔ (3) معجم لغة الفقهاء لمحمد قلجعي۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں لفظ صبی ان معانی میں استعمال فرمایا ہے:

① ﴿ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴾ [1]

''اے یحییٰ! میری کتاب کو مضبوطی سے تھام لو اور ہم نے اسے (یحییٰ کو) بچپن ہی سے دانائی عطا فرمادی۔''

② ﴿ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ؕ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴾ [2]

''اس نے اپنے بچے کی طرف اشارہ کیا، سب کہنے لگے کہ لو بھلا ہم گود کے بچے سے کیسے باتیں کریں گے؟۔''

کتب لغات میں اس کا معنی یہ ہے:

''اَلْمَصْدَرُ الصَّبَاءُ يُقَالُ وَاَتَيْتُهُ فِيْ صِبَاهُ اَيْ فِيْ صِغَرِهِ وَقَالَ غَيْرُهُ رَأَيْتُهُ فِيْ صَبَائِهِ اَيْ فِيْ صِغَرِهِ وَالصَّبِيُّ مِنْ لَدُنْ يُوْلَدُ اَيْ اَنْ يُفْطَمَ.'' [3]

''الصبی'' لفظ صبا سے ماخوذ ہے، کہا جاتا ہے کہ میں اس کے پاس اس کے بچپن میں آیا اور اسی طرح کہا جاتا ہے کہ میں نے اسے بچپن میں دیکھا اور صبی کا معنی ولادت سے لے کر دودھ چھڑانے تک کا وقت ہے۔ لیکن ولادت کے بعد کا ہے، ولادت سے پہلے کو سقط کہا جائے گا۔ اس بحث سے یہ اخذ ہوا کہ جنین ایک الگ لفظ ہے اور سقط ایک الگ لفظ ہے جو لفظی، معنوی اور اصطلاحی اعتبار سے الگ مفہوم اور معنی کا حامل ہے، جہاں تک طفل اور صبی کا تعلق ہے تو کسی بچے کے زندہ پیدا ہونے سے لے کر بالغ ہونے تک کے وقت کے لیے یہ دونوں لفظ استعمال ہوتے ہیں لیکن سقط پر نہیں۔ اگر کہیں یہ الفاظ اس طرح معلوم ہوں کہ یہ ایک دوسرے کے مفہوم میں ہیں تو وہاں کوئی نہ کوئی شرط ہوگی، یہ بغیر شرط کے ایک دوسرے کا مفہوم ادا نہیں کرتے۔ اس لیے طفل اور صبی کے مفہوم و معانی

www.KitaboSunnat.com

[1] مریم: ۱۲۔ [2] مریم: ۲۹۔ [3] لسان العرب لابن منظور۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سقط یا جنین کو شامل نہیں کیا جا سکتا۔

سقط، طفل اور صبی کی نماز جنازہ کے بارے میں احادیث درج ذیل ہیں:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بچہ جب پیدائش کے بعد آواز نکالے گا تو وہ وارث بھی بنے گا اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔'' ①

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بچے پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، نہ ہی وہ وارث ہوگا اور نہ ہی اس کا کوئی وارث ہوگا یہاں تک کہ وہ پیدائش کے بعد چیخ مارے۔'' ②

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب بچہ آواز نکالے تو اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی اور وہ وارث بھی بنے گا۔'' ③

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بچہ جب آواز نکالے تو وہ وارث بنے گا (کوئی) اس کا بھی وارث بنے گا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔'' ④

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل جس طرح چاہے (چل سکتا ہے) اور بچے پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔'' ⑤

ایک روایت میں صرف یہ الفاظ ہیں اور یہ روایت بھی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے ہی ہے:

---

① السنن الکبری للنسائی: ٦٣٢٤۔ ② سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی ترك الصلاة علی الطفل حتی یستھل: ١٠٣٢، قال الالبانی: صحیح (اس حدیث پر کئی بزرگوں نے جرح کی ہے لیکن یہ حدیث حسن ہے۔) ③ سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الطفل: ١٥٠٨؛ وقال الالبانی، صحیح۔ ④ السنن الکبری للبیھقی: ٦٧٨٢، شیخ البانی رحمہ اللہ نے السلسلة الصحیحة: ٣١٠٣ میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔ ⑤ سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الاطفال: ١٠٣١، وقال الترمذی: حدیث حسن صحیح، وقال الالبانی: صحیح؛ سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الاطفال: ١٩٤٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«الطِّفْلُ يُصَلَّى عَلَيْهِ» ①

''بچے پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔''

ایک اور روایت میں فرمایا:

''سوار جنازے کے پیچھے چلتا ہے اور پیدل آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں اس کے قریب چلتا ہے پیدائشی مرے ہوئے بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اس کے والدین کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کی جائے گی۔'' ②

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے اور اسے مرفوع کہنے والا راوی مجہول ہے حالانکہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے ثابت شدہ مرفوع روایات میں لفظ ''سقط'' نہیں بلکہ ''طفل'' ہے۔ جبکہ یہ حقیقت بھی واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لخت جگر ابراہیم رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی تھی جبکہ اس وقت ان کی عمر اٹھارہ ماہ تھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابراہیم بن نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور وہ اٹھارہ ماہ کے تھے تو ان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی۔ ③

احادیث کی رُو سے اصل یہی ہے کہ بچے کا جنازہ پڑھا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طفل کے جنازے کا حکم دیا ہے اور آپ نے اپنے لخت جگر کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی تو اس واقعہ کی موجودگی میں یہ کہا جائے گا کہ یہ امر وجوب کے لیے نہیں ہے اسی لیے یہ کہا جاتا ہے کہ بچے کی نماز جنازہ فرض نہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تاکید فرمائی ہے۔

جہاں تک اس بچے کا تعلق ہے جو نامکمل پیدا ہوا ہو اور اس کی پیدائش کے وقت اس کی زندگی کے کوئی آثار نہ ہوں تو اس بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کا قول درج کر کے اپنا رجحان بیان کیا ہے:

---

① سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ماجاء في الصلاة على الطفل: ١٥٠٧ـ ② سنن ابي داود، كتاب الجنائز، باب المشي امام الجنازة: ٣١٨٠، وقال الالباني، صحيح۔

③ سنن ابي داود، كتاب الجنائز، باب في الصلاة على الطفل: ٣١٨٧؛ وقال الالباني: حسن الاسناد۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اِذَااسْتَهَلَّ صَارِخًا صَلَّی عَلَیْهِ وَلَایُصَلِّی عَلَی مَنْ لَایَسْتَهِلُّ مِنْ اَجْلِ اَنَّهُ سِقْطٌ."[1]

جب (بچہ) پیدا ہوتے وقت آواز نکالے تو اس پر نماز (جنازہ) پڑھی جائے گی اور اگر آواز نہ نکالے تو نہیں پڑھی جائے گی ،اس وجہ سے کہ وہ سقط (یعنی نامکمل) ہے۔

امام بخاری ؒ جس بات کو صحیح سمجھتے ہیں اس کے مطابق اگر کوئی حدیث انکی شرط پر نہ ہو تو اس طرح کے اقوال لاکر اسے بیان کرتے ہیں۔اس کی حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ اس طرح رقم طراز ہیں:

"وقال الجمهور يصلى عليه حتى السقط اذا استهل."[2]

جمہور (علما) نے کہا ہے کہ بچے پر نماز (جنازہ) پڑھی جائے گی حتی کہ سقط پر بھی جب وہ آواز نکالے گا۔

جنازے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ماں کے پیٹ سے باہر کی زندگی کی شرط لگائی ہے جو اس کی آواز سے ہی معلوم ہوتی ہے جیسا کہ یہ احادیث اوپر بیان کی گئی ہیں۔امام شوکانی ؒ نے نیل الاوطار میں ان الفاظ میں لکھا ہے:

"وَظَاهِرُ حَدِیْثِ الْاِسْتِهْلَالِ اَنَّهُ لَا یُصَلَّی عَلَیْهِ وَهُوَ الْحَقُّ، لِاَنَّ الْاِسْتِهْلَالَ یَدُلُّ عَلَی وُجُوْدِ الْحَیَاةِ قَبْلَ خُرُوْجِ السِّقْطِ کَمَا یَدُلُّ عَلَی وُجُوْدِهَا بَعْدَهُ، فَاعْتِبَارُ الْاِسْتِهْلَالِ مِنَ الشَّارِعِ دَلِیْلٌ عَلَی اَنَّ الْحَیَاةَ بَعْدَ الْخُرُوْجِ مِنَ الْبَطْنِ مُعْتَبَرَةٌ فِیْ مَشْرُوْعِیَّةِ الصَّلَاةِ عَلَی الطِّفْلِ وَاَنَّهُ لَا یَکْتَفِیْ بِمُجَرَّدِ الْعِلْمِ بِحَیَاتِهِ فِی الْبَطْنِ فَقَطْ."[3]

استھلال (آواز نکالنے) والی حدیث سے ظاہر ہے کہ اس پر نماز جنازہ

---

[1] صحيح البخاری، كتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی فمات: ١٣٥٨۔

[2] فتح الباری۔ [3] نيل الاوطار، باب الصلاة على السقط والطفل: ٤/ ٥٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں پڑھی جائے گی اور یہی حق ہے کیونکہ پیدائش سے پہلے بچے کی حرکت اور پیدائش کے بعد آواز کا نکلنا اس کی زندگی کے وجود پر دلیل ہے۔ لہٰذا شارع علیہ السلام کا آواز نکالنے پر اعتبار کرنا (سے مراد) اس بات کی دلیل ہے کہ وہ پیٹ سے نکلنے کے بعد کی زندگی طفل (بچے) پر نماز جنازہ پڑھنے کے مشروع ہونے پر معتبر ہے اور یہ کہ پیٹ میں محض زندگی ہونے کا علم ہونا کافی نہیں۔

اس ساری بحث کا ماحاصل یہ ہے کہ اگر کہیں لفظ سقط ہو بھی تو اس کی تشریح باقی ساری احادیث کے مطابق ہی کی جائے گی اور بچے کی نماز جنازہ اسی وقت ادا کی جائے گی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اس میں پیدا ہونے کے بعد زندگی کے آثار ہوں اور ان آثار کی علامت یہ ہے کہ بچہ آواز نکالے گا۔ اس کی آواز کا نکلنا ہی اس کی زندگی کی علامت ہے اور یہی زندگی اس کی نماز جنازہ کا باعث ہے۔

کچھ حضرات نے یہ استدلال کیا ہے کہ بچہ جب شکم مادر میں چار ماہ کا ہوتا ہے تو اس میں روح پھونک دی جاتی ہے، اس کے بعد اگر وہ پیدا ہو خواہ نامکمل ہو یا مرا ہوا ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اس کی دلیل میں یہ حدیث بیان کی جاتی ہے:

((مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ)) [1]

"ہر پیدا ہونے والا فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے۔"

اس حدیث کو بیان کرنے سے پہلے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے متصل پہلے ابن شہاب کا اوپر مذکورہ قول ذکر کیا ہے۔

اس کی شرح میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ودخل فی قوله کل مولود السقط فلذلك قيده بالاستهلال." [2]

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی فمات حصل يصلى عليه: ١٣٥٨؛ صحیح مسلم، کتاب القدر، باب معنى کل مولود یولد على الفطر: ٢٢/ ٢٦٥٨۔ [2] فتح الباری۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کے فرمان "کل مولود" میں سقط بھی شامل ہے اسی لیے اسے آواز نکالنے کی شرط سے مقید کیا ہے۔

لہٰذا یہی درست ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے اس دنیا میں زندہ پیدا ہونے کی شرط اس کی آواز سے لگائی ہے، اس کی ماں کے پیٹ کی زندگی، دنیا کی زندگی نہیں، اس لیے کسی اور جگہ کی زندگی ان احکامات سے ماورا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو وہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، لہٰذا بچہ کسی کا بھی ہو، وہ خواہ کافر یا غیر مسلم کا ہو، اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، لیکن یہ درست نہیں کیونکہ اس کی پیدائش فطرت پر ضرور ہوتی ہے لیکن آپ ﷺ نے بچوں کو ان کے والدین میں شمار فرمایا ہے۔

سیدنا صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سے مشرکین کی اولاد (بچوں) کے بارے میں پوچھا گیا، وہاں رات کو حملہ کیا جاتا ہے تو اس میں ان کی عورتیں اور بچے بھی مارے جاتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: «هُمْ مِنْهُمْ» "وہ انہی میں سے ہیں۔"[1]

ایک روایت کے الفاظ ہیں: نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی گھڑسوار رات کو حملہ کرے تو وہ مشرکوں کے بچوں کو پہنچے (اس کے وار سے مشرکوں کا کوئی بچہ قتل ہو جائے) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«هُمْ مِنْ آبَائِهِمْ»[2]

"وہ اپنے والدین میں سے ہیں" یعنی وہ بھی مشرک ہیں)۔

یہ بچے انہی مشرکین کے ہیں اور ان کے احکامات وحقوق بھی وہی ہیں جو ان کے والدین کے ہوں گے۔ جو بچہ نامکمل یا مکمل پیدا ہو لیکن دنیا میں آنے سے پہلے ہی فوت ہو جائے، جب دنیا میں آئے تو اس کی زندگی کے کوئی آثار نہ ہوں جیسے سانس لینا، آواز

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب اهل الدار یبیتون فیها الولدان والذراری: ۳۰۱۲؛ صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب جواز قتل النساء والصبیان فی البیات من غیر تعمد: ۲۶/ ۱۷٤۵، یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔ [2] صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب جواز قتل النساء والصبیان: ۲۸/ ۱۷٤۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکالنا، حرکت کرنا وغیرہ تو اسے ساقط ہی تصور کیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور نہ وہ وراثت کا حقدار ہوگا۔

اگر بچے میں زندگی کے آثار پائے جائیں جس کی نشانی رسول اللہ ﷺ نے اس کی آواز بتائی ہے اور اس بچے کے والدین مسلمان ہیں، تو اسے غسل بھی دیا جائے گا، اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔

فصل

اگر ایک مسلمان نے کسی اہل کتاب عورت سے نکاح کیا ہو اور اس کے پیٹ میں اس مسلمان کا بچہ ہو جو چار ماہ سے زیادہ کا ہو جائے اور اس میں روح پھونکی جا چکی ہو، وہ عورت زچگی کے دوران فوت ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ کیونکہ یہ اہل کتاب سے ہے اور اہل کتاب مرد و عورت کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جا سکتی۔

زھری اور عطا رحمہما اللہ کے اقوال بھی اسی پر دلالت کرتے ہیں۔ ①

جہاں تک اس بچے کا تعلق ہے تو اگر یہ بچہ پیدا ہو کر اس دنیا میں اپنی زندگی کا ثبوت دے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

جو لوگ سقط کی نماز جنازہ کے قائل ہیں وہ شاید اس عورت کی بھی نماز جنازہ یہ کہہ کر پڑھا دیں کہ یہ مسلمان اور کافر مخلوط ہیں تو مخلوط ہونے کی صورت میں یہ نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے جبکہ یہ بات انتہائی غلط ہے۔

اسی طرح جو لوگ سقط کی نماز جنازہ کے اس بنیاد پر قائل ہیں کہ ہر بچہ فطرت اسلامی پر پیدا ہوتا ہے اور یہ پیدا ہونے والا بھی اسی فطرت پر ہی ہونا تھا تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی تو پھر یہ لوگ کافروں کے پیدا ہونے والے بچوں کی بھی نماز جنازہ اسی بنا پر ادا کریں۔

یہ تمام باتیں غلط اور بلا دلیل ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ یہ عورت چونکہ کافرہ تھی، کفر پر مری تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔

---

① مصنف عبد الرزاق، رقم: ٦٥٨٣، ٦٥٨٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح کافروں اور مشرکوں کے بچوں کی بھی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی کیونکہ وہ اپنے والدین کے حکم میں ہیں۔ باوجود اس بات کے کہ وہ فطرت اسلام پر پیدا ہوئے ہیں لیکن ان کا اس فطرت اسلام پر پیدا ہونا بھی اس بات کو متلزم نہیں کہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا اس پر شریعت اسلامیہ کے باقی احکامات جاری کیے جائیں۔

سقط کے دفن سے متعلق احکامات

سقط کے کفن و دفن کے متعلق رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے میرے مطالعہ میں کچھ بھی مروی نہیں اور جو لوگ اس کی نماز جنازہ کے قائل ہیں وہ اس کے غسل و کفن کو بھی واجب قرار دیتے ہیں اور دوسرے اسے واجب نہیں سمجھتے جبکہ پہلا گروہ یہ کہتا ہے کہ حمل ٹھہرنے کے ایک سو بیس دن کے بعد پیدا ہونے والے کو غسل اور کفن دیکر اس کی نماز جنازہ پڑھنا ضروری ہے کیونکہ اس میں روح پھونکی گئی جبکہ اس بات کا نماز جنازہ وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔ روح پھونکے جانے کی مدت کا تعین تو اللہ تعالیٰ ہی کر سکتے ہیں جو کہ بذریعہ وحی ممکن ہے۔

بچے کی پیدائش کے وقت کی حالت کو دیکھا جائے گا اگر تو اس کے اعضا کامل بن چکے یا اکثر بن چکے ہیں لیکن وہ پیدا مردہ حالت میں ہوا ہے تو اس کی نماز جنازہ تو نہیں پڑھی جائے گی، جس کی تفصیل پیچھے بیان ہو چکی ہے۔ البتہ اسے غسل بھی دیا جائے گا، کفن بھی دیا جائے گا اور اسے دفن بھی کیا جائے گا۔ احترام آدمیت کے ناطے اور اس لیے بھی کہ یہ مسلمان کا بچہ ہے۔

اس کی نماز جنازہ اس لیے نہیں پڑھی جائے گی کہ یہ رسول اللہ ﷺ سے مشروع نہیں اور نماز جنازہ کے لیے استھلال (آواز نکالنے) کی شرط ہے۔ اور اگر اعضا نہیں بنے صرف گوشت کا لوتھڑا ہی ہے خواہ ان کے خیال میں ایک سو بیس دن سے زیادہ کا عرصہ ہی ہو چکا ہو تو پھر بھی اسے صرف کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے گا۔ هذا ما عندي واللّٰه اعلم بالصواب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل

اگر نماز جنازہ میں ایسے امور سرزد ہو رہے ہیں جو صریحاً شریعت کے خلاف ہوں تو یہ دیکھا جائے گا کہ یہ امور کون کر رہا ہے؟ اگر تو ایسے امور کی مرنے والے نے خود وصیت کی ہے یا اگر وہ زندہ ہوتا تو ان امور سے خوش ہوتا تو اس میت کو انہی لوگوں کے سپرد کر دینا چاہیے، لیکن اگر مرنے والا ایسے امور سے سخت متنفر اور بیزار تھا، ایسے امور کو پسند نہیں کرتا تھا اور یہ امور اس کے ورثا یا دیگر لوگ ادا کر رہے ہوں تو اس میت کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

مفقود کی نمازِ جنازہ

ایسا آدمی جو کسی وجہ سے لا پتہ ہو گیا اور اس کا کچھ علم نہیں کہ وہ کس حال میں ہے، زندہ ہے یا مردہ؟ خواہ میدان جہاد میں گم ہوا ہو یا کسی بھی قسم کے اندرونی یا بیرونی سفر میں، جیسے علم کے حصول کے لیے یا تجارت وغیرہ کے لیے یا کسی نے اغوا کر لیا ہو تو ایسے شخص کو مفقود یعنی گمشدہ کہا جاتا ہے۔

قیدی کے ورثا کو اس کی قید کا علم ہو کہ وہ قید میں ہے اور زندہ ہے، یہ علم ہونا ہی کافی ہے ایسا شخص مفقود نہیں لیکن جب اس کے حالات کا علم منقطع ہو جائے اور اس کا کچھ پتہ نہ چلے اور نہ اس کے متعلق کوئی یقینی خبر مل رہی ہو کہ وہ کہاں اور کس حال میں ہے تو ایسے قیدیوں کے متعلق امام بخاری رحمہ اللہ نے امام زہری رحمہ اللہ کے الفاظ میں یہ قاعدہ بیان کیا ہے:

"فَاِذَا انْقَطَعَ خَبَرُهُ فَسُنَّتُهُ سُنَّةُ الْمَفْقُوْدِ." ①

جب اس کے حالات کی خبر منقطع ہو جائے تو اس پر مفقود ہی کے احکام لاگو ہوں گے۔

① صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب حکم المفقود فی اهله وماله، تعليقا، قبل الحديث: ٥٢٩٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعید بن مسیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما نے مفقود کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ اس کی بیوی چار سال تک انتظار کرے، پھر اس کے بعد چار ماہ دس دن عدت گزارے، پھر وہ نکاح کر لے، پھر اگر اس کا پہلا خاوند آ جائے تو اسے حق مہر اور اس کی بیوی کے درمیان اختیار دیا جائے گا یعنی وہ کسی ایک کا انتخاب کرے۔ ①

امام زہری رحمہ اللہ نے بتایا کہ سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما نے مفقود کی میراث کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ اس کے چار سال اس وقت سے شمار کئے جائیں گے جب وہ اپنی بیوی سے الگ ہوا تو اس کے بعد اس کی میراث تقسیم کر دی جائے گی اور اس کی (بیوی کی) عدت چار ماہ دس دن شمار کی جائے گی۔ ②

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مفقود کی بیوی کے متعلق فرمایا: وہ چار سال تک انتظار کرے، پھر اس (مفقود) کے ولی کو بلایا جائے تو وہ اسے طلاق دے، پھر اس کے بعد وہ (عورت) چار ماہ دس دن عدت گزارے۔ ③

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب عورت اپنے خاوند کو گم پائے تو وہ نکاح نہ کرے حتی کہ وہ آ جائے یا فوت ہو جائے (یعنی معاملہ واضح ہو جائے)۔ ④

سیدنا علی رضی اللہ عنہ مفقود کی بیوی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جب وہ (مفقود) آئے اور اس کی بیوی نے نکاح کر لیا ہو تو وہ اس (مفقود) کی بیوی ہے چاہے وہ اسے رکھ لے، چاہے تو اسے طلاق دے دے اور اسے (عورت کو) کوئی اختیار نہیں دیا جائے گا۔ ⑤

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ اقوال مفقود کی بیوی کے بارے میں منقول ہیں اور یہ اس لیے بھی ہیں کہ آدمی کی بیوی زیادہ دیر تک انتظار نہیں کر سکتی اور پھر اس کے بچے وغیرہ بھی ہیں۔ اس کی وراثت کا مسئلہ ہے تو ان مسائل کی وجہ سے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے یہ فیصلے دیئے ہیں۔

---

① مصنف عبدالرزاق للصنعانی: ۱۲۳۱۷؛ وصححہ ابن حجر فی الفتح۔ ② مصنف عبدالرزاق: ۱۲۳۱۸، صحیح۔ ③ مصنف ابن ابی شیبة: ۱۶۷۱۸، حسن۔ ④ مصنف ابن ابی شیبة: ۱۶۷۰۹۔ ⑤ السنن الکبری للبیهقی: ۱۵۵۶۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں تک اس کی نماز جنازہ کا تعلق ہے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق جب تک اس کی واضح خبر نہ آ جائے اس مفقود کو تلاش کیا جائے گا۔ جس علاقہ میں وہ گم ہوا ہے اس علاقہ میں اس کو تلاش کیا جائے گا اور آج کل تو تشہیر کے ذرائع اور خبر دینے کے آلات عام ہیں جو لمحہ بہ لمحہ خبر دیتے ہیں۔

جب مکمل یقین ہو جائے کہ اب اس کی زندگی کے آثار بالکل معدوم ہو چکے ہیں یا نہ ہونے کے برابر ہیں تو پھر اس کی نماز جنازہ ادا کر دی جائے لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق اس کے ورثا کو بلا کر اس کی تصدیق کر دی جائے اور یہاں یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ مفقود کی تلاش حکمران وقت اپنی نگرانی میں کرائے اور جب تمام وسائل استعمال کرنے کے بعد کسی بھی طرف سے اس کی زندگی کا سراغ نہ ملے اور نہ کوئی یقین ہو اور حکومت وقت اس کی موت کی تصدیق کر دے تو اس کی نماز جنازہ پڑھا دی جائے گی اور اس کے باقی تمام معاملات بھی اسی کے مطابق حل کئے جائیں گے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جو چار سال کی مدت مقرر فرمائی ہے اور اس کے بعد جو چار ماہ دس دن کی عدت گزارنے کا حکم فرمایا ہے تو یہ عدت بھی ایسی عورت کی ہے جس کا خاوند فوت ہو چکا ہو تو یہ بالکل عیاں ہے چونکہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے مردہ ہی قرار دیا ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ چار سال تک حکومت اور اس کے ورثا مسلسل اسے تلاش کریں، اگر پھر بھی نہ ملے تو چار سال مکمل ہونے پر اس کی موت کا اعلان کر دیا جائے۔

جہاں تک معرکہ میں گم ہونے والے کا تعلق ہے تو وہ شہید ہی ہو گا اور شہید کی نمازِ جنازہ اگر نہ بھی پڑھی جائے تو خیر ہے لیکن اس کے باقی معاملات دوسروں کی طرح ہی ادا ہوں گے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کی کوئی مدت مقرر نہیں فرمائی کہ کتنی مدت تک انتظار کرے بلکہ یہ فرمایا کہ اس وقت تک انتظار کرے جب تک کہ اس کی موت کا یقین نہ ہو جائے یا اس کی کوئی اطلاع نہ آ جائے۔ هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولد الزنا کی نماز جنازہ

جب گمراہی اور ضلالت عام ہو جائے ،شرک وبدعت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے چھا جائیں ، فحاشی وعریانی اور بے حیائی کو ہی اپنی تہذیب سمجھ لیا جائے تو پھر اللہ کے عذاب کو کائنات کی کوئی ہستی نہیں روک سکتی کیونکہ اس کا اعلان امام کائنات ﷺ نے خود فرمایا ہے۔سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اِذَا ظَهَرَ الزِّنَا وَالرِّبَا فِيْ قَرْيَةٍ فَقَدْ اَحَلُّوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَذَابَ اللّٰهِ» ①

”جب کسی بستی میں زنا اور سود عام ہو جائے تو (سمجھ لو کہ) انہوں نے اپنے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو حلال کر لیا ہے۔“

ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

«لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ مُتَمَاسِكٌ أَمْرُهَا مَالَمْ يَظْهَرْ فِيهِمْ وَلَدُ الزِّنَا، فَإِذَا ظَهَرُوا خَشِيتُ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ» ②

”میری امت ہمیشہ خیر کے ساتھ اپنے معاملے کو تھامنے والی رہے گی جب تک کہ ان میں ولد الزنا (زنا کی اولاد یا حرامی بچے) ظاہر نہیں ہوں گے،تو جب یہ ظاہر ہو جائیں گے تو میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں عام عذاب میں مبتلا کر دے۔“

اس طرح کی دیگر احادیث سے عیاں ہوتا ہے کہ یہ کتنا بڑا جرم ہے۔بہر کیف یہ الگ موضوع ہے یہاں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ ولد الزنا کا جنازہ پڑھا جائے گا یا نہیں؟ تو اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ یہ جرم اس بچے کا تو نہیں جو اس غلط کام کے نتیجے میں پیدا ہوا ہے لہٰذا وہ تو معصوم ہے۔ایسے امور میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد رہنمائی فرماتا ہے:

---

① المستدرك للحاكم: ٢٢٦١، وقال الحاكم: صحيح الاسناد ولم يخرجاه، وقال الذهبي في التلخيص، صحيح؛ المعجم الكبير للطبراني: ٤٦٠ـ ② المعجم الكبير للطبراني: ٢٣/٢٤ـ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى ﴾ [1]

''کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔''

یہ نہیں ہوسکتا کہ جرم کوئی کرے اور اس کی سزا کسی اور کو ملے۔ پھر یہ کہ کیا یہ ولد الزنا بچپن میں ہی فوت ہوگیا ہے یا بڑا ہو کر فوت ہوا ہے؟ اگر تو یہ بچپن میں ہی فوت ہوا ہے اور اس کی ماں کا علم بھی ہے تو اگر وہ عورت مسلمان ہے تو اس بچے کا جنازہ پڑھا جائے گا اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اور اگر اس کی ماں کا علم ہی نہیں اور یہ عورت اپنی غلطی چھپانے کے لیے اور اپنے آپ پر لگنے والے الزام سے بچنے کے لیے بچہ کسی جگہ پھینک دیتی ہے اور وہ بچہ ابھی زندہ ہے تو اس کی کفالت لازم ہے، اگر کوئی اس کا کفیل نہیں بنتا تو حکومت وقت خود اپنے ذمہ لے کر اس کی پرورش کرانے کی ذمہ دار ہے۔ اگر وہ بچہ مرا ہوا ملا ہے اور اس بات کا قوی اور غالب یقین ہے کہ وہ بچہ پیدائش کے وقت زندہ تھا جیسا کہ اس کے جسمانی اعضا سے پتہ چل سکتا ہے یا کسی ڈاکٹر سے چیک کرایا جا سکتا ہے اور یہ بچہ مسلمانوں کے علاقے سے ملا ہے تو اسے غسل اور کفن دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔

اگر وہ بچہ بڑا ہوگیا اور بالغ ہو کر مرا ہے تو اس کے عقیدہ وعمل کے مطابق اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اگرچہ لوگ اور معاشرہ اس کو اسی عیب کے تناظر اور پس منظر میں دیکھتا ہے لیکن اسے ایسی عار دلانا صریحاً جرم ہے۔ ایسی کسی بھی حرکت کی سختی سے ممانعت ہونی چاہیے اور اسے بھی ایک معزز شہری کی حیثیت سے زندگی گزارنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے گندے اعمال سے محفوظ رکھے اور ہمارے معاشرے کو ذلت وپستی کی اس گہرائی سے بچائے۔ آمین۔

شہید کی نماز جنازہ

اللہ کے دین کا سپاہی جو میدان کارزار میں اللہ کے دشمنوں کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی شہادت کی ادا اتنی

[1] الانعام: ١٦٤، بنی اسرائیل: ١٥، فاطر: ١٨، الزمر: ٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ وہ جس حال میں شہید ہوا ہے اس کو غسل دیے اور خون صاف کئے بغیر حتی کہ اس کے کپڑے تک تبدیل کئے بغیر اسی طرح میرے پاس بھیج دو اور جس جگہ وہ شہید ہوا ہو اسی جگہ اسے دفن کر دو، جیسا کہ جنگ احد کے موقع پر آپ ﷺ نے اپنے چچا کی مثلہ شدہ نعش دیکھ کر فرمایا تھا۔سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حمزہ رضی اللہ عنہ (کی نعش) پر تشریف لے گئے۔ان کا مثلہ کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا:

”اگر یہ بات نہ ہوتی کہ صفیہ (آپ ﷺ کی پھوپھی) اپنے دل میں کوئی خلش محسوس کرے گی تو میں انہیں (حمزہ رضی اللہ عنہ کو) اسی طرح چھوڑ دیتا حتی کہ انہیں پرندے کھا جاتے اور انہیں ان (پرندوں) کے پیٹوں سے اکٹھا کیا جاتا۔“ ①

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ احد کے شہدا کو غسل نہیں دیا گیا بلکہ انہیں ان کے خون کی حالت میں ہی دفن کر دیا گیا اور ان کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی گئی۔ ②

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کو اس کے سینے یا حلق میں تیر لگا جس سے وہ فوت ہو گیا (شہید ہو گیا) تو اسے اسی کے کپڑوں میں لپیٹ دیا گیا جس طرح وہ تھا اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ③

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ احد کے مقتولین کو ایک کپڑے میں دو دو کو جمع کرتے اور پھر فرماتے: ”ان میں سے قرآن زیادہ حاصل کرنے والا کون ہے؟“ جب ان دونوں میں سے کسی کی طرف اشارہ کیا جاتا تو اسے لحد میں مقدم رکھتے اور فرماتے:

---

① سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی الشھید یغسل: ۳۱۳۶، وقال الالبانی: حسن؛ سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قتلی احد وذکر حمزہ: ۱۰۱۶، قال الترمذی: حسن غریب۔ ② سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی الشھید یغسل: ۳۱۳۵، قال الالبانی: حسن۔ ③ سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی الشھید یغسل: ۳۱۳۳، وقال الالبانی: حسن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«أَنَا شَهِيْدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» ①

”میں قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گا۔“

آپ ﷺ نے انہیں ان کے خون کی حالت ہی میں دفن کرنے کا حکم دیا اور انہیں غسل نہیں دیا گیا اور نہ ان کی نماز جنازہ ہی پڑھی گئی۔

شہید کی تدفین

شہید کے لیے یہ حکم ہے کہ جہاں وہ شہید ہو وہیں دفن کر دیا جائے۔سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احد کے کچھ مقتولین مدینہ منتقل کر دیے گئے تھے۔ نبی ﷺ نے حکم دیا کہ ”ان شہدا کی لاشوں کو ان کی شہادت کی جگہوں پر واپس لاؤ۔“ ②

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مقتولین کو ان کی شہادت کی جگہوں میں دفن کرو۔“ ③

اس حدیث میں حکم تمام شہدا کے لیے عام ہے۔

شہید کی نمازِ جنازہ کا جواز

شہید کی نماز جنازہ نہ پڑھنا افضل اور بہتر ہے اگرچہ پڑھ لینا بھی جائز ہے۔اس کے جواز پر دلائل یہ ہیں:

سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک دن باہر تشریف لائے اور اہل احد پر وہ نماز پڑھی جو میت کے لیے پڑھی جاتی ہے، پھر واپس منبر کی طرف تشریف لائے اور فرمایا:

---

① صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الشهيد: ١٣٤٣۔

② سنن ابی داؤد، كتاب الجنائز، باب فی الميت يحمل من الى ارض و كراهة ذلك، ٣١٦٥۔ سنن النسائی، كتاب الجنائز، باب اين يدفن الشهيد: ٢٠٠٦، وقال الالبانی: صحيح؛ سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصلاة على الشهداء ودفنهم: ١٥١٦۔ ③ سنن النسائی، كتاب الجنائز، باب اين يدفن الشهيد: ٢٠٠٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بے شک (قیامت کے دن) میں تمہارا پیش رو اور تم پر گواہ ہوں گا۔'' ①

یہ واقعہ آپ ﷺ کی وفات سے چند دن پہلے اور غزوہ احد کے آٹھ سال بعد کا ہے۔ اسی طرح ایک اور واقعہ ہے کہ اعراب میں سے ایک آدمی آپ کے ہاں آیا، وہ ایمان لایا اور آپ ﷺ کے پیچھے چلا، پھر کہنے لگا: میں آپ کے ساتھ نکلنے والا ہوں تو آپ نے اسے بعض صحابہ کے ساتھ روانہ کر دیا۔ جب غزوہ ہوا تو نبی ﷺ نے غنیمت میں ملنے والے قیدیوں کو تقسیم کیا، آپ ﷺ نے اسے بھی اس کا حصہ دیا جو اس کے ساتھیوں نے اسے دے دیا۔ اس نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: یہ تیرا حصہ ہے جو نبی ﷺ نے تیرے لیے مقرر فرمایا ہے۔ وہ یہ لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، کہنے لگا: یہ کیا؟ آپ نے فرمایا: ''میں نے تیرے لیے یہ حصہ مقرر کیا ہے۔'' وہ کہنے لگا: میں نے اس لیے تو آپ کی اتباع نہیں کی بلکہ میں نے تو اس لیے آپ کی اتباع کی ہے کہ مجھے اس جگہ تیر لگے اور اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا، پھر میں شہید ہو جاؤں اور جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو اللہ کے ساتھ سچا ہے تو اللہ بھی تیرے ساتھ سچا ہوگا۔'' (صحابہ) تھوڑا وقت ہی ٹھہرے، پھر وہ دشمن کے ساتھ لڑائی میں مصروف ہو گئے (وہ شہید ہو گیا) اسے اٹھا کر نبی ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو جس جگہ اس نے اشارہ کیا تھا اسے اسی جگہ تیر لگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ وہی ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''یہ اللہ کے ساتھ سچا تھا، اللہ نے اس کے ساتھ سچ کیا۔'' پھر اسے نبی ﷺ کے جبہ کا کفن دیا گیا، اسے (لحد میں) مقدم رکھا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ جس میں آپ کی دعا کے الفاظ صاف (سنائی) دیے۔

«اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِي سَبِيلِكَ فَقُتِلَ شَهِيْدًا أَنَا شَهِيْدٌ عَلَى ذٰلِكَ» ②

---

① صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الشهید: ۱۳۴۴؛ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا وصفاته: ۳۰ / ۲۲۹۶۔ ② سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الشهداء: ۱۹۵۳، قال الالبانی: صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ! تیرا یہ بندہ تیری راہ میں مہاجر بن کر نکلا اور شہادت کی موت پا گیا لہٰذا میں اس پر گواہ ہوں۔''

ان واقعات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایسے شہداء جو معرکہ میں شہید ہوں ان کی نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے۔ جبکہ بہتر یہی ہے کہ نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے، نہ انہیں غسل دیا جائے، نہ ان کا خون صاف کیا جائے اور نہ ان کے کپڑے ہی اتارے جائیں بلکہ انہیں کپڑوں میں لپیٹ کر انہیں دفن کر دیا جائے جن میں وہ شہید ہوئے۔

غائبانہ نمازِ جنازہ

ایسی نماز جنازہ جس میں میت ساتھ موجود نہ ہو، آدمی کسی جگہ فوت ہوا اور اسے وہیں دفن کر دیا گیا ہو خواہ اس کی نماز جنازہ وہاں پڑھی گئی ہو یا نہ پڑھی گئی ہو۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت نجاشی (شاہ حبشہ) کی وفات ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آج ایک نیک آدمی فوت ہو گیا ہے، تم اٹھو اور اپنے بھائی اصحمہ (نجاشی) کی نماز جنازہ پڑھو۔''①

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی، ہم نے آپ کے پیچھے صفیں بنائیں تو میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نجاشی کی وفات کی اطلاع دی، پھر آپ آگے ہوئے اور صحابہ نے آپ کے پیچھے صفیں بنائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیروں کے ساتھ (نمازِ جنازہ پڑھی)③

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

«صَفَّ بِهِمْ فِي الْمُصَلَّى»④

''آپ نے جنازہ گاہ میں ان کی صفیں بنائیں۔''

---

① صحیح البخاري، کتاب مناقب الانصار، باب موت النجاشي: ٣٨٧٧۔

② صحیح البخاري، کتاب المناقب الانصار، باب موت النجاشي: ٣٨٧٨۔

③ صحیح البخاري، کتاب الجنائز، باب الصفوف علی الجنازہ: ١٣١٨۔ ④ صحیح البخاري، کتاب مناقب الانصار، باب موت النجاشي: ٣٨٨١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیث بڑی وضاحت کے ساتھ ہے اور تقریباً حدیث کی تمام کتابوں میں مختلف الفاظ کے ساتھ موجود ہے کہ حبشہ کے بادشاہ اصحمہ المعروف نجاشی جو مسلمان ہو گئے تھے، وہ حبشہ میں فوت ہوئے لیکن ان کی نماز جنازہ آپ نے عام جنازوں کی طرح مدینہ منورہ میں پڑھائی۔

اتنی واضح حدیث کو محض قیاس آرائیوں، فقہی موشگافیوں اور نفس کی خواہشات و آرا سے جھٹلانا قطعی درست نہیں۔ جیسے یہ کہہ دینا کہ نجاشی کی میت سامنے لائی گئی تھی حالانکہ یہ ۹ ھ کا واقعہ ہے اور اس وقت مسلمان کثیر تعداد میں مدینہ منورہ میں موجود تھے لیکن کسی ایک نے بھی وہ میت نہیں دیکھی، یہ محض فاسد تاویلات ہیں جن کی صحیح احادیث کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک لمبی حدیث ہے جو انھوں نے نجاشی کے دربار میں قریش مکہ کے نمائندگان عمرو بن عاص اور عمارہ بن ولید کی سفارت کاری اور گفتگو کے متعلق کہی ہے۔ اس کے آخر میں فرماتے ہیں کہ نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الْقِسِّيسِينَ وَالرُّهْبَانِ، مَا يَزِيدُ هٰؤُلَاءِ عَلَى مَا تَقُولُونَ فِي ابْنِ مَرْيَمَ مَا يَزِنُ هٰذِهِ، مَرْحَبًا بِكُمْ، وَبِمَنْ جِئْتُمْ مِنْ عِنْدِهِ، فَأَنَا أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ وَأَنَّهُ الَّذِي بَشَّرَ بِهِ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَلَوْلَا مَا أَنَا فِيهِ مِنَ الْمُلْكِ، لَأَتَيْتُهُ حَتَّى أَحْمِلَ نَعْلَيْهِ، امْكُثُوا فِي أَرْضِي مَا شِئْتُمْ، وَأَمَرَ لَهُمْ بِطَعَامٍ وَكِسْوَةٍ، وَقَالَ: رُدُّوا عَلَى هٰذَيْنِ هَدِيَّتَهُمْ.[1]

”اے پادری اور گوشہ نشینوں کی جماعت! عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں جو تم کہتے ہو وہ اس سے اس تنکے کے برابر بھی زیادہ نہیں۔ (پھر مسلمان

---

[1] المستدرك للحاكم: ٣٢٠٨، وقال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، وقال الذهبي في التلخيص على شرط البخاري ومسلم؛ دلائل النبوة للبيهقي: ٢/٢٩٩، محقق دکتور عبدالمعطی قلعجی نے کہا قلت هذا اسناد صحيح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہاجرین سے کہا:) تمہیں مبارک ہو اور جس کے پاس سے تم آئے ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ (محمد ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور بے شک یہ وہی ہیں جن کی بشارت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دی تھی اور اگر میرا یہ بادشاہی کا معاملہ نہ ہوتا تو میں ان کے پاس جاتا اور آپ کے جوتے مبارک اٹھاتا۔ میری زمین میں تم جہاں چاہو ٹھہرو اور ان کے کھانے اور پینے (کے انتظام) کا حکم دے دیا اور کہا: ان دونوں (نمائندگانِ قریش) کے تحائف واپس کر دو۔"

یہ کیسے ممکن ہے کہ نجاشی نے تو اپنے پادریوں، راہبوں اور درویشوں کو مخاطب کر کے کلمہ پڑھا ہو اور وہ بھی ہجرت حبشہ کے وقت جب پہلے مہاجرین پہنچے تھے، اس کے کئی سال بعد مسلمانوں نے مدینہ منورہ ہجرت کی۔ ۹ ہجری میں نجاشی کا انتقال ہوا، حبشہ سے مدینہ کئی وفود آئے انہوں نے آپ ﷺ کی شادی ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا سے خود کرائی، خود نکاح پڑھا اور حق مہر بھی خود ادا کیا، پھر اس پورے قافلے کو دو کشتیوں میں باعزت سوار کر کے بھیجا لیکن کسی بھی فرد کو حبشہ میں ان کے اسلام لانے کا علم ہی نہ ہو سکا؟ تمام واقعات و حالات کو سامنے رکھیں تو اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی کہ وہ نہ صرف خود مسلمان ہوئے تھے بلکہ ان کا ایک اچھا خاصا حلقہ بھی مسلمان ہوا تھا۔ اس لیے یہ مفروضہ ہی سرے سے غلط ہے کہ انہوں نے اپنا اسلام لانا چھپایا ہوا تھا۔ انہوں نے اسلام کو چھپایا نہیں بلکہ ابتدا ہی میں اپنے پادری اور رہبان کے سامنے اس کا اعلان کر دیا تھا۔

یہی بات شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے:

"قُلْتُ وَلٰكِنْ مِنَ الْمَفْهُوْمِ اَنَّ النَّجَاشِيَّ اَسْلَمَ وَشَاعَ اِسْلَامُهُ وَوَصَلَ اِلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ وَكَرَّةٍ بَعْدِ كَرَّةٍ وَيَبْعُدُ كُلَّ الْبُعْدِ اَنَّهُ مَا صَلّٰى عَلَيْهِ اَحَدٌ مِنْ بَلَدِهٖ." [1]

لیکن یہ بات (واضح) معلوم ہے کہ نجاشی نے اسلام قبول کیا، اپنے اسلام کو

[1] عون المعبود، شرح سنن ابی داؤد، لشمس الحق عظیم ابادی.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام کیا اور مسلمانوں کے گروہ انہیں وقفے وقفے سے ملتے رہتے تھے، اس لیے یہ بہت بعید ہے کہ ان کی وفات پر کسی ایک نے بھی انکی نماز جنازہ نہ پڑھی ہو۔"

نجاشی کے ساتھی مسلمان ہو گئے تھے اس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

﴿ وَ اِذَا سَمِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○ وَ مَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ○ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ ①

اور جب وہ (قرآن) سنتے ہیں جو رسول کی طرف نازل کیا گیا ہے تو آپ دیکھتے ہیں کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہہ رہی ہوتی ہیں یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا۔ کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے لہٰذا ہمیں گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے اور ہمیں کیا ہے کہ ہم اللہ اور اس چیز پر ایمان نہ لائیں جو حق میں سے ہمارے پاس آئی ہے اور یہ طمع نہ رکھیں کہ ہمارا رب ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل کرے گا؟ تو اللہ نے اس کے بدلے میں جو انہوں نے کہا، انہیں ایسے باغات دیے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور یہی نیکی کرنے والوں کی جزا ہے۔"

اس آیت کے اولین مصداق وہ لوگ ہیں جن میں نجاشی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی شامل ہیں۔ جب مکہ میں مسلمان ہونے والے صحابہ ہجرت کر کے نجاشی کے ملک حبشہ میں گئے اور انہیں کفار مکہ کے سفیروں کی شکایت پر دربار میں بلایا گیا تو سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ

① المائدۃ: ۸۳ تا ۸۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان کے سامنے تقریر کی اور اس میں سورہ مریم کی تلاوت فرمائی جس میں مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ کا ذکر ہے تو نجاشی اور اس کے ساتھیوں کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور نجاشی مسلمان ہو گئے۔ ①

صرف نجاشی رضی اللہ عنہ ہی نہیں بلکہ ان کے ساتھی بھی مسلمان ہو گئے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین میں کچھ ایسے الفاظ ہیں: ((مَاتَ بِغَيْرِ اَرْضِكُمْ)) یا ((مَاتَ بِغَيْرِ بِلَادِكُمْ))

یعنی تمہاری زمین کے علاوہ کسی اور جگہ فوت ہوئے ہیں تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے باہر فوت ہوئے ہیں، وہ دور دراز کے شہروں میں جہاں تم ان کی نماز جنازہ کے لیے نہیں جا سکتے تھے، وہاں فوت ہوئے ہیں اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ باوجود اس بات کے کہ نجاشی اپنے ساتھی پادریوں اور درباریوں سمیت مسلمان ہو گئے تھے لیکن ابھی تک حبشہ اسلامی ریاست کا حصہ نہیں بنا تھا یہی وجہ ہے کہ اصحمہ نجاشی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جو نجاشی حکمران بنا وہ مسلمان نہیں تھا اور اسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دین قبول کرنے کے لیے اپنا مکتوب گرامی بھی بھیجا تھا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسری، قیصر، نجاشی اور ہر جبار (سرکش) کی طرف خط لکھے آپ انہیں اللہ کی طرح دعوت دیتے تھے اور یہ نجاشی وہ نہیں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھی تھی۔ ②

ترمذی، نسائی اور مسند ابی عوانہ میں یہ الفاظ ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے پہلے (یہ خط لکھے تھے)

یہ نجاشی یقینی طور پر اصحمہ نجاشی کے بعد والا نجاشی ہی ہے اور اسے یہ خط اصحمہ نجاشی کی وفات کے بعد (حبشہ کا حکمران بننے کے بعد) ہی لکھا گیا تھا۔

---

① تفسیر القرآن الکریم الحافظ عبدالسلام بھٹوی۔

② صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب کتب النبی ﷺ الی ملوك الکفار یدعوهم الی الله عزوجل: ٧٥ / ١٧٧٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح کچھ لوگ غائبانہ نمازِ جنازہ کو صرف نجاشی کے ساتھ خاص کرتے ہیں لیکن اس کی کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتے۔ صرف کسی کے کہنے سے خاص نہیں ہو جاتا۔ اس ضمن میں بیان کیے گئے تمام تر واقعات افسانے اور مفروضے ہیں جبکہ آپ ﷺ نے تو نجاشی کا جنازہ پڑھنے کا حکم صادر فرمایا۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب نجاشی کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا:

«صَلُّوا عَلَى اَخٍ لَكُمْ مَاتَ بِغَيْرِ اَرْضِكُمْ» قالو: من هو؟ قال: «النجاشی» ①

''اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھو جو تمہارے شہر (مدینہ) کے علاوہ دوسرے شہر میں) فوت ہوا ہے۔'' صحابہ نے عرض کیا کہ وہ کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ نجاشی ہے۔''

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

«فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَى اَخِيكُمْ اَصْحَمَةَ» ②

''اٹھو اور اپنے بھائی اصحمہ کی نماز جنازہ پڑھو!۔''

یہ آپ ﷺ کا حکم ہے اور حکم کو خاص کرنے کے لیے کوئی واضح دلیل چاہیے، صرف مفروضوں سے حکم کو خاص نہیں کیا جا سکتا۔

حقیقت یہی ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ آپ ﷺ نے پڑھا ہے اور عام مسلمان کا بھی پڑھا جا سکتا ہے لیکن یہ ضروری بھی نہیں کہ ہر ایک کی غائبانہ نمازِ جنازہ لازماً پڑھی جائے۔ اگر ضرورت محسوس ہو اور لوگ پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکتے ہیں۔

شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے اس نے بتایا جو نبی ﷺ کے ہمراہ تھا کہ وہ نبی ﷺ کے

---

① سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ماجاء الصلاة على النجاشي: ١٥٣٧، وقال الالباني: صحيح؛ مسند احمد: ١٥٢٩٢۔ ② صحيح البخاري كتاب مناقب الانصار، باب موت النجاشي: ٣٨٧٧؛ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب التكبير على الجنازة: ٢٢٥٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمراہ ایک الگ تھلگ قبر کے پاس سے گزرے تو آپ نے ان کی امامت کرائی اور انہوں نے آپ کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی۔

راوی کہتا ہے میں نے شعبی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آپ کو کس نے بتایا؟ تو انہوں نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے۔ ①

شعبی رحمہ اللہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کو دفن کرنے کے (کچھ عرصہ) بعد نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔ شعبی نے یہ بات ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کی۔ ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سیاہ مرد یا عورت مسجد کی صفائی کیا کرتا تھا وہ فوت ہو گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی موت کا نہ بتایا گیا۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا تذکرہ کیا اور فرمایا: ''اس انسان کا کیا ہوا؟'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو فوت ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے مجھے اس کی اطلاع کیوں نہیں کی؟'' لوگوں نے عرض کیا کہ وہ ایسے اور ایسے تھا (اس کی شان کو حقیر جانا)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم مجھے اس کی قبر بتلاؤ'' پھر آپ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ③

یہ تمام روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ میت کی غیر موجودگی میں بھی نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے جسے غائبانہ کہا جاتا ہے اور یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے ان مسلمان بھائیوں کو بغیر نماز جنازہ دفن کر دیا ہو۔

نماز جنازہ کون پڑھائے؟

اس بات کو سمجھنے کے لیے پہلے دلائل کو دیکھنا ہوگا:

سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ

① صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الصلاة على القبر بعد ما يدفن: ١٣٣٦۔

② صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب الصلاة على القبر: ٦٨ / ٩٥٤۔ ③ صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الصلاة على القبر بعد ما يدفن: ١٣٣٧؛ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب الصلاة على القب: ٧١/ ٩٥٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَوَاءً، فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً، فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً، فَأَقْدَمُهُمْ سِلْمًا، وَلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهِ، وَلَا يَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ» قَالَ الْأَشَجُّ فِي رِوَايَتِهِ: مَكَانَ سِلْمًا سِنًّا[1]

''قوم کی امامت وہ کرائے جو ان میں سب سے زیادہ اللہ کی کتاب پڑھا ہوا ہو، اگر وہ قرآن پڑھنے میں برابر ہوں تو ان میں سب سے زیادہ سنت کا عالم، اگر سنت میں بھی برابر ہوں تو ان میں سے پہلے ہجرت کرنے والا، اگر ہجرت میں بھی برابر ہوں تو ان میں سے پہلے اسلام قبول کرنے والا اور کوئی آدمی کسی دوسرے کی سلطنت (مسجد) میں امامت نہ کرائے اور نہ اس کے گھر میں اس کی نشست پر بغیر اجازت کے بیٹھے۔'' اشج نے اسلام کی بجائے عمر کا بیان کیا یعنی جو عمر میں بڑا ہو۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَحَدُهُمْ، وَأَحَقُّهُمْ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَؤُهُمْ»[2]

''جب تین لوگ ہوں تو ان میں سے کوئی ایک ان کی امامت کرائے اور ان کی امامت کا سب سے زیادہ حقدار وہ ہے جو ان میں سب سے زیادہ قرآن پڑھا ہوا۔''

سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم چند نوجوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم آپ کی خدمت میں بیس راتیں ٹھہرے، آپ بڑے رحیم اور نرم دل تھے۔ آپ کو جب محسوس ہوا کہ ہم لوگ اپنے گھر جانا چاہتے ہیں تو آپ نے ہم

---

[1] صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب من احق بالامامة: ٢٩٠/ ٦٧٣۔

[2] صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب من احق بالامامة: ٢٨٩/ ٦٧٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پوچھا: ''تم اپنے گھروں میں کس کس کو چھوڑ کر آئے ہو؟'' ہم نے آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: ''اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ جاؤ اور وہاں ان میں رہو، انہیں دین سکھاؤ اور انہیں حکم کرو کہ جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک اذان کہے اور جو تم میں عمر میں بڑا ہو وہ امامت کرائے۔'' ①

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ان کے ہاں باتیں کرتے رہے حتیٰ کہ نماز کا وقت ہو گیا تو ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ گئے جس پر سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً آپ جانتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ گھر والا آگے ہو۔ سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ نے معذرت کی تو ان دونوں میں سے کسی ایک کا غلام آگے ہوا۔ ②

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی، ہم نے آپ کے پیچھے صفیں بنائیں اور میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔ ③

ان احادیث کو سامنے رکھیں تو یہ مسئلہ اس طرح نکھرتا ہے کہ شریعت اسلامیہ میں دین اور دنیا کے الگ الگ امام نہیں۔ جو دین کا امام ہے وہی دنیا کا امام ہے۔اس لیے حاکم امامت کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔اسلامی حکومت میں حاکم ہی نماز کا امام ہوتا ہے۔ اگر اسلامی حکومت نہ ہو تو لوگوں کے مشورے سے بنے ہوئے امام کے اختیارات اسی امام کی طرح تصور ہوں گے، کسی اور امام کو یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی مسجد میں امام کی اجازت کے بغیر نماز پڑھائے۔ اگر کوئی بزرگ، بڑا عالم یا کوئی اور امام تشریف لائے تو وہ موجودہ امام کی اجازت سے نماز پڑھائے۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پیچھے والی حدیث میں موجود ہے کہ کوئی آدمی کسی دوسرے کی سلطنت میں امامت نہ کرائے۔ البتہ موجودہ امام کی اجازت سے کوئی دوسرا امام نماز پڑھا سکتا ہے۔

---

① صحیح البخاری، کتاب الجماعۃ والامامۃ، باب اذا استووا فی القرآن: ٦٨٥؛ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب من احق بالامامۃ: ٢٩٢ / ٦٧٤۔

② المعجم الکبیر للطبرانی: ٨٤٩٣، وقال نور الدین ہیثمی: ورجالہ رجال الصحیح۔ ③ صحیح البخاری: ١٣١٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے نماز جنازہ کا سب سے زیادہ حقدار امام ہی ہے جو بھی اس علاقے کی مسجد کا ہو یا پھر جس کے پیچھے وہ فوت ہونے والا نماز پڑھتا رہا ہو۔

ابو حازم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس دن سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما فوت ہوئے میں وہاں موجود تھا۔ میں نے سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کی گردن میں ٹھوکر لگاتے ہوئے فرما رہے تھے: آگے آیئے (اور نماز جنازہ پڑھایئے)

”فَلَوْ لَا اَنَّھا سُنَّةٌ مَا قَدَّمْتُكَ.“ ①

اگر یہ سنت نہ ہوتی تو میں آپ کو آگے نہ کرتا۔

حالانکہ ان کی آپس میں کوئی رنجش تھی۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد موجود تھی ان میں سے کسی ایک نے بھی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے فرمان کا انکار نہیں کیا۔ ②

سعید بن عاص رضی اللہ عنہ اس وقت مدینہ کے امیر (حکمران) تھے۔ ③

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اَلْاِمَامُ اَحَقُّ مَنْ صَلّٰی عَلَی الْجَنَازَةِ.“ ④

حاکم اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ جنازے کی نماز پڑھائے۔

صحابہ کی اس عظیم جماعت کی موجودگی میں یہ بات کہنا، پھر ان صحابہ کا تائید کرنا، کسی ایک کا بھی انکار نہ کرنا اور وہ بھی مدینہ منورہ میں تو یہ بات تو اجماع کے قریب پہنچتی ہے اور یہی حق ہے۔ خلافت اسلامیہ کی موجودگی میں تو کوئی دوسرا شخص حاکم کے سوا نہیں پڑھائے گا لہٰذا صرف حکمران ہی پڑھائے گا اور یہی سنت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ صحابی کا سنت کہنے کا مطلب ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

---

① المستدرك للحاكم: ٤٧٩٩، وقال: هذا حديث صحيح الاسناد، وقال الذهبي صحيح؛ المعجم الكبير للطبراني: ٢٩١٢_ ② شرح ابن بطال: ٣٤١١٥_ ③ مجمع الزوائد: ٤١٤٦_ ④ مصنف ابن ابي شيبة: ١١٣٠٥_

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کو نمازِ جنازہ پڑھانے کی وصیت کرنا

کوئی آدمی اس بات کی وصیت کر جائے کہ میری نماز جنازہ فلاں شخص پڑھائے خاص کر اس وقت جب امام وقت اچھا حکمران نہ ہو۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی کہ ان کی نماز جنازہ امام (مروان بن حکم) کے سوا کوئی اور پڑھائے۔ ①

ایک روایت کے الفاظ ہیں: ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی کہ ان کی نماز جنازہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ پڑھائیں۔ وہ اس بات سے خائف تھیں کہ کہیں ان کی نماز جنازہ مروان بن حکم نہ پڑھا دیں۔ ②

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میری نماز جنازہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ پڑھائیں۔ ③

اسی طرح کی دوسری روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ اپنی نماز جنازہ کی وصیت کیا کرتے تھے۔ خاص کر جب حاکم وقت اچھا آدمی نہ ہوتا۔ ان سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اصل حق حکمران کا ہے کہ وہ نمازِ جنازہ پڑھائے۔ کسی نیک اور صالح آدمی سے نماز جنازہ پڑھانے کی وصیت بھی کی جا سکتی ہے تو پھر وہی نماز جنازہ پڑھائے گا جس کے لیے وصیت کی گئی ہے۔

نماز جنازہ کہاں پڑھائی جائے؟

نماز جنازہ جنازگاہ میں پڑھائی جائے یا مسجد میں؟ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن نجاشی فوت ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی موت کی خبر دی۔ صحابہ کو ہمراہ لے کر جنازگاہ کی طرف نکلے، پھر ان کی صفیں بنائیں اور چار تکبیریں کہیں۔ ④

---

① السنن الکبری للبیھقی: ۶۸۹۸، وقال: ھذا اصح؛ مصنف ابن ابی شیبه: ۱۱۳۰۴۔ ② مصنف ابن ابی شیبة: ۱۱۲۹۹؛ المستدرك للحاکم: ۶۷۶۷۔

③ السنن الکبری للبیھقی: ۶۸۹۹۔ ④ صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الرجل ینعی الی اھل المیت بنفسه: ۱۲۴۵؛ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فی التکبیر علی الجنازة: ۶۲/ ۹۵۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجد نبوی سے باہر ایک جگہ خاص کی گئی تھی جسے مصلّی کہا جاتا تھا۔عیدین، استسقاء، جنازہ وغیرہ کی نمازیں وہیں پڑھائی جاتی تھیں۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بیٹے عباد بیان کرتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں لایا جائے تو وہ بھی اس کی نماز جنازہ پڑھ لیں۔لوگوں نے اس بات کا انکار کیا تو انہوں (عائشہ رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: کتنی جلدی لوگ بھول گئے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضاء کی نماز جنازہ مسجد میں ادا کی۔ ①

ایک اور روایت کے الفاظ اس طرح ہیں کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں: جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اسے مسجد میں لے آؤ تا کہ میں اس کی نماز جنازہ پڑھوں۔اس پر ان کا انکار کیا گیا تو (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) کہنے لگیں: اللہ کی قسم ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضاء کے دو بیٹوں سہیل اور اس کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں ادا کی۔ ②

ہشام بن عروہ اپنے باپ عروہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی تھی۔ ③

مطلب بن عبداللہ بن حنطب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ منبر کی جانب تھے (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی تھی) ④

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں ادا کی گئی۔ ⑤

ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور جنازہ (میت) مسجد میں منبر کی جانب تھا۔ ⑥

---

① صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی الجنازۃ فی المسجد: ۹۹/ ۹۷۳۔
② صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی الجنازۃ فی المسجد: ۱۰۱/ ۹۷۳۔ ③ مصنف ابن ابی شیبۃ: ۱۱۹۶۷۔ ④ مصنف ابن ابی شیبۃ: ۱۱۹۶۸؛ مصنف عبدالرزاق: ۶۵۷۶۔ ⑤ موطا امام مالک، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی الجنازۃ فی المسجد: ۷۸۳؛ مصنف عبدالرزاق: ۶۵۷۷۔ ⑥ فتح الباری، عون المعبود، سبل السلام، تحفۃ الاحوذی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے نماز جنازہ کھلی جگہ (جنازہ گاہ) میں بھی ادا کی اور مسجد میں بھی ادا کی ہے۔ نمازِ جنازہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی مواظبت و مداومت، جناز گاہ میں ہی ہے۔ آپ ﷺ نے اسی لیے نماز جنازہ پڑھنے کے لیے جناز گاہ مقرر کی ہوئی تھی۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر آئے جنہوں نے زنا کیا تھا تو انہیں مسجد کے قریب جناز گاہ کے پاس رجم کیا گیا۔ ①

ایک حدیث کے الفاظ ہیں:

《مِنْ حَيْثُ تُوْضَعَ الْجَنَائِزُ》 ②

''جہاں جنازے رکھے جاتے ہیں۔''

موضع الجنائز اور توضع الجنائز اسی بات کو واضح کرتے ہیں کہ جنازے پڑھنے کے لیے ایک جگہ مقرر تھی۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی فوت ہوگیا تو ہم نے اسے غسل دیا، کفن پہنایا، خوشبو لگائی اور ہم نے اسے رسول اللہ ﷺ کے لیے مقام جبریل کے قریب ایک جگہ میں رکھا جہاں جنازے رکھے جاتے ہیں، پھر ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع دی۔ ③

یہ اور اس طرح کی کئی احادیث اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ مسجد نبوی کے قریب ہی جنازوں کے لیے جگہ مقرر تھی جو صحابہ میں معروف تھی۔ اس لیے باہر جنازہ گاہ میں نمازِ جنازہ پڑھنا افضل ہے۔ ایک حدیث بیان کر کے لوگوں کو شبہ میں ڈالا جاتا ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

① صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الجنازة بالمصلی والمسجد: ۱۳۲۹، ٤٥٥٦۔ ② صحیح البخاری، کتاب الاعتصام، باب ماذکر النبی ﷺ: ۷۳۳۲۔ ③ المستدرك للحاکم: ۲۳٤٦؛ وقال: هذا حدیث صحیح الاسناد، وقال الذهبی: صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لیے کچھ بھی نہیں۔''[1]

اسی حدیث کو ایک اور متن سے ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس پر کوئی حرج نہیں۔''[2]

ان دونوں روایتوں کو اگرچہ بعض علما نے حسن قرار دیا ہے لیکن اصول حدیث کی رو سے یہ ضعیف ہیں، کیونکہ ان کی سند میں صالح بن نبہان مختلط راوی ہے۔

اور اسی کے اختلاط کی وجہ سے احادیث کے الفاظ میں تضاد نظر آتا ہے۔ جبکہ ان کی سند ایک ہی ہے اور سنن ابی داؤد والی روایت کے شواہد موجود ہیں جب کہ سنن ابن ماجہ والی روایت کے شواہد نہیں لہٰذا سنن ابی داؤد والی روایت کو ہی حسن سمجھا جائے گا۔

کن اوقات میں نمازِ جنازہ پڑھنا اور میت کو دفن کرنا ممنوع ہے؟

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین ایسی گھڑیاں (اوقات) ہیں کہ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں منع فرمایا کرتے تھے کہ ہم ان میں نماز پڑھیں یا اپنے مردوں کو قبر میں اتاریں۔ جب سورج طلوع ہو رہا ہو حتی کہ بلند ہو جائے، جب دوپہر کے وقت سورج سر کے اوپر ہو یہاں تک کہ وہ ڈھل جائے اور جب سورج غروب ہونے کے قریب ہو۔[3]

ان تین اوقات میں نمازیں پڑھنا منع ہے جن میں نماز جنازہ بھی شامل ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اوقات میں مردوں کو دفن کرنے سے منع فرمایا ہے۔

---

[1] سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ماجاء في الصلاة على الجنائز في المسجد: ١٥١٧ـ [2] سنن ابي داؤد، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الجنازة في المسجد: ٣١٩١ـ [3] صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الاوقات التي نهى عن الصلاة فيها، رقم: ٨٣١/٢٩٣ـ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجتماعی جنازے

اگر ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ جنازے جمع ہو جائیں اور ان جنازوں میں مرد، بچے اور خواتین بھی ہوں تو اجتماعی جنازے کے متعلق رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل کیا تھا؟

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بچے اور ایک عورت کا جنازہ حاضر کیا گیا تو بچے کو لوگوں کی طرف (پہلے) رکھا گیا اور عورت کو اس کی پچھلی طرف (بعد میں یعنی قبلے کی طرف) رکھا گیا تو ان دونوں کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور نمازِ جنازہ پڑھنے والوں میں سیدنا ابوسعید خدری، عبداللہ بن عباس، ابوقتادہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم تھے۔ میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا: یہ سنت ہے۔ [1]

نافع بیان کرتے ہیں کہ غالباً سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اکٹھے نو جنازے پڑھائے تو مردوں کو امام کے قریب کیا اور عورتوں کو قبلہ کی طرف، ان کی ایک ہی صف بنائی گئی۔ سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، ان کا اور ان کے بیٹے زید کا جنازہ اکٹھا رکھا گیا اور اس دن امامت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے کروائی اور لوگوں میں سیدنا عبداللہ بن عمر، ابوہریرہ، ابوسعید اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہم تھے اور لڑکے کو امام کے قریب رکھا گیا۔ ایک آدمی نے کہا: میں نے اسے عجیب خیال کیا تو میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس، ابوہریرہ، ابوسعید اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھ کر کہا: یہ کیا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: یہ سنت ہے۔ [2]

سیدنا حارث بن نوفل رضی اللہ عنہ کے غلام عمارہ بیان کرتے ہیں کہ وہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور ان کے بیٹے کے جنازے میں شامل ہوئے۔ لڑکے کو امام کے قریب رکھا گیا تو میں نے اس

---

① سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب اجتماع جنازة صبی وامرأة: ۱۹۷۹، وقال الالبانی: صحیح۔

② سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب اجتماع جنائز الرجال والنساء: ۱۹۸۰، وقال الالبانی: صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا انکار کیا (عجیب سمجھا) اور مقتدیوں میں سیدنا عبداللہ بن عباس، ابوسعید خدری، ابوقتادہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم تھے تو انہوں نے فرمایا: یہ سنت ہے۔ [1]

ان احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر ایک سے زائد جنازے اکٹھے ہو جائیں تو ایک ہی وقت ان کی نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے۔ ان کی ترتیب بھی بیان کر دی گئی ہے کہ مرد کی میت امام کی طرف اس کے آگے بچے اور عورتیں آخر میں قبلے کی طرف یا اگر مرنے والوں میں مرد نہ ہوں بلکہ بچے ہوں تو بچے امام کی طرف اور عورتیں قبلے کی طرف (پیچھے) رکھی جائیں گی اور یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ کوئی صحابی جب یہ فرماتا ہے کہ یہ سنت ہے تو اس سے مراد رسول اللہ ﷺ ہی کی سنت لی جاتی ہے۔

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب اذا حضر جنائز رجال ونساء من یقدم: ۳۱۹۳، وقال الالبانی: صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 4

نمازِ جنازہ کا طریقہ

باجماعت نماز جنازہ

نماز جنازہ باجماعت واجب ہے اور نمازوں کے لیے رسول اللہ ﷺ نے یہ قاعدہ بیان فرمایا ہے:

«صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي» ①

"نماز ایسے پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔"

لہٰذا ہمیں نماز جنازہ رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق ہی ادا کرنا ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے ساری عمر جتنے بھی جنازے پڑھائے وہ باجماعت ہی پڑھائے ہیں۔

جنازے میں نمازیوں کی کم سے کم تعداد

رسول اللہ ﷺ نے جو نماز جنازہ پڑھائی اس کے مقتدیوں کی کم از کم تعداد دو تھی جبکہ آپ ﷺ سمیت تین تھے۔

سیدنا عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب عمیر بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو بلایا۔ آپ تشریف لائے تو آپ نے ان کے ڈیرے پر اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور ابوطلحہ آپ کے پیچھے تھے، ام سلیم ابوطلحہ کے پیچھے تھیں، ان کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ ②

اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اگر نماز جنازہ میں دو مرد ہوں تو امام اور مقتدی برابر نہیں کھڑے ہوں گے بلکہ آگے پیچھے کھڑے ہوں گے خواہ ایک ہی مقتدی کیوں نہ ہو اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نماز جنازہ کسی ڈیرے یا کسی اور مقام پر بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

---

① صحيح البخاري، كتاب الاذان، باب الاذان للمسافر اذا كانوا جماعة والاقامة: ٦٣١ـ ② المستدرك للحاكم: ١٣٥٠، وقال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، وقال الالباني: على شرط مسلم؛ المعجم الكبير للطبراني: ٤٧٢٧ـ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمازِ جنازہ میں زیادہ سے زیادہ افراد ہونے چاہئیں

نماز جنازہ میں جتنے زیادہ افراد جمع ہوں اتنا ہی میت کے لیے نفع مند ہے لیکن یہ لوگ اللہ کی رضا کے لیے شامل ہوں اور خلوص دل سے اس میت کے لیے دعا کرنے والے ہوں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''کسی مسلمان کے جنازے میں چالیس ایسے آدمی شریک ہوں جو اللہ کے ساتھ ذرہ برابر بھی شرک نہ کرتے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس (میت) کے بارے میں ان کی شفاعت (سفارش) ضرور قبول فرماتے ہیں۔''[1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''ایسی میت جس کی نماز جنازہ مسلمانوں کی ایک جماعت پڑھے، جن کی تعداد سو ہو اور وہ اس کی سفارش کریں تو ان کی سفارش اس کے حق میں قبول کی جاتی ہے۔''[2]

یعنی چالیس ایسے افراد جو اللہ کے ساتھ کسی بھی قسم کا شرک نہ کرتے ہوں وہ جب کسی مسلمان میت پر اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور اس کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا ضرور قبول فرماتے ہیں اور پھر تعداد میں اضافہ کے ساتھ فرمایا کہ اگر سو مسلمان کسی مسلمان میت کے لیے مغفرت کی دعا کریں، اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوں اور اس کے لیے استغفار کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی سفارش کو میت کے حق میں قبول فرماتے ہیں۔

ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کے بارے میں گواہی

جب آدمی فوت ہوجائے تو اس کے بارے میں لوگ جو رائے دیں تو اللہ تعالیٰ وہی اس میت کے لیے واجب کردیتے ہیں۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب من صلی علیه اربعون شفعوا فیه: ٥٩/ ٩٤٨۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب من صلی علیه مائة فشفعوا فیه: ٥٨/ ٩٤٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک جنازے کے قریب سے گزرے، لوگوں نے اس کی تعریف کی (یعنی اس کے بارے میں اچھے کلمات کہے) تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی۔'' پھر ایک اور جنازے کے قریب سے گزرے تو لوگوں نے اس کی برائی کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا واجب ہوگئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی تم نے خیر کے ساتھ تعریف کی ہے اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے برائی کی ہے اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی۔ تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔'' ①

جناب ابو الاسود بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ میں آیا، (ان دنوں) وہاں بیماری پھیل گئی تھی۔ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا، لوگوں نے اس کی تعریف کی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ پھر ایک اور جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی تعریف کی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہوگئی، پھر تیسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی برائی کی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ ابو الاسود کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! کیا واجب ہوگئی؟ انہوں نے فرمایا: میں نے وہی کہا جو نبی ﷺ نے فرمایا تھا:

((اَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ اَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ))

''جس مسلمان کی چار آدمی نیکی اور بھلائی کے ساتھ تعریف کر دیں اللہ اسے جنت میں داخل کر دیں گے۔'' ہم نے کہا: اور تین تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور تین۔'' ہم نے کہا: اور دو تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''(ہاں!) اور دو۔'' پھر ہم نے آپ سے ایک کے بارے میں سوال نہیں کیا۔ ②

---

① صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب ثناء الناس على الميت: ١٣٦٧؛ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب فيمن يثنى عليه خيرا او شرا من الموتى: ٦٠ / ٩٤٩۔

② صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب ثناء الناس على الميت: ١٣٦٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوت شدگان کو برا بھلا کہنے کی ممانعت

جو مسلمان فوت ہو جائے، اسے برا بھلا نہ کہا جائے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوا اِلَی مَا قَدَّمُوا» ①

''مُردوں کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ جو انہوں نے آگے (عمل) بھیجا تھا وہ انہیں مل گیا۔''

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَتُؤْذُوا الْاَحْيَاءَ» ②

''تم مردوں کو گالیاں نہ دو، کیونکہ تم زندوں کو ایذا دو گے۔''

مردوں کو برا بھلا کہنے کی ممانعت کی وجوہات یہ بیان کی گئی ہیں کہ ایک تو وہ اپنے رب کے پاس جا چکے ہیں۔ ان کا معاملہ ان کے پروردگار کے ساتھ ہے تو ہمیں انہیں خواہ مخواہ گالیاں دے کر یا برا بھلا کہہ کر اپنے نامۂ اعمال کو خراب نہیں کرنا چاہیے۔ دوسرا یہ کہ مردوں کو گالیاں دینے سے اس کے ورثا جو کہ زندہ ہیں، انہیں تکلیف ہوگی اور ہو سکتا ہے کہ وہ اس کے ردّعمل میں کسی کو نقصان پہنچا دیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اس کے ردّعمل کے طور پر تمہارے زندوں کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۰۸ میں جھوٹے معبودوں کو گالیاں دینے سے منع فرمایا ہے کہ کہیں وہ تمہارے سچے اور برحق معبود کو گالیاں دینا نہ شروع کر دیں۔

اگر کسی کے افکار وخیالات یا ایسا کردار جسے سامنے نہ لانے سے امت میں فتنہ وشر پھیل رہا ہو یا پھیلنے کا اندیشہ ہو، لوگوں کے عقائد بگڑ رہے ہوں، شرک وبدعت کی اشاعت

① صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماینھی من سب الاموات: ۱۳۹۳۔ ② سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی الشتم: ۱۹۸۲، قال الالبانی: صحیح؛ مسند احمد: ۱۸۲۰۹، قال شعیب ارناؤط: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، وقال الھیثمی: ورجالہ رجال الصحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو رہی ہو تو اسے ضرور سامنے لایا جائے۔ جس طرح احادیث کے راویوں پر جرح وتنقید کی جاتی ہے اسی طرح مشرک وبدعتی لوگوں کے اعتقاد وقول وفعل کا احاطہ کرنا بھی ضروری ہے۔ میت کا صرف مذموم پہلو اجاگر کرنا چاہیے لیکن اس کی ذات کو گالیاں دینا یا برا بھلا کہنا بہرصورت درست نہیں۔

نمازِ جنازہ کے لیے وضو کرنا

نماز جنازہ سمیت کسی بھی نماز کے لیے وضو کرنے کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ [1]

”اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہونے لگو تو اپنے منہ کو اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھولو، اپنے سروں کا مسح کرلو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک (دھولو)۔“

اس آیت مقدسہ میں نماز کے لیے کھڑے ہونے کے لیے وضو کرنا فرض کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں بھی اسے فرض قرار دیا گیا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جو آدمی بے وضو ہو اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی حتی کہ وہ وضو کرلے۔“ [2]

صحیحین میں بالترتیب اس حدیث کے الفاظ ہیں: ((لا تقبل صلاة)) اور ((لا تقبل صلاة احدكم)) صحیح بخاری میں باب کے الفاظ ہیں: ”لا تقبل صلاة بغير طهور“ یعنی لفظ ”صلاة“ کو ہر جگہ نکرہ رکھا گیا ہے اور یہ عموم کے لیے ہے جس کا صاف اور واضح مطلب ومفہوم یہی ہے کہ ہر نماز کے لیے چاہیے وہ نماز کوئی بھی ہو، جیسے: عیدین، استسقاء، سورج و چاند گرہن یا جنازے کی ہو۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

---

[1] المائدة: ٦۔ [2] صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب لا تقبل صلاة بغير طهور: ١٣٥؛ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب وجوب الطهارة للصلاة: ٢/ ٢٢٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ» ①

''بغیر وضو کے کوئی نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ خیانت کے مال سے صدقہ۔''

ابو ملیح رحمہ اللہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''اللہ عزوجل خیانت کے مال سے صدقہ اور بغیر وضو کے کوئی نماز قبول نہیں فرماتے۔'' ②

انہی کی وضاحت وتشریح کرتے ہوئے الشیخ عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ ان الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں:

''وَقَدْ اَجْمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلَى اَنَّ الطَّهَارَةَ شَرْطٌ فِيْ صِحَّةِ الصَّلَاةِ الْمَفْرُوْضَةِ وَالنَّافِلَةِ وَالْحَدِيْثُ دَلِيْلٌ عَلَى وُجُوْبِ الطَّهَارَةِ لِصَلَاةِ الْجَنَازَةِ اَيْضًا لِاَنَّهَا صَلَاةٌ.'' ③

امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ نماز کی صحیح طور پر ادائیگی کے لیے طہارت (وضو) شرط ہے اور فرض ونفل نماز کے درمیان کوئی فرق نہیں اور یہ حدیث نماز جنازہ کے لیے بھی طہارت (وضو) کے وجوب کی دلیل ہے کیونکہ یہ بھی نماز ہے۔

پھر شیخ مبارکپوری رحمہ اللہ جنازہ کی نماز کے نماز ہونے پر دلائل دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ»

''جس نے جنازہ کی نماز پڑھی۔''

پھر فرمایا:

---

① صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب وجوب الطھارۃ للصلاۃ: ۲۲۴۔ ② سنن ابی داود، کتاب الطھارۃ، باب فرض الوضوء: ۵۹، قال الالبانی: صحیح؛ سنن ابن ماجۃ، کتاب الطھارۃ، باب لا یقبل اللہ صلاۃ بغیر طھور: ۲۷۱؛ سنن الترمذی (عن ابن عمر رضی اللہ عنہما)، کتاب الطھارۃ، باب ماجاء لا تقبل صلاۃ بغیر طھور: ۱، قال الترمذی: ھذا الحدیث اصح شیئ فی ھذا الباب۔ ③ تحفۃ الاحوذی شرح سنن الترمذی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«صَلُّوا عَلَى النَّجَاشِي»

"نجاشی کی نماز پڑھو۔"

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا نام ہی نماز رکھا ہے حالانکہ اس میں رکوع وسجود نہیں لیکن اس کے دوران دوسری نماز کی طرح کوئی کلام نہیں کرتا، اس میں تکبیر تحریمہ اور سلام بھی ہے۔ پھر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فعل ان الفاظ میں درج کیا ہے:

"كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يُصَلِّي اِلَّا طَاهِرًا."①

نمازِ جنازہ کے لیے صفیں بنانا

نماز جنازہ میں بھی دوسری نمازوں کی طرح صفیں بنانا ضروری اور فرض ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پر مواظبت اور مداومت ہے۔ خواہ دو مقتدی ہی کیوں نہ ہوں۔ جس طرح کہ نماز جنازہ باجماعت کے باب میں عمیر بن ابی طلحہ کی نماز جنازہ کا واقعہ تحریر کیا گیا ہے جس میں صرف دو ہی مقتدی تھے ایک مرد اور ایک عورت، دونوں کو الگ الگ دو صفوں میں کھڑا کیا گیا اور نجاشی کی نماز جنازہ پر بھی مقتدیوں کو صفیں بنانے کا حکم دیا گیا۔②

مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایسا کوئی مومن فوت ہوتا ہے جس پر مسلمانوں کی ایک جماعت تین صفوں میں نماز جنازہ پڑھے تو اس کے لیے واجب کر دیا جاتا ہے" یعنی اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور سیدنا مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ جب نمازِ جنازہ پڑھنے والوں کو کم جانتے تو ان کی تین صفیں بنا دیتے۔ سنن ترمذی میں الفاظ ہیں کہ مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ جب کسی جنازے پر نماز پڑھتے اگر لوگ کم ہوتے تو ان کے تین حصے (صفیں) بنا دیتے، پھر کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس پر تین صفوں میں نماز جنازہ پڑھی گئی تو اس کے لیے واجب کر دیا گیا۔"③

---

① تحفة الاحوذی لشیخ عبدالرحمن مبارکبوری، حدیث: ١۔ ② صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب التکبیر علی الجنازة اربعًا: ١٣٣٣۔ ③ سنن ابی داود، باب فی الصفوف علی الجنازة: ٣١٦٦؛ وقال الالبانی: ضعیف؛ سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الجنازة والشفاعة للمیت: ١٠٢٨؛ سنن ابن ماجة، ==>

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازے کی نماز پڑھائی اور آپ کے ہمراہ سات آدمی تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کو ایک صف میں اور دو کو ایک میں پھر دو کو ایک میں تقسیم کیا۔

یہ روایت طبرانی کبیر میں ہے، ہیثمی نے (اس روایت کے بارے میں) لکھا ہے:

"وفيه ابن لهيعة وفيه كلام۔"[1]

میں نے یہ بحث اس لیے لکھی ہے کہ اس باب میں کچھ بھی ایسا ثابت نہیں کہ آپ نے صف کی تعداد یا افراد کی تعداد کی حد بندی کی ہو۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہے اور نہ یہ ثابت کہ صفوں کو طاق بنایا جائے۔ یہ خود ساختہ اور من گھڑت مسائل ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف حالات میں صفوں کی تعداد مختلف رکھی ہے۔ دو بھی اور تین بھی اس لیے صفوں کی تعداد کو گنتی میں یا طاق عدد کی شرط میں محدود نہیں کیا جا سکتا۔

خواتین کا نماز جنازہ میں شریک ہونا

ایک حدیث کے الفاظ ہیں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے پیغام بھیجا کہ ان کے جنازے کو مسجد میں سے لے جاؤ تاکہ وہ بھی ان کی نماز جنازہ پڑھ لیں تو اسے ان کے حجروں کے آگے (روضة من رياض الجنة میں) رکھا گیا۔

انہوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھی، اس (جنازے کو) باب الجنائز کی طرف سے باہر نکالا گیا یعنی جو مسجد سے مقاعد کی طرف تھا اور لوگوں کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے اسے عیب جانا اور کہنے لگے کہ جنازے بھی مسجد میں داخل کیے جاتے ہیں؟ یہ بات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو پہنچی تو فرمانے لگیں کہ لوگ کیا عار محسوس کرنے لگے جس کا انہیں علم نہیں۔

<== كتاب الجنائز، باب ماجاء فيمن صلى عليه جماعة: ١٤٩٠، والحديث ضعيف۔

[1] المعجم الكبير للطبراني: ٧٧٨٥؛ مجمع الزوائد: ٤١٥٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے کہا کہ تعجب ہے! لوگ اتنی جلدی بھول گئے؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے بیٹے سہیل کی نماز جنازہ مسجد ہی میں پڑھی تھی۔ [1]

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر پردے کا معقول بندوبست ہو تو خواتین بھی نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں۔ جس طرح امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے نماز جنازہ پڑھی اور صحابہ میں سے ایک نے بھی ان کے نماز جنازہ پڑھنے پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور جو عیب والی بات ہے تو وہ مسجد میں نماز جنازہ کے متعلق تھی نہ کہ خواتین کے نماز جنازہ پڑھنے کے متعلق۔ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کا حوالہ دیا تو سب خاموش ہو گئے تو اس طرح یہ اجماع ہوا کہ خواتین بھی نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں۔

قبرستان میں نمازِ جنازہ پڑھنا

قبرستان میں قبروں کے درمیان نماز جنازہ پڑھنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (اس بات سے) منع فرمایا ہے کہ قبرستان کے درمیان نماز جنازہ پڑھی جائے۔ [2]

جبکہ نبی کریم ﷺ نے مسجد کی صفائی کرنے والے خادم کی نماز جنازہ اس کی قبر پر پڑھائی تھی، ان دونوں احادیث میں تطبیق یوں دی جائے گی کہ جنازہ حاضر ہو تو اسے قبرستان کے اندر رکھ کر اس کی نماز جنازہ پڑھنا درست نہیں۔ اگر میت موجود نہ ہو تو اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے۔

نمازِ جنازہ کے لیے امام کہاں کھڑا ہو؟

میت کو رکھنے کے بعد اور لوگوں کی صفیں باندھنے کے بعد امام کہاں کھڑا ہو؟

اس کا جواب یہ ہے کہ میت اگر مرد کی ہو تو امام اس کے سر والی جانب کھڑا ہوگا اور اگر عورت کی ہو تو امام درمیان میں کھڑا ہوگا۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی الجنازۃ فی المسجد: ۱۰۰/ ۹۷۳۔

[2] المعجم الاوسط للطبرانی: ۵۶۳۱؛ شیخ البانی نے الجامع الصحیح میں صحیح کہا ہے، علامہ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں: ۴۱۸۷؛ ذکر کرنے کے بعد لکھا: واسنادہ حسن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک عورت کی نماز جنازہ پڑھی جو نفاس کی حالت میں فوت ہوگئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس (میت) کے درمیان میں کھڑے ہوئے۔ ①

نافع ابو غالب روایت بیان کرتے ہیں کہ میں سِکّۃ المربد (جگہ) میں تھا، وہاں ایک جنازہ نکلا جس کے ساتھ بہت سے لوگ تھے، لوگوں نے کہا: یہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا جنازہ ہے تو میں بھی اس جنازے کے پیچھے چلا تو وہاں ایک آدمی تھا جس پر باریک چادر تھی، وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور اس کے سر پر کپڑے کا باریک ٹکڑا تھا جو اسے دھوپ سے بچا رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ زمیندار کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب جنازہ رکھا گیا تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ میں ان کے پیچھے تھا، میرے اور ان کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں تھی، وہ اس کے سر کے قریب کھڑے ہوئے، پھر چار تکبیریں کہیں، (نماز پڑھانے میں) نہ بہت دیر کی اور نہ بہت جلدی پڑھائی، پھر وہ بیٹھنے لگے تو لوگوں نے کہا: اے ابوحمزہ! (سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی کنیت) ایک انصاری عورت کا جنازہ ہے، پھر اسے قریب لائے، اس پر سبز چادر تھی تو (سیدنا انس رضی اللہ عنہ) اس کے کولہے کے سامنے کھڑے ہوئے۔ پھر اس کی نماز جنازہ مرد کی نماز جنازہ کی طرح پڑھی۔ علاء بن زیاد نے کہا: اے ابوحمزہ! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کی نماز جیسی نمازِ جنازہ پڑھاتے تھے، چار تکبیریں کہتے، مرد کے سر کے برابر اور عورت کی سرین کے برابر کھڑے ہوتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں! ②

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مرد کے جنازے کے لیے کھڑے ہوتے تو اس کے سر کے قریب کھڑے ہوتے اور جب کسی عورت کا جنازہ ہوتا تو اس کی چارپائی کے درمیان میں کھڑے ہوتے۔

---

① صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب این یقوم من المرأۃ والرجل: ۱۳۳۲۔

② سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب این یقوم الامام من المیت اذا صلی علیہ: ۳۱۹۴، وقال الالبانی: صحیح؛ سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب این یقوم الامام من الرجال والمرأۃ: ۱۰۳۴، قال الترمذی: حدیث حسن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمازِ جنازہ کھڑے ہو کر پڑھنا

رسول اللہ ﷺ نمازِ جنازہ کھڑے ہو کر پڑھاتے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی کھڑے ہو کر پڑھنے کا حکم فرماتے تھے۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا:

"بے شک تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے تو تم کھڑے ہو جاؤ اور اس کی نماز جنازہ پڑھو" آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہماری صفیں اس طرح بنائیں جس طرح جنازہ پر صفیں بنائی جاتی ہیں اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ ①

☆ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آج اللہ کا نیک بندہ اصحمہ فوت ہو گیا۔" تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے، ہماری امامت کروائی اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ ②

صحیح مسلم میں اسی مفہوم کی احادیث، ۶۶، ۶۷ / ۹۵۲ میں بھی ہیں۔

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے پیچھے ایک عورت کی نماز جنازہ پڑھی جو اپنے نفاس میں فوت ہو گئی تھی تو آپ ﷺ اس کے درمیان (کولہوں کے برابر) کھڑے ہوئے۔ ③

پچھلے باب میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے جنازہ پڑھانے کے متعلق حدیث گزر چکی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے کھڑا ہو کر نماز جنازہ ادا کرنے کا تذکرہ موجود ہے۔

تو ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نماز جنازہ کھڑے ہو کر پڑھتے اور پڑھاتے تھے، البتہ اگر کوئی شرعی عذر ہو تو بیٹھ کر بھی پڑھا جا سکتا ہے۔

---

① سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب الصفوف علی الجنازہ: ۱۹۷۵۔ ② صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب التکبیر علی الجنازہ: ۶۵/ ۹۵۲۔ ③ صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب این یقوم من المرأة والرجل: ۱۳۳۲؛ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب این یقوم الامام من المیت للصلاۃ علیہ: ۸۷/ ۹۶۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمازِ جنازہ کے لیے نیت کرنا

کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اس کی نیت کی جاتی ہے خصوصاً عبادات کا تعلق تو ہے ہی نیت سے۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے منبر پر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

«اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى...» [1]

''اعمال کا دارومدار محض نیتوں پر ہے اور ہر انسان کے لیے صرف وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔''

جس طرح کی اور جو بھی نیت کی جائے گی اسی طرح کا اجر وثواب ملے گا۔اگر نیت اللہ کی رضا کے لیے ہوگی تو اللہ تعالیٰ راضی ہوں گے، اگر نیت لوگوں کو دکھلانے کی ہوگی اورکسی کی خوشنودی مقصود ہوگی تو دنیا والے خوش ہو جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں ہوگی۔ اس لیے نماز جنازہ میں شامل ہونے کی نیت یہ ہونی چاہیے کہ بندہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لیے حاضر ہو، تبھی اس کا فائدہ میت اور خود پڑھنے والے کو ہوسکتا ہے۔

نیت کا تعلق صرف اور صرف آدمی کے دل سے ہوتا ہے اور نیت دل ہی سے کی جاتی ہے۔زبان سے نیت کے الفاظ کی ادائیگی نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اور نہ آئمہ کرام رحمہم اللہ سے ،لہٰذا اس سے بچنا چاہیے۔

نمازِ جنازہ میں تکبیرات کی تعداد

میت کو سب سے آگے قبلہ رخ کر کے اس طرح رکھا جائے کہ اس کا سرہانہ شمال کی طرف، پائنتی جنوب کی طرف ہو (مدینہ منورہ میں یہ شرقاً غرباً ہوگا) پھر اس کے پیچھے امام، میت (مرد وعورت) کی ترتیب سے قبلہ رخ کھڑا ہو۔ امام اور مقتدی قبلہ رخ ہو کر صف بندی کر کے کھڑے ہو جائیں۔

---

[1] صحيح البخاري، كتاب بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي الى رسول الله صلى الله عليه وسلم : ١ـ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز جنازہ بغیر اذان اور بغیر اقامت کے ادا کی جاتی ہے، اس نماز کی صرف اطلاع دی جاتی ہے۔ یہ نماز اکثر چار تکبیرات کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی وفات کے دن اس کا اعلان فرمایا اور لوگوں کو ساتھ لے کر جنازہ گاہ کی طرف گئے۔ صحابہ کی صف بندی کی اور اس پر چار تکبیریں کہیں۔ ①

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحمہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی تو (اس پر) چار تکبیریں کہیں۔ ②

شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گیلی (نئی) قبر کے قریب سے گزرے تو انہوں نے اس پر صفیں بنائیں اور چار تکبیریں کہیں۔ ابو اسحاق راوی کہتے ہیں کہ میں نے شعبی سے پوچھا: آپ کو کس نے بتایا؟ تو (شعبی نے) کہا کہ جو وہاں موجود تھے ان میں سے ثقہ نے جو کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ ③

ایک روایت کے الفاظ ہیں جو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیریں کہیں۔ ④

ابن ابی لیلی بیان کرتے ہیں کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں پر چار تکبیرات کہا کرتے تھے ایک جنازے پر انہوں نے پانچ تکبیریں کہیں تو میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے بھی کیا کرتے تھے۔ ⑤

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختلف جنازوں پر مختلف تکبیریں کہا کرتے تھے، چار، پانچ، چھ،

---

① صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب التكبير على الجنازة اربعا: ١٣٣٣؛ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب في التكبير على الجنازة: ٦٢/ ٩٥١۔ ② صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب التكبير على الجنازة اربعا: ١٣٣٤؛ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب التكبير على الجنازة: ٦٤/ ٩٥٢۔ ③ سنن ابى داود، كتاب الجنائز، باب التكبير على الجنازة: ٣١٩٦، قال الالبانى: صحيح۔ ④ سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ماجاء في التكبير على الجنازة اربعا: ١٥٠٤، قال الالبانى: صحيح ۔ ⑤ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب الصلاة على القبر: ٧٢/٩٥٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سات اور نو تک بھی مختلف روایات میں ہے۔سیدنا ابو وائل بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانے میں (نماز جنازہ کی) تکبیریں سات، پانچ اور چار ہوتی تھیں حتی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دور آ گیا تو انہوں نے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے اس بارے میں پوچھا تو (صحابہ میں سے) ہر کسی نے جو دیکھا تھا وہی بتلایا تو عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں چار تکبیروں پر جمع کیا، سب سے لمبی نماز یعنی نمازِ ظہر کی مانند۔ ①

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم میت پر پانچ اور چھ تکبیریں کہا کرتے تھے، پھر ہم چار تکبیروں پر جمع ہو گئے۔ ②

(یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو گیا تو اب چار تکبیریں کہنا ہی اجماع امت ہے۔)

کیا رفع الیدین ہر تکبیر کے وقت کرنا چاہیے؟

ہر تکبیر کے وقت رفع الیدین کے متعلق ایک روایت یہ ہے: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب کسی جنازہ پر نماز پڑھتے تو ہر تکبیر کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب پھرتے تو سلام کہتے۔ ③

اس مرفوع حدیث کے ساتھ موقوف بھی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے یعنی ان کا اپنا عمل بھی یہی ہے۔ ④

لہٰذا نماز جنازہ کی ہر تکبیر پر ہاتھ اٹھانا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ ہاتھ نہ اٹھانے کے بارے میں درج ذیل روایات ہیں جو کہ صحیح سند سے ثابت نہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازے پر تکبیر کہی پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو پہلی تکبیر میں اٹھایا اور دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھا۔ ⑤

یہاں باقی تکبیرات میں رفع الیدین کرنے یا نہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

---

① مصنف عبدالرزاق: ٦٣٩٥؛ مصنف ابن ابی شیبة: ١١٤٤٥۔ ② مصنف ابن ابی شیبة: ١١٤٣٦، ③ العلل الواردة فی الاحادیث النبویة للدارقطنی: ١٣/٢٢: ٢٩٠٨، صحیح۔ ④ مصنف ابن ابی شیبه: ١١٤٩٢؛ جزء رفع الدین للبخاری: ١١١، ١٠٩۔ ⑤ سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب رفع الیدین علی الجنازة: ١٠٧٧، اس کی ==>

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ جنازہ میں پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے، دوبارہ نہیں اٹھاتے تھے۔ ①

نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا

نماز جنازہ میں ہاتھ باندھنے کا تذکرہ الگ سے کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ (میرے مطالعہ کے مطابق) اسے دوسری نمازوں کے احکامات میں ہی شامل کیا جاتا ہے کہ جس طرح دوسری نمازوں مثلاً: فرض، نفل، عیدین، استسقاء وغیرہ میں ہاتھ باندھے جاتے ہیں تو اسی طرح نماز جنازہ میں بھی ہاتھ باندھے جائیں گے۔

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں کلائی پر رکھے۔ ابو حازم (راوی) کہتے ہیں کہ میں صرف یہ جانتا ہوں کہ اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے مرفوع بیان کیا جاتا ہے۔ ②

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا: جب نماز میں داخل ہوئے تو "اللّٰہ اکبر" کہا اور دونوں ہاتھ اٹھائے (راوی ہمام کہتا ہے) کانوں کے برابر تک، پھر اپنے کپڑے کو لپیٹ لیا، پھر اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھا۔ جب رکوع کرنے کا ارادہ فرمایا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کپڑے سے نکالا اور دونوں ہاتھوں کو اٹھایا، پھر "اللّٰہ اکبر" کہا، پھر رکوع کیا، پھر "سمع اللّٰہ لمن حمدہ" کہہ کر، اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا، پھر جب سجدہ کیا تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا۔ ③

==> سند میں یحییٰ بن یعلی الاسلمی کوفی شیعہ ہے وھو ضعیف من التاسعة، یزید بن سنان الرھاوی ضعیف من کبار السابعة اور خاص کر جب اس سے ابوفروہ بیان کرے تو بالکل ہی قابل قبول نہیں ہے۔ ابوفروہ بھی ضعیف ہے۔ تحفة الاحوذی وقال الشیخ مبارکپوری: حدیث ضعیف۔

① سنن الدارقطنی: ۱۸۳۲، اس کی سند میں فضل بن سکن راوی مجہول ہے جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے احکام الجنائز میں اس کی تصریح کی ہے۔ ② صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب وضع الیمنی علی الیسری: ۷۴۰۔ ③ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب وضع یدہ الیمنی علی الیسری: ۵۴/ ۴۰۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہم انبیا کی جماعت ہیں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنی سحریوں کو (آخری وقت تک) لیٹ کریں اور اپنی افطاریوں میں (وقت ہونے پر) جلدی کریں اور یہ کہ ہم اپنی نماز میں اپنے دائیں (ہاتھوں کو) بائیں (ہاتھوں) پر رکھیں۔'' ①

اس طرح کی بہت سی احادیث ہیں جن میں یہ واضح حکم اور عمل موجود ہے کہ نمازوں میں ہاتھ باندھے جائیں اور اس طرح باندھے جائیں کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر ہو۔

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر اپنے سینے پر رکھا۔ ②

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ مسجد میں تشریف لے گئے، پھر محراب میں داخل ہوئے، تکبیر کے لیے دونوں ہاتھ اٹھائے، پھر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر اپنے سینہ مبارک پر رکھا۔ ③

قبیصہ بن ہلب رحمہ اللہ اپنے والد ہلب طائی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے دائیں اور بائیں سلام پھیرتے تھے اور میں نے دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ سینے پر رکھتے تھے۔ یحییٰ راوی نے اس کی تفصیل بیان کی ہے کہ وہ اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پر جوڑ کے اوپر رکھتے تھے۔ ④

طاؤس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھتے، پھر ان دونوں کو اپنے سینے پر مضبوطی سے رکھ لیتے اور آپ نماز میں ہوتے۔ ⑤

---

① صحیح ابن حبان: ۱۷۷۰، وقال شعیب ارناؤط: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم؛ سنن الدارقطنی: ۱۱۰۶۔ ② صحیح ابن خزیمۃ: ۴۷۹۔ ③ سنن الکبری للبیھقی: ۲۳۳۵؛ المعجم الکبیر للطبرانی: ۴۹/۲۲۔ ④ مسند احمد: ۲۱۹۶۷۔ ⑤ السنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلاۃ: ۷۵۹، مرسل۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ نماز میں خواہ کوئی نماز ہو تو قیام میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا، پھر انہیں سینے پر باندھنا رسول اللہ ﷺ سے صحیح مرفوع متصل اسناد کے ساتھ ثابت ہے۔ یہ احادیث ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں۔

اس کے علاوہ اور کسی جگہ خصوصاً ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا صحیح سند کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

پہلی تکبیر کے بعد کیا پڑھا جائے؟

طلحہ بن عبداللہ بن عوف رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی تو انہوں نے سورۂ فاتحہ پڑھی، پھر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تاکہ لوگ جان لیں کہ یہ سنت ہے۔ ①

ایک روایت میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے الفاظ ہیں:

(نمازِ) جنازہ پر فاتحہ پڑھنا سنت ہے۔ ②

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں یہ سنت ہے کہ پہلی تکبیر میں ام القرآن (سورۂ فاتحہ) آہستہ پڑھی جائے، پھر تین تکبیریں کہی جائیں اور آخر میں سلام پھیرا جائے۔ ③

سعید بن ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ ہمیں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ پڑھائی تو سورۂ فاتحہ بلند آواز سے پڑھی، پھر فرمایا: میں نے بلند آواز سے اس لیے پڑھی تاکہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے۔ ④

---

① صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب یقرأ فاتحۃ الکتاب علی الجنازۃ: ۱۳۳۵۔
② سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب القرأۃ علی الجنازۃ بفاتحۃ الکتاب: ۱۰۲۶، وقال الالبانی: صحیح۔ ③ سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب الدعاء: ۱۹۹۱، وقال الالبانی: صحیح؛ السنن الکبری للبیھقی: ۷۲۰۹۔ ④ المستدرک للحاکم: ۱۳۲۳، وقال: ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم، وقد اجمعوا علی ان قول الصحابی سنۃ حدیث مسند ولہ شاھد باسناد صحیح اخرجہ البخاری۔ یعنی اس بات پر اجماع ہے کہ جب صحابی یہ کہہ دے کہ یہ سنت ہے تو وہ حدیث مسند (مرفوع) ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلحہ بن عبد اللہ بن عوف کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی تو انہوں نے فاتحۃ الکتاب اور ایک سورت بلند آواز سے پڑھی حتی کہ انہوں نے ہمیں سنائی تو جب فارغ ہوئے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر ان سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: "سُنَّةٌ وحَقٌّ" یہ سنت ہے اور حق ہے۔[1]

ان احادیث کی روشنی میں پہلی تکبیر کے بعد کی قرأت اس طرح واضح ہوتی ہے:

① نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد ثنا وغیرہ پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں، لہٰذا اس کا نہ پڑھنا ہی بہتر ہے۔

② سورۂ فاتحہ پڑھنا نماز جنازہ کا حصہ ہے اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ اگر ثنا کو فرض نماز پر قیاس کر کے پڑھا جاتا ہے تو سورۂ فاتحہ تو بالاولیٰ پڑھی جائے گی۔ اس کے بغیر تو نماز ہی نہیں ہوتی۔

③ کسی صحابی کا کہنا کہ یہ سنت ہے بقول امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اس بات پر اجماع ہے کہ اس سے مراد یہی ہے کہ یہ حدیث مسند (مرفوع) ہے اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا طریقہ سمجھا جاتا ہے۔

④ سورۂ فاتحہ کے بعد قرآن مجید کا کچھ حصہ پڑھا جائے۔

⑤ سورۂ فاتحہ کو بلند آواز سے بھی پڑھا جاتا ہے اور آہستہ بھی۔ دونوں طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

دوسری تکبیر کے بعد کیا پڑھا جائے؟

پہلی تکبیر کے بعد امام دوسری تکبیر کہے گا، پھر درود شریف پڑھے گا۔

ابوامامہ جناب سعید بن مسیب سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ تم فاتحۃ الکتاب پڑھو، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھو، پھر میت کے لیے خلوص نیت سے دعا کرو حتی کہ دعاؤں سے فارغ ہو جاؤ اور قرأت صرف ایک ہی

---

① سنن النسائي، كتاب الجنائز، باب الدعاء: ١٩٨٦، وقال الالباني: صحيح.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرتبہ کرو، پھر اپنے دل میں سلام پھیر لو۔ ①

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دوسری تکبیر کے بعد نبی ﷺ پر درود شریف پڑھا جائے گا، نماز جنازہ میں الگ سے کسی درود کا ذکر نہیں لہٰذا درود ابراہیمی جو نماز میں پڑھا جاتا ہے وہی پڑھا جائے گا۔

تیسری تکبیر کے بعد پڑھی جانے والی دعائیں

تیسری تکبیر میں میت کے لیے دعائیں پڑھی جائیں گی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ)) ②

''جب تم میت کی نماز جنازہ پڑھو تو اس کے لیے خلوص (نیت) کے ساتھ دعا کرو۔''

جنازے کی دعائیں لکھنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو اس لیے بیان کیا ہے تاکہ آدمی جب کسی میت کے لیے دعا کرے تو خلوص نیت کے ساتھ کرے۔ میت سے یہی ہمدردی ہے کہ آدمی خلوص کے ساتھ اور خالصتاً لوجہ اللہ اس کے لیے دعا کرے، لیکن یہ تبھی ممکن ہے جب یہ دعائیں یاد ہوں گی۔ اگر دعائیں یاد نہ ہوں اور آدمی صرف دکھلاوے کے لیے جنازہ پڑھنے آ جائے تو یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ ہم دنیاوی علوم حاصل کرنے کی تو بہت کوشش کریں لیکن اپنے والدین اور عزیز اقارب کے ساتھ آخری وقت میں دعائیں یاد نہ ہونے کی صورت میں ان کے ساتھ وفا نہ کر سکیں۔

مسنون دعائیں جو نبی ﷺ نے مختلف جنازوں پر مختلف اوقات میں پڑھی ہیں وہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سن کر یاد کر لیں، لہٰذا ہمیں بھی انہیں یاد کرنا چاہیے اور انہیں ہی پڑھنا چاہیے۔

---

① مصنف ابن ابی شیبة: ۱۱۳۷۹؛ مصنف عبد الرزاق: ٦٤٢٨؛ المستدرك للحاكم: ۱۳۳۱۔ (اس میں یہ اضافہ ہے کہ قراءت صرف پہلی تکبیر میں ہی کی جائے۔) ② سنن ابی داود، کتاب الجنائز باب الدعاء: ۳۱۹۹، وقال الالبانی: حسن؛ سنن ابن ماجة، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الدعاء فی الصلاة: ۱٤۹۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازے کی نماز پڑھی تو میں نے آپ ﷺ کی دعا (سن کر) یاد کر لی، آپ فرماتے تھے:

«اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، وَارْحَمْهُ، وَعَافِهِ، وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ، وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، وَأَعِذْهُ مِن عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ» ①

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (آپ نے اتنی دعائیں کیں) کہ میں نے آرزو کی کاش! یہ میت میں ہوتا۔

سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اے اللہ! اس (میت) کو معاف کر کے اس پر رحم فرما اور اس سے درگزر فرما۔ اس کی مہمان نوازی کر اور اس کی قبر کو کشادہ فرما اور اس کو پانی، برف اور اولوں کے ساتھ دھو دے، اسے گناہوں سے ایسے صاف کر دے جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے اور اسے اس کے گھر سے بہتر گھر، بہتر اہل اور بہتر بیوی عطا فرما اور اسے قبر کے فتنے اور جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما۔'' سیدنا عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کاش یہ میت میں ہوتا اور رسول اللہ ﷺ یہی دعائیں مجھ پر پڑھتے۔ ②

☆ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنازے کی نماز پڑھائی تو اس میں فرمایا:

«اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا، وَمَيِّتِنَا، وَصَغِيرِنَا، وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِيمَانِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، اَللّٰهُمَّ

① صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت: ۸۵/ ۹۶۳۔ ② صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الدعا للمیت: ۸۶/ ۹۶۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ» ①

ایک روایت میں ترتیب اور الفاظ اس طرح ہیں:

«اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا، وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا، وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا، اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِيمَانِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، اللَّهُمَّ لَاتَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ» ②

☆ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مسلمانوں میں سے کسی آدمی کی نماز جنازہ پڑھائی تو میں نے آپ کو سنا، آپ یہ فرماتے تھے: (دعا پڑھ رہے تھے)

«اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ، فَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ»

ایک راوی کے الفاظ یہ ہیں:

«فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ، فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ، اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ، اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ» ③

ایک روایت میں ہے:

«وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ» ④

اس کے بعد اَللّٰهُمَّ کے الفاظ نہیں ہیں۔

شارحین کہتے ہیں کہ فلان بن فلان کی جگہ میت کا نام اور اس کے باپ کا نام لیا جاسکتا ہے۔

---

① سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب الدعا للمیت: ۳۲۰۱، وقال الالبانی: صحیح۔
② سنن ابن ماجه، الجنائز باب الدعائ فی الصلاة علی الجنازة: ۱۴۹۸۔ ③ سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب الدعا للمیت: ۳۲۰۲؛ وقال الالبانی: صحیح۔ ④ سنن ابن ماجة، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الدعا فی الصلاة علی الجنازة: ۱۴۹۹، وقال الالبانی: صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ مروان نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز جنازہ کیسے پڑھتے ہوئے سنا؟ تو انھوں نے فرمایا کہ

(آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے:)

«اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبُّھَا، وَاَنْتَ خَلَقْتَھَا، وَاَنْتَ ھَدَیْتَھَا لِلْإِسْلَامِ، وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَھَا، وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّھَا وَعَلَانِیَتِھَا، جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْ لَھَا» ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز جنازہ پڑھتے تو آپ یہ دعا پڑھتے:

«اَللّٰھُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ، كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، إِنْ كَانَ مُحْسِناً فَزِدْ فِي إِحْسَانِهِ، وَإِنْ كَانَ مُسِيئاً فَاغْفِرْ لَهُ، وَلَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ» ②

☆ سیدنا یزید بن عبداللہ بن رکانہ بن مطلب رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے لیے کھڑے ہوتے تاکہ اس پر نماز پڑھیں تو آپ دعا کرتے:

«اَللّٰھُمَّ عَبْدُكَ، وَابْنُ أَمَتِكَ، احْتَاجَ إِلَى رَحْمَتِكَ، وَأَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِهِ، إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِي إِحْسَانِهِ، وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ» ③

مسنون اور ماثور دعائیں ہی پڑھنی چاہییں، یہی بہتر اور اولیٰ ہے اور انہی میں خیر و بھلائی ہے۔

---

① سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب الدعا للمیت: ٣٢٠٠؛ السنن الکبری للنسائی: ١٠٨٤٨۔ ② صحیح ابن حبان: ٣٠٧٣، وقال شعیب ارناؤط: اسناده صحیح علی شرط مسلم؛ مسند ابی یعلی: ٦٥٩٨؛ مجمع الزوائد: ٤١٦٣، وقال الهیثمی: رواه ابو یعلی ورجاله رجال الصحیح۔ ③ المستدرک للحاکم: ١٣٢٨، وقال: هذا اسناد صحیح۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز جنازہ سری یا جہری پڑھی جائے؟

نماز جنازہ بلند آواز سے پڑھنی چاہیے، زیادہ احادیث میں بلند آواز سے پڑھنا منقول ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے نماز جنازہ ہی میں رسول اللہ ﷺ سے دعائیں سن کر یاد کر لیں اور کئی احادیث میں بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ صحابہ کہتے ہیں: ہم نے آپ ﷺ کو نماز جنازہ میں فلاں فلاں دعا پڑھتے ہوئے سنا۔ یہ کہنا کہ بلند آواز سے دعائیں تعلیم کے لیے ہیں تو اس کی کوئی دلیل ہونی چاہیے۔ بغیر دلیل کے دعویٰ کا کوئی مطلب نہیں اور نہ چونکہ چنانچہ، اگر چہ مگر چہ اور حیلے بہانوں سے بات بنتی ہے۔

نماز جنازہ بلند اور آہستہ آواز دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے اور دونوں طریقوں سے پڑھنا نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔

نمازِ جنازہ کی دعاؤں میں ضمائر کی تبدیلی کرنا

نماز جنازہ میں اگر میت عورت ہو تو کیا دعاؤں کی ضمیریں مذکر سے مؤنث میں تبدیل کر لینی چاہئیں یا نہیں؟ اس بارے میں عرض ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم یا بعد کے آئمہ سے تو میرے علم کے مطابق ایسا کچھ بھی وارد نہیں کہ کسی نے ان ضمائر کو مؤنث میں تبدیل کیا ہو جب کہ انہیں بھی اس بات کا علم ہوتا تھا کہ یہ میت مرد کی ہے اور یہ عورت کی اور یہ کوئی ایسا مسئلہ بھی نہیں کہ جو آج پیدا ہوا ہے۔ ہمیں اس کے لیے اپنی عقل کے گھوڑے دوڑا کر قیاس واجتہاد کے چکروں میں نہیں پڑنا چاہیے کیونکہ قیاس واجتہاد ان مسائل کے لیے ہوتے ہیں جو نئے پیدا ہوئے ہوں اور اپنی علمی حیثیت کے مطابق سعی کے باوجود ان کا حل کتاب وسنت میں واضح نہ ہو لیکن یہ تو نماز جنازہ کا معاملہ ہے اور یہ عبادت ہے جو رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق اور ان الفاظ میں ہی ادا کرنی چاہیے۔ اسی لیے اس بات کو امام شوکانی رحمہ اللہ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

”وَلَا يُحَوَّلُ الضَّمَائِرُ الْمُذَكَّرَةُ اِلَى صِيْغَةِ التَّأْنِيْثِ اِذَا كَانَتِ الْمَيِّتُ اُنْثٰى لِاَنَّ مَرْجِعَهَا الْمَيِّتُ وَهُوَ يُقَالُ عَلَى

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الذَّكَرِ وَالْاُنْثٰی۔" ①

میت جب عورت ہو تو مذکر ضمائر کو مونث کے صیغے میں تبدیل نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان کا مرجع میت ہے اور وہ مرد اور عورت (دونوں کے لیے) بولا جاتا ہے۔

اسی حوالے سے شیخ عبدالرحمن مبارکپوری اور شیخ شمس الحق عظیم آبادی رحمہما اللہ نے اپنی اپنی تصانیف میں اس عبارت کو من وعن رقم کیا ہے۔ ②

لہٰذا بہتر و اولیٰ یہی ہے کہ ضمائر کو تبدیل نہ کیا جائے اور جہاں جو ضمائر ہیں وہی رکھی جائیں۔

نمازِ جنازہ میں بچے کے لیے دعا کرنا

میرے مطالعہ میں ایسی کوئی مرفوع متصل حدیث نہیں گزری جس میں صحیح سند کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بچے کے لیے کوئی الگ دعا مذکور ہو۔ اسے محدثین اس دعا کے ضمن میں ہی لائے ہیں جس میں صغیرنا وکبیرنا کے الفاظ ہیں۔ البتہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایسی دعائیں منقول ہیں، جیسے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایسے نفس جس نے کبھی کوئی خطا نہیں کی ہو، اس کی نماز جنازہ پڑھتے اور کہتے:

«اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَّفَرَطًا وَّذُخْرًا» ③

سعید بن مسیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے بچے کی نماز جنازہ پڑھی، جس نے کبھی بھی کوئی گناہ نہیں کیا تھا، میں نے انہیں سنا وہ کہہ رہے تھے:

«اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ» ④

حسن بصری سے منقول ہے کہ وہ بچے پر فاتحۃ الکتاب پڑھتے اور کہتے:

---

① نیل الاوطار للشوکانی، کتاب الجنائز، باب الدعا للمیت وما ورد فیہ۔ ② عون المعبود شرح سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب الدعا للمیت؛ تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی، کتاب الجنائز، باب مایقول فی الصلاۃ علی المیت۔ ③ السنن الکبری للبیہقی: ٦٧٩٤؛ شیخ البانی رحمہ اللہ نے احکام الجنائز میں حسن قرار دیا ہے۔ ④ مؤطا امام مالک: ٧٧٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّسَلَفًا وَاَجْرًا)) ①

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"وَلَا بَأْسَ فِي الْعَمَلِ بِهِ مِثْلَ هَذَا الْمَوْضِعِ اِنْ كَانَ مَوْقُوْفًا اِذَا لَمْ يُتَّخَذْ سُنَّةً بِحَيْثُ يُؤَدِّيْ ذٰلِكَ اِلَى الظَّنِّ اَنَّهُ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم." ②

ایسے موقع پر اس پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ یہ موقوف ہے لیکن اسے سنت نہیں بنایا جائے گا کیونکہ اس سے یہ گمان ہوگا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

چوتھی تکبیر

دعائیں پڑھنے کے بعد امام چوتھی تکبیر کہے اور اس کے بعد تھوڑا سا وقفہ کرے۔

امام ہجری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی اسلمی رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی نماز جنازہ ان کے ساتھ ادا کی۔ انہوں نے چار تکبیریں کہیں، پھر چوتھی تکبیر کے بعد کچھ وقت ٹھہرے، کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو سنا کہ وہ صفوں کے درمیان سے "سبحان اللّٰہ، سبحان اللّٰہ" کہہ رہے تھے۔

پھر سلام پھیرا اور فرمایا: تمہارا کیا خیال تھا کہ میں پانچویں تکبیر کہنے والا ہوں؟ لوگوں نے کہا: ہمیں اسی چیز کا خوف تھا۔ کہا: میں ایسا نہیں کرنے والا تھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار تکبیریں کہتے تھے، پھر ایک گھڑی رکتے تو جو اللہ تعالیٰ چاہتے وہ پڑھتے، پھر سلام پھیرتے۔ ③

الشیخ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

---

① صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب قرأة فاتحة الكتاب على الجنازة، تعليقا، قبل الحديث: ۱۳۳۵؛ مصنف عبدالرزاق: ۶۵۸۸؛ مصنف ابن ابی شیبة: ۲۹۸۳۸۔

② احکام الجنائز للشیخ الالبانی۔ ③ سنن ابن ماجة، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی التکبیر علی الجنازة اربعا: ۱۵۰۳، وقال الالبانی: حسن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى اسْتِحْبَابِ الدُّعَاءِ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الْآخِرَةِ قَبْلَ التَّسْلِيمِ وَفِيهِ خِلَافٌ وَالْأَرْجَحُ الْاِسْتِحْبَابُ لِهَذَا الْحَدِيثِ.“[1]

اس میں آخری تکبیر کے بعد دعا کرنے کے مستحب ہونے کی دلیل ہے اور اس میں اختلاف ہے اور اس حدیث کی رو سے مستحب ہونا راجح ہے۔

سلام پھیرنا

چوتھی تکبیر کے بعد تھوڑے توقف سے سلام پھیرنا مشروع ہے۔

☆ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین کام ایسے ہیں جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادا کیا کرتے تھے، لوگوں نے اسے چھوڑ دیا ہے ان میں سے ایک (نماز) جنازہ پر اسی طرح سلام پھیرنا ہے جس طرح (عام) نماز میں سلام پھیرا جاتا ہے۔[2]

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کتاب الجنائز میں کہا ہے ”اسنادہ حسن اور نماز میں دو سلام پھیرنے مشروع ہیں۔“

☆ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دائیں اور بائیں سلام پھیرتے ہوئے دیکھا حتی کہ میں نے آپ کے رخسار مبارک پر سفیدی دیکھی۔[3]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک طرف سلام پھیرنا منقول نہیں لہٰذا ایسا کوئی احتمال باقی نہیں رہتا کہ وہ ایک طرف سلام پھیرنے کے قائل تھے۔ نماز جنازہ میں ایک سلام کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی تو آپ نے چار تکبیریں کہیں اور ایک سلام کہا۔[4]

تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ نماز جنازہ میں سلام دونوں طرف پھیرا جائے گا لیکن اگر ایک طرف بھی سلام پھیرنے پر اکتفا کر لیا جائے تو یہ بھی جائز ہے۔

---

① عون المعبود شرح سنن ابی داود، کتاب الجنائز۔ ② السنن الکبری للبیہقی: ۷۲۳۹۔ ③ صحیح مسلم: ۱۱۹/ ۵۸۲۔ ④ سنن الدارقطنی: ۱۸۱۷؛ المستدرک للحاکم: ۱۳۳۲؛ السنن الکبری للبیہقی: ۶۹۸۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز جنازہ کے بعد دعا

سلام پھیرنے کے ساتھ ہی آدمی نماز جنازہ سے فارغ ہو جاتا ہے۔اس کے فوراً بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا مانگنا نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ سے ثابت نہیں بلکہ آئمہ کرام سے بھی مروی نہیں۔نماز جنازہ کے احکامات کے متعلق کتب احادیث وکتب فقہ بھری پڑی ہیں لیکن ان میں سے کسی بھی جگہ یہ درج نہیں کہ نماز جنازہ سے سلام پھیرنے کے بعد دفن سے پہلے ایک دفعہ پھر ہاتھ اٹھا کر یا ویسے اجتماعی دعا کی جائے۔یہ دین میں خود ساختہ طریقہ ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ اَحْدَثَ فِي اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ» ①

''جس نے ہمارے معاملے(دین) میں نیا کام نکالا جو اس میں سے نہیں تھا تو وہ مردود ہے۔''

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ» ②

''جس نے ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے۔''

قیامت کے دن بھی بدعتی لوگ دھتکارے جائیں گے اور نبی ﷺ کی شفاعت اور حوض کوثر کے پانی سے جو آپ ﷺ کے ہاتھوں پلایا جائے گا تو یہ لوگ نہ صرف محروم ہوں گے بلکہ دھتکار دیے جائیں گے۔

خود ساختہ باتوں اور کاموں کو دین میں شامل کر کے نیکی کے نام پر دین کا حلیہ نہ بگاڑا جائے۔کیونکہ ہمیشہ کسی کام کو اچھا اور نیک سمجھ کر کرنا ہی بدعت کہلاتا ہے جبکہ وہ کام رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نہ کیا ہو۔اسے اپنی خواہشات اور آرا

---

① صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود: ٢٦٩٧؛ صحیح مسلم، کتاب الاقضیة، باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور: ١٧/١٧١٨۔ ② صحیح مسلم، کتاب الاقضیة، باب نقض الاحکام الباطلة: ١٨/١٧١٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق اچھا کہہ کر اور اچھا سمجھ کر کر لینا اور دیگر لوگوں کو بھی اس کی ترغیب دینا دراصل یہ تصور دیا جاتا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ ہمیں نعوذ باللہ مکمل دین نہیں دے کر گئے تو یہ لوگ اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

نمازِ جنازہ سے سلام پھیرنے کے بعد کے اذکار

نماز جنازہ کے سلام کے بعد کسی قسم کے اذکار وغیرہ کا تذکرہ میرے علم کے مطابق کسی حدیث میں نہیں۔ اسے عام نماز کی جماعت پر قیاس کیا جائے تو پھر بھی صرف ''اللّٰہ اکبر'' اور تین دفعہ ''استغفر اللّٰہ'' ہی کہا جا سکتا ہے۔ جب کہ سنت پر عمل کرنا ہی افضل اور اولیٰ ہے۔

نمازِ جنازہ میں بعد میں شامل ہونے والا کیا کرے؟

جو آدمی نماز جنازہ کی جماعت کے دوران اس وقت شامل ہو جب کچھ نماز پڑھی جا چکی ہو تو وہ کیا کرے؟ اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کچھ بھی مروی نہیں۔ لہٰذا اس مسئلہ کو عموم میں دیکھا جائے گا اور دیگر فرض نمازوں کے مسئلہ کی روشنی میں ہی اسے واضح کیا جائے گا۔ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا اَتَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا)) ①

''جب تم نماز کے لیے آؤ تو سکون کو لازم پکڑو، جو تم پا لو وہ پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے پورا کر لو۔''

ایک روایت میں ''فاتموا'' کی بجائے ''فاقضوا'' کے الفاظ ہیں۔ ②

---

① صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب قول الرجل فاتنا الصلاۃ: ٦٣٥، ٦٣٦؛ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب اتیان الصلاۃ بوقار وسکینۃ والنھی عن ایتانھا سعیا: ١٥١ / ٦٠٢۔ ② سنن النسائی، کتاب الصلاۃ، باب السعی الی الصلاۃ: ٨٦١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا جس طرح فرض نمازوں کی جماعت میں اگر کوئی آدمی بعد میں شامل ہوتا ہے تو وہ اس نماز کو امام کے سلام پھیرنے کے بعد مکمل کرتا ہے، حدیث کے عموم پر عمل کرتے ہوئے اگر کوئی نماز جنازہ میں جماعت شروع ہونے کے بعد شامل ہو تو جو اسے میسر ہو وہ باجماعت پڑھ لے اور جو رہ جائے اسے بعد میں مکمل کر لے۔

جنازے سے واپسی پر ورثا سے اجازت لینا؟

اگر کوئی شخص نماز جنازہ پڑھنے کے بعد تدفین کے لیے ساتھ نہ جائے تو اسے جانے کے لیے میت کے ورثا سے اجازت کی ضرورت ہے یا نہیں؟ نبی ﷺ سے اس بارے کچھ بھی منقول نہیں، لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال و افعال کو دیکھا جائے گا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول ان الفاظ میں رقم کیا ہے:

"إِذَا صَلَّيْتَ فَقَدْ قَضَيْتَ الَّذِي عَلَيْكَ."[1]

سند کے ساتھ اسے مصنف عبد الرزاق کتاب الجنائز، رقم ۶۵۲۶، مصنف ابن ابی شیبہ، رقم: ۱۱۵۲۷، میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے:

"إِذَا صَلَّيْتَ عَلَى الْجِنَازَةِ فَقَدْ قَضَيْتَ الَّذِي عَلَيْكَ فَخَلِّ بَيْنَهَا وَبَيْنَ أَهْلِهَا."

جب تو نے نماز جنازہ پڑھ لی تو (میت کا) جو حق تھا وہ تو نے ادا کر دیا، لہٰذا اس (میت) اور اس کے گھر والوں کے درمیان سے الگ ہو جا۔

ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے واحد کی بجائے جمع کی ضمیریں ذکر کی ہیں، مثلاً: صلّیت کی جگہ صلّیتم۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ لوٹ جائے اور ان کی اجازت کا انتظار نہ کرے۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول و عمل انھی الفاظ میں درج ہے:

"فَخَلِّهَا وَأَهْلَهَا"

تم اس (میت) اور اس کے گھر والوں کو چھوڑ دو۔

[1] صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب اتباع الجنائز، تعلیقاً، قبل الحدیث: ۱۳۳۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عمل اس طرح درج ہے:

وہ جب نماز جنازہ پڑھ لیتے تو وہ اس وقت تک وہاں سے نہ اٹھتے جب تک انہیں اجازت نہ دے دی جاتی۔ ①

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اس وقت تک واپس نہ لوٹتے جب تک کہ انہیں اجازت نہ مل جاتی۔ ②

ان تمام روایات پر بحث کے بعد حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

"والذی علیہ معظم کثرۃ الفتوی قول حمید بن ھلال"

وہ جس پر فتوی زیادہ ہے وہ حمید بن ھلال کا قول ہے۔

یہ قول امام بخاری رحمہ اللہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فرمان کے ساتھ بھی ان الفاظ میں بیان فرمادیا ہے:

"وَقَالَ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ: مَا عَلِمْنَا عَلَى الْجَنَازَةِ إِذْنًا وَلٰكِنْ مَنْ صَلَّى، ثُمَّ رَجَعَ فَلَهُ قِيرَاطٌ" ③

ہمیں جنازے پر کسی اجازت کا علم نہیں لیکن یہ ہے کہ جس نے نماز جنازہ پڑھی، پھر لوٹ گیا تو اس کے لیے (ثواب) ایک قیراط ہے۔

یہ قول بیان کرکے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے مسئلے کو واضح کردیا ہے کہ صرف نمازِ جنازہ سے واپس پلٹ جانے والے کو ایک قیراط ثواب ملے گا اور تدفین کے بعد لوٹنے والے کو دو قیراط ملے گا۔ جہاں تک اجازت کا تعلق ہے تو گھر والوں سے اجازت لینا کوئی ضروری نہیں لیکن اگر کوئی مذکورہ صحابہ کے عمل پر عمل کرتے ہوئے اجازت لے لے تو کوئی حرج بھی نہیں۔ بہتر واولیٰ یہی ہے کہ وہ دفن کرنے تک وہیں رہے اور پورا اجر وثواب حاصل کرلے۔ و اللہ اعلم بالصواب۔

① مصنف عبد الرزاق: ٦٥٢١؛ مصنف ابن ابی شیبہ: ١١٥٣١۔ ② مصنف ابن ابی شیبہ، رقم: ١١٥٢٦؛ مصنف عبد الرزاق، رقم: ٦٥٢٢۔ ③ فتح الباری شرح صحیح البخاری۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 5

تدفین

اسلام سمیت تمام الہامی مذاہب میت کو زمین میں دفن کرتے ہیں۔ اسلام میت کو دفن کرنا واجب قرار دیتا ہے، وہ میت خواہ مسلمان کی ہو یا مشرک و کافر کی۔ ہندو تہذیب میں میت کو جلا دیا جاتا ہے۔

مردے کو زمین میں دفن کرنا فطرت ہے جسے خود اللہ تعالیٰ نے سکھایا ہے اور نہ صرف انسان بلکہ حیوان بھی لاش کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں جیسا کہ اس زمین پر جس نے بنی نوع انسان کا سب سے پہلا قتل کیا تھا اسے یہ سمجھانے کے لیے کہ بھائی کی لاش کو کیا کرنا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کوے کو بھیجا جس نے زمین کرید کر اسے یہ سمجھایا کہ اسے اس طرح زمین کے اندر دفن کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۭ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ﴾ (المائدۃ: ۳۱)

''اللہ تعالیٰ نے ایک کوے کو بھیجا جو زمین کریدنے لگا تاکہ اسے دکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو کس طرح چھپائے؟ (اس نے) کہا: ہائے میری بے کسی پر افسوس کہ میں اس کوے جیسا بھی نہیں کہ میں اپنے بھائی کی لاش چھپاؤں تو وہ نادم ہونے والوں سے ہو گیا۔''

اس آیت سے ظاہر ہے کہ زمین میں لاش چھپانے کا طریقہ خود اللہ تعالیٰ نے سکھایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام میتوں کو دفنایا اور یہ آپ کا مسلسل و مستقل عمل رہا ہے۔ بلکہ مسلمانوں کے باقاعدہ الگ قبرستان بنائے گئے جہاں مسلمان میتوں کو دفن کیا جاتا ہے۔

جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے افعال واقوال کو اس دور کے معاشرے کے مسائل کہہ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کا انکار کرتے ہیں ہوسکتا ہے وہ اسے بھی اس دور کا یا پہلے کا ایک طریقہ کہہ دیں لہٰذا اس پر عمل کرنا ضروری نہیں لیکن مسلمان اور رسول اللہ ﷺ کے متبعین آپ کے عمل مسلسل کو واجب گردانتے ہیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کا چچا گمراہی میں فوت ہو گیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ اپنے باپ کو چھپا (دفن کر) دو، پھر کسی سے کوئی بات کرنے سے پہلے میرے پاس آ جانا۔'' میں گیا تو میں نے انہیں دفن کیا اور آپ کے پاس آ گیا۔ آپ نے مجھے حکم دیا تو میں نے غسل کیا اور آپ نے میرے لیے دعا فرمائی۔ ①

یہ آپ ﷺ کے چچا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے والد ابو طالب کی میت کی بات ہے جسے آپ ﷺ نے دفن کرایا۔ ②

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا بدر کے پلید مشرک مقتولین کو ایک گڑھے میں پھینک کر چھپانا جیسا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے غزوہ بدر کے دن چوبیس سرداران قریش کو زمین میں گاڑنے کا حکم دیا جس پر وہ بدر کے گندے اور پلید کنوؤں میں سے ایک میں پھینک دیئے گئے۔ اور جسے اس کنویں میں نہیں پھینکا گیا اسے الگ سے مٹی اور پتھروں سے چھپا دیا گیا۔ ③

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے مشرک مقتولین کے بارے میں حکم دیا کہ یہ کنویں میں پھینک دیئے جائیں تو وہ اس میں پھینک دیئے گئے سوائے امیہ بن خلف کے کیونکہ اس کا جسم پھول کر زرہ سے چپک گیا تھا۔ انہوں نے اسی حالت میں اسے رکھا اور اس پر مٹی اور پتھر رکھ کر چھپا دیا۔ ④

---

① سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب الرجل یموت له قرابة مشرك: ٣٢١٤، وقال الالبانی: صحیح؛ سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب مواراة المشرك: ٢٠٠٨ ۔

② مسند ابی یعلی: ٤٢٣، وقال حسین سلیم اسد: صحیح۔ ③ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی جهل: ٣٩٧٦ ۔ ④ مسند احمد: ٢٦٣٦١، وقال شعیب ارناؤط: اسناده حسن؛ مجمع الزوائد: ١٠٠٢٤، وقال الهیثمی: ورجاله ثقات ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدترین مشرکوں اور کافروں کو اور ان مشرکوں کو جو آپ کے ہاتھوں میدان جنگ میں قتل ہوئے تھے ان کی لاشیں چھپا دیں انہیں کھلا نہیں چھوڑا۔ چونکہ مشرک اور کافر کی عزت وتوقیر اور تعظیم نہیں اس لیے انہیں ایسے ہی بدر کے گندے کنویں میں پھینک دیا گیا تا کہ ان کی لاشیں چھپ جائیں۔ رسول اللہ ﷺ کے اس مسلسل عمل کی وجہ سے میت کو دفن کرنا واجب ہے۔

مسلمانوں اور کافروں کا قبرستان الگ الگ ہونا چاہیے

مسلمانوں اور کافروں کے قبرستان الگ الگ ہونا ضروری ہے۔ مسلمان کو کافروں اور مشرکوں کے قبرستان میں اور کافر ومشرک کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا قطعاً جائز نہیں۔

بشیر مولیٰ رسول اللہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ جاہلیت میں ان کا نام زحم بن معبد تھا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی۔ آپ نے پوچھا: ''تیرا نام کیا ہے؟'' اس نے کہا: زحم۔ آپ نے فرمایا: ''بلکہ تو بشیر ہے۔'' وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ چلتے ہوئے مشرکوں کے قبرستان سے گزرا تو آپ نے فرمایا: ''یہ لوگ بڑی بھلائی (حاصل کرنے) سے پہلے چلے گئے۔'' یہ الفاظ آپ ﷺ نے تین دفعہ فرمائے۔ پھر مسلمانوں کے قبرستان کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''ان لوگوں نے بہت بھلائی پائی۔'' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دفعتاً ایک شخص کو دیکھا جو قبروں کے بیچ جوتیاں پہن کر چل رہا تھا، آپ نے فرمایا: ''اے جوتیوں والے تجھ پر افسوس ہے! اپنی جوتیاں اتار دے۔'' اس نے دیکھا تو پہچانا کہ نبی ﷺ ہیں پھر اس نے اپنی جوتیاں اتار کر پھینک دیں۔[1]

اس حدیث سے یہ واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مشرکوں کے قبرستان الگ اور مسلمانوں کے قبرستان الگ تھے۔

ایک حدیث جو پہلے بھی بیان ہو چکی ہے جس میں وصیت میں زیادتی اور ناانصافی

---

[1] سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب المشی فی النعلین فی القبور: ۳۲۳۰، وقال الالبانی: صحیح؛ سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب کراهیة المشی بین القبور فی النعال: ۲۰۵۰؛ سنن ابن ماجة، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی خلع النعلین فی المقابر: ۱۵٦۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والے کے بارے میں آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے:

«لَوْ شَهِدْتُهُ قَبْلَ اَنْ يُدْفَنَ لَمْ يُدْفَنْ فِيْ مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ» [1]

''اگر میں اس کے دفن ہونے سے پہلے حاضر ہو جاتا تو اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جاتا۔''

مشرکوں، کافروں اور مسلمانوں کا قبرستان مشترک نہیں ہو سکتا۔ مشرک کافر اللہ کے بدترین دشمن اور کئی معبودوں کے بچاری ہیں۔ انھیں اللہ تعالیٰ نے رسوا کیا ہے اور مسلمان ایک اللہ کی بندگی کرنے والے، جنھیں امام کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی ہونے کا شرف حاصل ہے تو خبیث اور طیب، پاک اور پلید، برابر کس طرح ہو سکتے ہیں؟ اور مسلمانوں کو کسی بھی صورت میں ایسے قبرستان میں دفن نہیں کیا جا سکتا ہے جو مشترک ہو۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسا قبرستان بنانا ہی حرام ہے اور اگر کسی وجہ سے قبریں مشترک ہو گئی ہوں تو وہاں مسلمان میت کو دفن کرنا قطعاً جائز اور روا نہیں ہے۔ مشترک تو الگ بات ہے اتنے قریب قریب قبرستان ہونا کہ ان کا آپس میں ایک ہو جانے کا خدشہ ہو درست نہیں۔ کجا یہ کہ قبریں ایک دوسرے سے مل کر اس طرح ہو گئی ہو کہ یہ شناخت ہی نہ ہو کہ مسلمانوں کی قبریں کون سی ہیں اور کافروں، مشرکوں کی کون سی ہیں۔ خواہ چند قبریں ہی ایسی ہوں۔ تو یہ تو بالاولیٰ حرام ہے۔ ایسے قبرستان میں مسلمان میت کو قطعاً دفن نہیں کرنا چاہیے جب تک کہ ان کی الگ الگ حد بندی نہ کر دی جائے اور وہ بھی کم از کم اس طرح کہ دونوں قبرستان واضح اور نمایاں طور پر الگ الگ نظر آئیں اور ان کے درمیان واضح حد فاصل ہو۔ اگر چار دیواری بنانی ہو تو وہ بھی الگ الگ بنائی جائے ان کی بیرونی چار دیواری مشترکہ بنا کر اندر ان کی الگ الگ شناخت بنا دینا بھی جائز نہیں ہیں۔ اپنے بزرگوں کو فوت ہونے کے بعد ان کافروں اور مشرکوں سے الگ رکھنا ہو گا۔ ایسے قبرستان جو کسی بھی وجہ سے آپس میں مل گئے ہوں، خواہ ان کی اطراف کی چند قبریں ہی کیوں نہ ملی ہوں۔ ایسے قبرستانوں میں مسلمانوں کو اپنے مردے دفن نہیں کرنے چاہئیں یہ حرام ہے کہ مشرک،

---

[1] سنن ابی داود، کتاب العتق، باب فیمن اعتق عبدا لم یبلغھم الثلث: ۳۹۶۰، وقال الالبانی: صحیح الاسناد۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافر اور مسلمان، پلید اور پاک کس طرح ایک احاطہ میں برابر رہ سکتے ہیں۔ مسلمانوں اور کافروں و مشرکوں کے قبرستانوں کی الگ اور نمایاں علامات ہوں جن سے یہ پہچانا جائے کہ یہ قبرستان مسلمانوں کا ہے یا کافروں کا۔

مسلمان کی میت کو مسلمانوں ہی کے قبرستان میں دفن کرنا چاہیے

مسلمان کی میت کو مسلمانوں کے قبرستان میں ہی دفن کیا جاتا ہے، قبرستان سے باہر کسی مسلمان کو دفن نہیں کیا جاتا۔ یہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول رہا ہے اور آپ نے ہمیشہ میتوں کو قبرستان میں ہی دفن کیا ہے اور کبھی کسی میت کو قبرستان سے باہر دفن نہیں کیا۔

شہید کو باہر دفن کیا ہے وہ اس لیے کہ ان کا حکم ہی یہ ہے کہ شہید جہاں شہید ہوا سے وہیں دفن کیا جائے اور اسے کسی بھی دوسری جگہ منتقل نہ کیا جائے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن ہم اپنے مقتولین کو اٹھا لائے تھے تاکہ ہم انہیں دفن کر دیں تو رسول اللہ ﷺ کا منادی آ گیا اس نے کہا: بے شک رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ مقتولین کو ان کی قتل گاہوں (جہاں وہ شہید ہوئے) میں دفن کرو، لہٰذا ہم انہیں واپس لے گئے۔ ①

یہ حدیث پہلے بھی بیان کی گئی ہے تو شہید کو یہ استثنیٰ حاصل ہے اور ان کے لیے یہ حکم ہے کہ انہیں ان کی شہادت گاہوں میں ہی دفن کرو۔ کوئی انتہائی مجبوری ہو جیسے آدمی کسی سفر میں ہو اور قبرستان قریب نہ ہو یا بلاد شرک میں آدمی فوت ہو جائے تو ایسی حالت میں استثنیٰ ممکن ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو الگ دفن کرنا یہ آپ ﷺ کی خاصیت ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی روح پرواز کر گئی تو آپ ﷺ کے دفن کے بارے لوگوں میں اختلاف ہوا تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے جو بھی سنا اسے نہیں بھولا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

① سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی المیت یحمل من ارض الی ارض وکراهة ذلك: ۳۱٦۵، وقال الالبانی: صحیح؛ سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب این یدفن الشهید (مختصراً بدون القصة): ۲۰۰٦، ۲۰۰۷، سنن ابن ماجه: ۱۵۱٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ نے کسی نبی کو فوت نہیں کیا مگر ایسی جگہ پر جسے وہ پسند کرتے ہوں کہ انہیں اس جگہ میں دفن کیا جائے لہٰذا انہیں ان کے بستر کی جگہ پر دفن کر دو۔'' ①

تو اس لیے نبی ﷺ کو قبرستان سے الگ دفن کرنا یہ آپ کی خاصیت ہے اور آپ کی معیت میں شیخین سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو دفن کیا گیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو وصیت کی کہ مجھے ان کے ساتھ دفن نہ کرنا، مجھے میری صواحب کے ساتھ بقیع میں دفن کرنا (میں نہیں چاہتی) کہ میری اس سبب سے ہمیشہ تعریف ہو۔ ②

صواحب سوکنوں کو کہا ہے۔ کسی کو الگ دفن کر کے کسی جگہ پر قبضہ کرنا، مسلمانوں کے قبرستان سے الگ قبر بنا کر وہاں شرک کے اڈے بنانا یا کوئی اور مقصد جس میں کوئی شرعی مجبوری نہ ہو تو یہ بالکل درست نہیں ہے۔

میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا

آدمی جب فوت ہو جائے تو اس کی میت کو تدفین سے پہلے یا بعد میں ایک جگہ سے دوسری جگہ، ایک شہر سے دوسرے شہر ملک سے دوسرے ملک منتقل کرنا ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں کچھ بھی ثابت نہیں۔

جہاں تک شہدائے احد کے بارے میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ حدیث ہے تو عام میتوں کو اس پر قیاس کرنا عجیب ہے کیونکہ وہاں تو حکم ہے کہ جہاں یہ شہید ہوئے ہیں ان کی شہادت گاہوں میں ہی دفن کیے جائیں لیکن کیا عام میت کو بھی اس کے فوت ہونے کی جگہ پر ہی دفن کیا جائے گا؟

عام میت کو قبرستان میں دفن کرنے پر امت کا اجماع ہے اور ایک قبرستان سے دوسرے قبرستان یا ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل کرنے کے لیے محض قیاسات ہی

---

① سنن الترمذی کتاب الجنائز: ماجاء فی دفن النبی ﷺ: ۱۰۱۸، وقال الترمذی: حدیث غریب، ولکن قال الالبانی: صحیح۔ ② صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قبر النبی ﷺ وابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما: ۱۳۹۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ کسی نے اس بارے میں یہ دلیل دی کہ اس بارے میں اصل یہ ہے: میت کو، اسی شہر میں دفن کیا جائے جہاں وفات ہوئی ہو۔ ①

جبکہ دوسروں نے کہا کہ میت کو منتقل کرنا اصل ہے اور اس بارے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار بھی نقل کئے ہیں۔ ②

ان سب کی بنیاد بعض صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم سے مروی کچھ آثار ہیں۔

داود بن قیس روایت کرتے ہیں: مجھے میری والدہ نے بیان کیا کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عقیق جگہ میں فوت ہوئے۔ (حدیث کا راوی) داود کہتا ہے کہ یہ جگہ (مدینہ منورہ سے) دس میل کے فاصلے پر تھی، وہ (داود کی والدہ) کہتی ہیں: میں نے دیکھا کہ انہیں لوگوں کی گردنوں پر اٹھایا ہوا تھا حتی کہ انہیں لایا گیا اور مسجد (نبوی) میں دارِ مروان والے دروازے کی طرف سے داخل کیا گیا۔ پھر انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے قریب حجروں کے صحن میں رکھا گیا پھر امام نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور عورتوں نے بھی امام کی نماز کے ساتھ نماز پڑھی۔ ③

اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ تو حدود مدینہ میں تھے اور انہیں بغیر سواری کے وہاں تک لایا گیا تھا اس لیے اس کا اس مسئلے کے جواز سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔

سعید بن عبدالعزیز کہتے ہیں کہ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو انہیں لایا گیا تا کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن کیا جائے۔ یعنی انہیں مدینہ منورہ میں دفن کیا جائے۔ ④

المبرد رحمہ اللہ محمد بن حبیب رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جنہیں قبر سے قبر کی طرف منتقل کیا گیا وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ⑤

غالباً یہ آپ کی شہادت کے جلدی بعد کا واقعہ ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ شہید فی المعرکہ بھی نہیں تھے اور نہ ہی موقع پر ہی شہید ہوئے تھے بلکہ زخمی ہوئے تھے اور

---

① شرح سنن ابی داود، لعبدالمحسن العباد۔ ② عون المعبود لشمس الحق عظیم آبادی۔ ③ السنن الکبری للبیھقی: ۷۰۷۳۔ ④ عون المعبود لشمس الحق عظیم آبادی بحوالہ ابن عساکر۔ ⑤ عون المعبود۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد میں شہید ہوئے۔ زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو عقیق سے مدینہ منورہ لایا گیا اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو جرف سے مدینہ منورہ لایا گیا۔ ①

منصور بن صفیہ اپنی والدہ سے بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی (عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما) وادی حبشہ میں فوت ہوئے تو انہیں وہاں سے (مدینہ منورہ) لایا گیا تو ہم ان (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) کے پاس تعزیت کے لیے آئے تو انہوں نے فرمایا: میں اپنے نفس میں کوئی ملال نہیں پاتی جو مجھے غمگین کردے مگر میری خواہش تھی کہ اسے اس کی جگہ (جہاں وہ فوت ہوئے تھے وہیں) پر دفن کیا جاتا۔ ②

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ فحل نامی جگہ میں فوت ہوئے تو (وفات سے پہلے) انہوں نے فرمایا کہ مجھے دریا کے پار دفن کرنا، پھر فرمایا: میں جہاں فوت ہو جاؤں وہیں دفن کر دینا۔ ③

اسی طرح کے اور بھی کئی آثار ہیں جن میں کچھ سنداً ثابت ہیں اور کچھ ثابت نہیں، لیکن ان سے بھی دونوں طرف کا رجحان سامنے آتا ہے۔لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ آدمی جہاں فوت ہو تو اسے اسی علاقے کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ اگر کوئی عذر پیش آجائے تو میت کو دفن کرنے سے پہلے یا بعد میں بھی منتقل کیا جا سکتا ہے۔آدمی اگر بلادِ شرک میں فوت ہو جائے تو پھر سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو سامنے رکھا جائے، جنہوں نے فرمایا تھا کہ مجھے دشمن کے جتنا قریب لے جا کر دفن کر سکو اتنا قریب لے جا کر دفن کرنا۔میت کو امانتاً دفن کرنے کا کوئی تصور اسلام میں نہیں۔صرف ایسی صورت جہاں کوئی انتہائی عذر ہو جیسے بلادِ شرک سمیت ایسے علاقے جہاں میت کی بے حرمتی کا خطرہ ہو یا کوئی سیلابی علاقہ ہو جہاں میت کے بہہ جانے کا اندیشہ ہو۔

علامہ عینی لکھتے ہیں: اس حدیث کی فقہ میں سے ہے کہ میت کو ایک شہر سے دوسرے شہر اور بستی سے شہر کی طرف منتقل کرنا مکروہ ہے اور اسی پر اہل علم متفق ہیں۔ ④

---

① السنن الکبری للبیھقی: ٧٠٧٤۔ ② السنن الکبری للبیھقی: ٧٠٧٢۔
③ السنن الکبری للبیھقی: ٧٠٧١۔ ④ شرح سنن ابی داود للعینی: ١٦٠٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی جگہ کو مقدس سمجھتے ہوئے یا کسی شخصیت کے احترام اور تعظیم میں میت کو دور دراز کے علاقوں میں لے جانا، کسی جگہ کو محترم و مقدس مان کر وہاں میت کو لے جانا یا کسی قبرستان کو خاص کر دینا خواہ وہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہوں، مناسب نہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایسا کچھ بھی منقول نہیں۔ سوائے ان تین مقدس مقامات کے جن کی طرف شد رحال (نیکی سمجھ کر سفر) کیا جا سکتا ہے۔ کسی مسجد یا جگہ کو اعلیٰ و افضل یا دوسری مساجد اور جگہوں سے زیادہ مقدس اور محترم سمجھتے ہوئے عبادت کے لیے سواریاں تیار کر کے سفر کرنا شد رحال کہلاتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تین مساجد کے علاوہ کسی اور کی طرف شد رحال نہیں کیا جا سکتا: میری یہ مسجد، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔''[1]

میت کو بھی کسی جگہ کے تقدس کے لیے وہاں پر لے جا کر دفن کرنا یا اس لیے کہ وہاں کوئی محترم شخصیت دفن ہے تو یہ اسی شدت رحال کی نہی کے ضمن میں ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ملک الموت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجے گئے، تو موسیٰ علیہ السلام نے انہیں ایک زور کا طمانچہ مارا اور ان کی آنکھ پھوڑ ڈالی۔ وہ واپس اپنے رب کے حضور پہنچے اور عرض کیا: یا اللہ! یہ تو نے مجھے کیسے بندے کی طرف بھیجا ہے کہ جو مرنا ہی نہیں چاہتا؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھ پہلے کی طرح کر دی اور کہا: دوبارہ جاؤ اور ان سے کہو کہ آپ اپنا ہاتھ ایک بیل کی پیٹھ پر رکھیے اور پیٹھ کے جتنے بال آپ کے ہاتھ تلے آ جائیں گے تو ہر بال کے بدلے آپ کو ایک سال کی زندگی عطا ہو گی۔ موسیٰ علیہ السلام تک جب اللہ کا یہ پیغام پہنچا تو آپ نے کہا: اے اللہ! پھر کیا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر بھی موت آنی ہے، موسیٰ علیہ السلام بولے: پھر ابھی کیوں نہ آ جائے؟ پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انہیں ایک پتھر کی دوری پر ارض مقدس سے قریب کر دیا جائے'' یعنی اگر پتھر کو پھینکا جائے تو وہ بیت المقدس تک پہنچ جائے۔

---

[1] صحیح البخاری، ابواب التطوع، باب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ: ١١٨٩، ١١٩٧؛ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المساجد الثلاثۃ: ٥١١ / ١٣٩٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میں وہاں ہوتا تو تمہیں ان کی قبر دکھاتا، وہ لال ٹیلے کے پاس (بیت المقدس کے) راستے میں ہے۔''①

ممنوعہ اوقات میں تدفین

ایسے اوقات جن میں نماز پڑھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اسی طرح ان اوقات میں میت کو دفن کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تین گھڑیاں ایسی ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں منع کرتے تھے کہ ہم ان اوقات میں نماز پڑھیں یا اپنے مردوں کو دفن کریں، جب سورج طلوع ہو رہا ہو یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے اور جس وقت ٹھیک دوپہر ہوتی کہ سورج ڈھل جائے اور جب سورج غروب ہونے کے قریب ہو یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔②

میت کو رات کے وقت دفن کرنا

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ کے صحابہ میں سے ایک کا ذکر کیا گیا جو فوت ہوا اور اسے نامکمل کفن دیا گیا اور اسے رات کو قبر میں اتارا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر جھڑکا کہ آدمی کو رات کے وقت قبر میں اتارا جائے حتیکہ اس کی نماز جنازہ پڑھ لی جائے سوائے اس صورت میں کہ انسان مجبور ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن پہنائے تو اسے اچھا (مکمل واعلیٰ) کفن پہنائے۔''③

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک ایسا انسان فوت ہو گیا جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیادت فرمایا کرتے تھے۔ وہ رات کو فوت ہوا تو (صحابہ رضی اللہ عنہم نے) اسے رات ہی میں دفن کر دیا جب صبح ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کو اس کی خبر دی، آپ نے فرمایا:

---

① صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب من احب الدفن فی الارض المقدسۃ اونحوھا: ۱۳۳۹۔ ② صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الاوقات التی نھی عن الصلاۃ فیھا: ۸۳۱/۲۹۳۔ ③ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب تحسین کفن المیت: ۹۴۳/۴۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تمہیں اس بات سے کس نے روکا کہ تم مجھے بتلاتے؟'' تو انہوں نے عرض کی کہ رات تھی اور ہم نے آپ کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا۔ آپ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ ①

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گزرے جسے رات کو دفن کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا: ''اسے کب دفن کیا گیا؟'' صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: رات کو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے مجھے اطلاع کیوں نہیں دی؟'' انہوں نے عرض کیا: ہم نے اسے رات کے وقت دفن کیا اور ہم نے اس بات کو ناپسند کیا کہ آپ کو جگائیں۔ تو آپ کھڑے ہوئے، ہم نے آپ کے پیچھے صفیں بنائیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں کے ساتھ تھا تو آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو قبر میں داخل ہوئے تو آپ کے لیے دیا جلایا گیا۔ آپ نے اسے قبلہ کی جانب سے پکڑا اور فرمایا: ''اللہ تجھ پر رحم کرے۔''

اور اس پر چار تکبیریں کہیں۔ ③

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کا علم بدھ کی رات کے آخری حصے میں اس وقت ہوا جب ہم نے پھاوڑوں کی آوازیں سنیں۔ ④

اسی طرح بہت سے جلیل القدر صحابہ بھی رات کو دفن ہوئے۔ ⑤

---

① صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الاذن بالجنازۃ: ۱۲۴۷۔ ② صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب صفوف الصبیان مع الرجال علی الجنائز: ۱۳۲۱۔ ③ سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب الدفن باللیل: ۱۰۵۷، قال الترمذی: حسن، وقال الالبانی: ضعیف، والحدیث حسن۔ ④ مسند احمد: ۲۶۰۴۶ وقال شعیب ارناؤط: حدیث محتمل للتحسین، اسی مفہوم کی روایت شمائل الترمذی میں بھی ہے جسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔ ⑤ فتح الباری، تحفۃ الاحوذی، عون المعبود، تھذیب سنن ابی داود وغیرھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح کی دیگر احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رات کو نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے اس بات پر جھڑکا ہے کہ نماز جنازہ کے بغیر ہی رات کو دفن کرنا یا کفن کا معقول بندوبست نہ کرنا درست نہیں۔

رات کو دفن کرنے کے لیے روشنی کا بندوبست کیا جا سکتا ہے اور یہ ان چراغوں میں شامل نہیں جنہیں قبروں پر رکھنے سے منع کیا۔

قبر کی کھدائی کرنا

اس بارے میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے فرمان وافعال کچھ اس طرح ہیں:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ احد کے دن مقتولین کے دو دو آدمیوں کو جمع کرتے، پھر فرماتے: ''ان میں سے قرآن کو زیادہ جاننے والا کون ہے؟'' تو ان دونوں میں سے جس کی طرف اشارہ کیا جاتا اسے آپ لحد میں آگے رکھتے پھر فرماتے: ''میں ان پر قیامت کے دن گواہ ہوں گا۔'' تو انہیں ان کی خون والی حالت ہی میں دفن کرنے کا حکم دیا گیا اور انہیں غسل بھی نہیں دیا گیا۔ ①

عامر بن سعد بن ابی وقاص رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے اس مرض میں جس میں وہ انتقال کر گئے، فرمایا تھا: میرے لیے لحد بنانا اور اس پر کچی اینٹیں لگانا جس طرح رسول اللہ ﷺ کے لیے قبر بنائی گئی۔ ②

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لحد ہمارے لیے ہے اور شق ہمارے غیر کے لیے ہے۔'' ③

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے لحد

---

① صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب اللحد والشق في القبر: ١٣٥٣_ ② صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب في اللحد ونصب اللبن على الميت: ٩٠/٩٦٦_ ③ سنن ابي داود، كتاب الجنائز، باب في اللحد: ٣٢٠٨، وقال الالباني: صحيح؛ سنن الترمذي، كتاب الجنائز، باب قول النبي ﷺ اللحد لنا والشق لغيرنا: ١٠٤٥، وقال الترمذي، حديث غريب حسن؛ سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ماجاء في استحباب اللحد: ١٥٥٤_

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور شق میں اختلاف کیا حتی کہ انہوں نے اس بارے میں کلام کیا اور ان کی آوازیں بلند ہونے لگیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شور نہ کرو چاہے وہ زندہ ہوں یا فوت ہو گئے ہوں یا اسی طرح کا کوئی کلمہ کہا۔ تو انہوں نے شق بنانے والے اور لحد بنانے والے (دونوں) کی طرف اکٹھے پیغام بھیجا۔ لحد تیار کرنے والا پہلے آ گیا، لہٰذا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد تیار کی، پھر آپ کو اس میں دفن کیا گیا۔ ①

اس حدیث کی مزید تشریح ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اہل مکہ کے لیے فرج (شق) بناتے تھے اور ابو طلحہ زید بن سہل اہل مدینہ کے لیے لحد تیار کرتے تھے۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کو بلایا، ان دونوں کو گردن سے پکڑا اور ایک سے فرمایا کہ تو ابو عبیدہ کی طرف جا اور دوسرے سے فرمایا کہ تو ابو طلحہ کی طرف جا، پھر دعا کی: اے اللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے (ان میں سے بہتر) اختیار فرما۔ ان دونوں میں سے جو بھی پہلے آئے گا وہی کھودے گا۔ ابو طلحہ کی طرف جانے والے آدمی کو ابو طلحہ مل گئے اور وہ انہیں لے آیا اور ابو عبیدہ کی طرف جانے والے کو ابو عبیدہ نہ ملے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد تیار کی گئی۔ ②

سیدنا ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ اے اللہ کے رسول! ہر انسان کے لیے قبر کھودنا ہمارے لیے بہت مشکل ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«احْفِرُوا وَأَعْمِقُوا وَأَحْسِنُوا وَادْفِنُوا الِاثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ»

''کھدائی کرو اور گہرا گڑھا کھودو اور اچھی طرح کھود کر دو دو یا تین تین (لوگوں) کو ایک قبر میں دفن کرو۔''

---

① سنن ابن ماجة، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الشق: ۱۵۵۸؛ ایک روایت عروۃ ثقفی سے ہے، مؤطا امام مالك، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی دفن الميت: ۷۹۱ ـ ② السنن الکبری للبیهقی: ۶۷۱۷؛ مسند احمد: ۲۳۵۷؛ مسند احمد وغیرہ کی روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن پہلے بیان کی گئی ابن ماجہ کی حدیث صحیح ہے اور یہ اس کی متابعت اور تشریح میں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے عرض کیا:

اے اللہ کے رسول ﷺ! کس کو آگے کریں؟ تو آپ نے فرمایا:

''جو قرآن زیادہ یاد رکھتا ہے، اسے آگے کرو۔''

سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا باپ اس دن تین میں ایک تھا جو ایک ہی قبر میں رکھے گئے تھے۔ ①

سیدنا ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن احد کی لڑائی ہوئی، کئی ایک مسلمان شہید ہوئے اور کئی ایک زخمی ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کھودو اور اچھی طرح کشادہ کرو اور ایک قبر میں دو دو، تین تین آدمیوں کو دفن کرو، جو قرآن زیادہ جانتا ہے اسے آگے کرو۔'' ②

لحد بغلی قبر کو کہا جاتا ہے۔ ایک مستطیل شکل کا گڑھا کھود کر اس کی قبلہ کی سمت میں ایک اور گڑھا بنانا یعنی اس گڑھے کی بغل میں ایک اور گڑھا بنانا لحد کہلاتا ہے۔

شق مستطیل گڑھے کے درمیان ایک گڑھا ہوتا ہے جسے شق کہتے ہیں۔

عہد رسالت میں دونوں طرح کی قبریں بنائی جاتی تھیں، لہٰذا لحد اور شق دونوں طرح کی قبر بنانا جائز اور درست ہے لیکن افضل لحد بنانا ہے۔

لحد کے منہ پر کچی اینٹیں رکھنی چاہئیں، کوئی اور چیز رکھنا اگرچہ جائز تو ہو سکتا ہے لیکن مسنون طریقہ کچی اینٹیں ہی ہیں۔

فائدہ: اللبن لبنة کی جمع ہے اور یہ لفظ مٹی سے بنائی ہوئی اینٹ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ایک ہی قبر میں ضرورت کے وقت یا مجبوری کے تحت دو یا تین افراد کو اکٹھے دفن کیا جا سکتا ہے۔ قبر کو گہرا اور کشادہ کھودنا چاہیے۔

---

① سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب مایستحب من اعماق القبر: ۲۰۱۱، وقال الالبانی: صحیح۔ ② سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی تعمیق القبر: ۳۲۱۵، وقال الالبانی: صحیح؛ سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی دفن الشهداء: ۱۷۱۳؛ سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب ما یستحب من توسیع القبر: ۲۰۱۱؛ سنن ابن ماجة، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی حفر القبر: ۱۵۶۰۔

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دفن کون کرے؟

اس بارے میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فرامین وافعال یہ ہیں:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا تو دیکھنا شروع کیا کہ جسم پر کوئی چیز وغیرہ تو نہیں تو مجھے کچھ نظر نہ آیا اور نبی ﷺ زندہ اور فوت ہونے کے بعد (دونوں حالتوں میں) پاکیزہ تھے اور باقی لوگوں کے علاوہ چار لوگ تدفین کے ذمہ دار تھے، علی، عباس، فضل اور آپ کا غلام صالح رضی اللہ عنہم۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے لحد تیار کی گئی اور اس پر (کچی) اینٹیں لگائی گئیں۔ ①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بقیع سے واپس تشریف لائے تو آپ میرے پاس آئے جبکہ میرے سر میں درد ہو رہی تھی اور میں کہہ رہی تھی: ہائے میرا سر! تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں بھی (اسی حالت میں ہوں) اے عائشہ! ہائے میرا سر۔'' پھر فرمایا: ''تجھے کیا نقصان؟ اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہو جائے تو میں تجھ پر کھڑا ہوں گا، میں خود تجھے غسل دوں گا، تجھے کفن دوں گا، تیری نماز جنازہ پڑھوں گا اور تجھے دفن کروں گا۔'' ②

سیدنا عبدالرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے (ام المومنین) سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پڑھی۔ آپ نے چار تکبیریں کہیں پھر ازواج النبی ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ اسے قبر میں کون اتارے گا؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یہ عجیب لگ رہا تھا کہ وہ انہیں قبر میں اتاریں تو ازواج مطہرات نے ان کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ انہیں ان کی قبر میں وہ اتارے جو انہیں ان کی زندگی میں دیکھتا تھا (یعنی ان کا محرم) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا۔ ③

---

① المستدرك للحاكم: ١٣٣٩، وقال: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين؛ السنن الكبرى للبيهقي: ٦٦٢٦، وصححه الالباني۔ ② سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ماجاء في غسل الرجل امرأته وغسل المرأة زوجها: ١٤٦٥، وقال الالباني: حسن؛ مسند احمد: ٢٥٩٥، وقال شعيب ارناؤط: حسن۔ ③ السنن الكبرى للبيهقي: ٧٠٤٨، وقال الالباني في احكام الجنائز: سنده صحيح؛ مشكل الآثار للطحاوي: ٢١٠٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر کے جنازے پر حاضر ہوئے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر بیٹھے ہوئے تھے تو میں نے دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی ایسا آدمی ہے جس نے آج رات جماع نہ کیا ہو؟'' ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر اترو۔'' چنانچہ وہ قبر میں اترے۔ ①

بخاری کی روایت "باب من یدخل قبر المرأۃ" میں بیان کرنے کے بعد ابن مبارک سے فلیح کا قول نقل کیا ہے کہ میں اسے ذنب (گناہ) کے معنوں میں لیتا ہوں۔ امام بخاری نے لیقترفوا (لیکتسبوا) کا معنیٰ لکھا ہے۔ ②

قارف کے دو معنی محدثین نے لکھے ہیں ایک تو جماع نہ کیا ہو، دوسرا کوئی چھوٹا بڑا گناہ نہ کیا ہو۔ ③

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی بات ہے جو ۹ ہجری میں اس دار فانی سے رحلت فرما گئی تھیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں ابن حبیب کے حوالے سے لکھا ہے:

''اِنَّ السِّرَّ فِیْ اِیْثَارِ اَبِیْ طَلْحَةَ اَنَّ عُثْمَانَ کَانَ قَدْ جَامَعَ بَعْضَ جَوَارِیْهِ فِیْ تِلْكَ اللَّیْلَةِ فَتَلَطَّفَ فِیْ مَنْعِهِ مِنَ النُّزُوْلِ فِیْ قَبْرِ زَوْجَتِهِ بِغَیْرِ تَصْرِیْحٍ.'' ④

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر ترجیح دینے میں یہ راز ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس رات اپنی لونڈی سے جماع کیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہربانی اور شفقت کے انداز میں انہیں اپنی بیوی کی قبر میں اترنے سے منع فرما دیا اور اس کی وضاحت بھی نہیں کی۔

اس لیے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق بدگمانیوں سے احتراز لازم ہے کہ وہ شرم وحیا کے

---

① صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المیت ببکاء اھلہ علیہ: ۱۲۸۵۔ ② صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب من یدخل قبر المرأۃ: ۱۳۴۲۔ ③ فتح الباری۔ ④ فتح الباری، کتاب الجنائز۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیکر ہیں جن سے خود اللہ تعالیٰ بھی حیا فرماتے تھے۔ ان احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک سنت متواترہ یہی رہی ہے کہ میت کو مرد ہی دفن کرتے ہیں جیسا کہ ام المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے دفن اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ میت کو دفن کرنے میں اس کے ورثا زیادہ حق رکھتے ہیں جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ کو آپ کے خاندان کے افراد ہی نے دفن کیا تھا۔

خاوند اپنی بیوی کو دفن کرسکتا ہے اور یہ کہنا کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی وفات سے رشتہ ازدواج ختم ہو جاتا ہے اور اب یہ غیر محرم ہو گئے ہیں تو یہ بغیر دلیل کے دعویٰ ہے، صرف اپنے دماغ کی اختراع ہے لیکن کتاب وسنت سے اس پر کوئی دلیل نہیں۔

عورت کو اس کا محرم ہی دفن کرے جیسا کہ امہات المؤمنین نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جواب دیا تھا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی تصدیق کی تھی۔ کسی شرعی مجبوری کی وجہ سے محرم کی موجودگی میں غیر محرم دفن کرسکتا ہے جیسا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو دفن کیا گیا۔ خاوند کے اس رات بیوی سے جماع کی شرط رسول اللہ ﷺ نے نہیں لگائی صرف اس واقعہ میں یہ شرط لگائی ہے اور اس لفظ کا ایک اور معنی بھی ہے، اگر اس واقعہ کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی اس کا لحاظ رکھے تو صحیح ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو اس شرط پر دفن کرسکتا ہے کہ اس نے اس رات کسی اور بیوی سے جماع نہ کیا ہو ورنہ اس کا دفن کرنا مشروع نہیں۔ اس کے علاوہ کوئی اور چاہے وہ اجنبی ہی ہو تو یہ اولیٰ ہے۔ ①

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبر میں ایسا کوئی آدمی داخل نہ ہو جس نے آج رات بیوی سے ہم بستری کی ہو تو عثمان رضی اللہ عنہ قبر میں داخل نہ ہوئے۔ ②

اس باب میں صحیح یہ ہے کہ آپ کی وہ لخت جگر رقیہ رضی اللہ عنہا نہیں بلکہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں۔

---

① احکام الجنائز مسئلة: ١٠٢۔ ② مسند احمد: ١٣٣٩٨، وقال شعیب ارناؤط: اسناده صحيح على شرط مسلم؛ المستدرك للحاكم: ٦٨٥٢، وقال: هذا حديث صحيح على شرط مسلم؛ مسند البزار: ٦٩٧٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال تو غزوہ بدر کے موقع پر ہوا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی وہیں (بدر میں) موجود تھے جبکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی بیماری کے باعث مدینہ منورہ میں چھوڑ گئے تھے۔

قبر میں گھاس یا کپڑا بچھانا

میت کو دفن کرتے وقت اس کے نیچے گھاس یا کپڑا رکھا جا سکتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرم قرار دیا ہے یہ نہ تو مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال ہوا اور نہ میرے بعد ہی کسی کے لیے حلال ہوگا۔ میرے لیے بھی (فتح مکہ کے) دن کی صرف ایک گھڑی کے لیے حلال ہوا تھا، لہٰذا اس کی گھاس نہ کاٹی جائے، اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور یہاں کا شکار نہ بھگایا جائے اور نہ یہاں کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے مگر جو شناخت کرا دے۔''

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: سوائے اذخر کے جو ہمارے ڈھلائی والوں کے کام آتی ہے اور قبروں میں ڈالتے ہیں۔ یعنی اذخر کی اجازت ہے۔ [1]

اذخر ایک گھاس ہے جو مکہ میں ہوتا ہے اسے سنار اور لوہار ڈھلائی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں سرخ رنگ کی چادر رکھی گئی تھی۔ [2]

جعفر بن محمد اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لحد مبارک تیار کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام شقران نے آپ کے نیچے (قبر میں) چادر بچھائی۔ اور ایک روایت میں کہ شقران کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے چادر بچھائی۔ [3]

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الاذخر والحشیش فی القبر: ۱۳۴۹۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب جعل القطیفة فی القبر: ۹۱ / ۹۶۷۔

[3] جامع الترمذی، کتاب الجنائز، باب الثوب الواحد یلقی تحت المیت فی القبر: ۱۰۴۷، وقال الالبانی: صحیح؛ المعجم الکبیر للطبرانی: ۷۴۰۹۔

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قبر کے نیچے کوئی گھاس وغیرہ یا صرف ایک چادر بچھائی جاسکتی ہے اور اس سلسلہ میں کیے جانے والے تمام اعتراضات بے معنی اور بے حقیقت ہیں اور ان میں سے زیادہ تر تو احتمالات اور قیاسات پر مبنی ہیں۔

میت کو کس سمت سے قبر میں اتارا جائے؟

ابو اسحاق بیان کرتے ہیں کہ مجھے سیدنا حارث رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی نمازِ جنازہ عبداللہ بن یزید پڑھائیں تو انہوں نے ہی ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں قبر کے پاؤں (پائنتی) کی طرف سے قبر میں داخل کیا اور کہا: یہ سنت ہے۔ [1]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات قبر میں (میت کو دفن کرنے کے لیے) داخل ہوئے، آپ کے لیے چراغ جلایا گیا تو آپ نے اسے (میت کو) قبلہ کی جانب سے پکڑا اور فرمایا:

''اللہ تجھ پر رحم کرے!'' [2]

اس کی متابعت میں سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت بھی ہے جو بیہقی میں رقم الحدیث: ۷۰۵۳، کے تحت مذکور ہے۔

محمد بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک جنازے میں تھا، انہوں نے میت کے بارے میں حکم دیا تو اسے قبر کی پائنتی کی طرف سے داخل کیا گیا۔ [3]

فائدہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی روایت کی سند صحت کے اعتبار سے اس معیار کو نہیں پہنچتی کہ اسے کسی ایسی روایت کے مقابل لایا جائے جو کہ سنداً صحیح ہو۔ اگر کوئی

---

[1] سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی المیت یدخل من قبل رجلیه: ۳۲۱۱، وقال الالبانی: صحیح؛ سنن الکبری للبیهقی: ۷۰۵۲۔ [2] سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الدفن باللیل: ۱۰۵۷، وقال الترمذی: حسن، وقال الالبانی: ضعیف لکن موضع الشاهد حسن؛السنن الکبری للبیهقی: ۷۰۵۷، والحدیث حسن۔
[3] مسند احمد: ۴۰۸۱، وقال شعیب ارناؤط: اسناده صحیح؛ مجمع الزوائد: ۴۲۳۵، وقال: رجاله ثقات۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور روایت نہ ہو تو پھر یہ سند قابل قبول ہو سکتی ہے، لیکن اس سے اعلیٰ سند کی موجودگی میں اس اعلیٰ اور صحیح سند والی روایت کو ہی راجح اور قوی قرار دیا جائے گا، اس لیے راجح اور بہتر یہی ہے کہ میت کو پائینتی کی طرف سے قبر میں اتارا جائے۔

میت کو قبر میں کتنے آدمی اتاریں؟

میت کو جتنے آدمی آسانی سے اتار سکیں تو اتار دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی کوئی پابندی یا شرط نہیں لگائی لیکن رسول اللہ ﷺ کو دفن کرنے والوں کی تعداد معلوم ہے۔ سیدنا عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو سیدنا علی، فضل بن عباس، اسامہ رضی اللہ عنہم نے غسل دیا اور انہوں نے ہی آپ کو قبر میں اتارا۔

ابو مرحب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قبر میں اتارتے وقت ان کے ہمراہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب فارغ ہوئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر آدمی کے کام اس کے گھر والے ہی کیا کرتے ہیں۔ ①

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں: ابو مرحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی قبر میں اترے اور کہا کہ گویا میں ان چار آدمیوں کو دیکھ رہا ہوں۔ (جن کے نام اوپر والی روایت میں ہیں) ②

میت کو قبر میں اتارتے وقت کیا پڑھا جائے؟

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب میت کو قبر میں اتارتے تو فرماتے:

«بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ» ③

---

① سنن ابی داود، کتاب الجنازۃ، باب کم یدخل القبر: ۳۲۰۹، وقال الالبانی: صحیح۔ ② سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب کم یدخل القبر: ۳۲۱۰، وقال الالبانی: صحیح ۔ ③ سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب الدعا للمیت اذا وضع فی قبرہ: ۳۲۱۳، وقال الالبانی: صحیح؛ صحیح ابن حبان: ۳۱۱۰، وقال: اسنادہ صحیح رجالہ ثقات رجال الصحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

«بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ»

ایک اور راویت کے الفاظ ہیں:

«بِسْمِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ » ①

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میت کو قبر میں اتارا تو ایک دفعہ فرمایا:

«بِسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ »

اور ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«بِسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ» ②

ان احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میت کو لحد میں اتارتے وقت کئی طرح کے الفاظ پڑھتے تھے، لہٰذا ان میں سے کوئی بھی دعا پڑھی جا سکتی ہے۔

میت کو قبر میں رکھنے کے بعد قبلہ رخ کرنا

میت کو قبر میں رکھنے کے بعد قبلہ رخ کرنا چاہیے یا صرف چہرہ قبلہ کی طرف کرنا چاہیے یا یہ محض تکلف ہے؟ تو اس بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول احادیث جن سے علمائے کرام نے اس بارے میں استدلال کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

عبداللہ بن ابی قتادہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو آپ نے براء بن معرور کے متعلق سوال کیا تو صحابہ نے عرض کیا وہ فوت ہو گیا اور ایک تہائی آپ کے لیے وصیت کر گیا ہے اور اس نے یہ وصیت بھی کی کہ جب اس کی وفات کا وقت قریب آئے تو اسے قبلہ رخ کر دیا جائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس نے فطرت کو پا لیا، البتہ میں نے ایک تہائی اس کے بچوں کو لوٹا دیا۔'' پھر آپ تشریف لے گئے، اس پر نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا:

---

① سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ماجاء في ادخال الميت القبر: ١٥٥٠، وقال الالباني: صحيح ؛ صحيح ابن حبان: ٣١٠٩ ۔ ② سنن الترمذي، كتاب الجنائز، باب مايقول اذا ادخل الميت القبر: ١٠٤٦، وقال الالباني: صحيح ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَاَدْخِلْهُ جَنَّتَكَ وَقَدْ فَعَلْتَ)) ①

جتنی بھی روایات عبداللہ بن ابی قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہیں وہ سب کی سب مرسل ہیں کیونکہ عبداللہ بن ابی قتادہ تابعی ہیں۔ اس لیے یہ احادیث قابل حجت نہیں۔

اس حدیث کی ایک اور سند جو کہ عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے ہے، اسے بیان کرنے کے بعد امام بیہقی رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:

"وَهُوَ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ." ②

سند مرسل ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے متن میں بھی اعتراض ہے کہ ہجرت مدینہ سے قبل ہی سیدنا براء بن معرور رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تھا اور اس وقت تک تو مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس ہی تھا، قبلہ تو ہجرت مدینہ کے تقریباً سترہ یا اٹھارہ ماہ کے بعد تبدیل ہوا تھا۔ تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ قبلہ تو بیت المقدس ہو اور سیدنا براء رضی اللہ عنہ جیسے السابقون الاولون صحابی اس کے خلاف کریں؟

بعض علمائے کرام نے مختلف اقوال وافعال وغیرہ کو جمع کر کے جن میں سے اکثر کا اس مسئلہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں، یہ مسئلہ اخذ کرنے کی کوشش کی ہے کہ میت کو قبر کے اندر قبلہ رخ کر دیا جائے یعنی پورے جسم کو ہی جس طرح آدمی رات کو سوتے وقت دائیں طرف رخ کر کے سوتا ہے، کچھ نے صرف چہرے کو ہی کافی سمجھا ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے احکام الجنائز، مسئلہ: ۱۰۴، میں ان الفاظ میں تحریر فرمایا ہے:

میت کو اس کی قبر میں اس کی دائیں جانب کیا جائے گا اور اس کا چہرہ قبلے کی طرف کیا جائے گا اور اس کا سر اور پاؤں قبلہ کی دائیں اور بائیں جانب ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لیکر آج تک یہی عمل جاری ہے اور روئے زمین پر مقبرے اسی طرح ہیں۔ کذا فی المحلی

اس میں صرف چہرے کو قبلے کی طرف کرنے کا کہا ہے اور اس کو اگر قبلہ رخ کیا بھی

---

① السنن الکبری للبیهقی: ٦٦٠٤؛ المستدرك للحاکم: ١٣٠٥۔ ② السنن الکبری للبیهقی: ٦٦٠٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے تو پھر بھی اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف نہ کی جائے۔ البتہ قبر کو قبلہ رخ بنانے پر امت کا اجماع ہے۔

قبر پر مٹی ڈالنا

میت کو دفن کر کے لحد کے آگے اینٹیں لگانے کے بعد اس گڑھے کو مٹی سے بھر دیا جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کا یہ عمل متواتر ہے۔ کسی میت کو صرف لحد کے آگے اینٹیں لگا کر نہیں چھوڑا گیا بلکہ اس پر مٹی ڈالی گئی حتی کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی جب دفن کیا گیا تو آپ کی قبر مبارک پر بھی مٹی ڈالی گئی۔ جب آپ ﷺ کو دفن کر دیا گیا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں:

"يَا أَنَسُ أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ." ①

اے انس (رضی اللہ عنہ)! کیا تمہارے نفسوں نے یہ قبول کر لیا کہ تم رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈالو؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازے کی نماز پڑھائی، پھر میت کی قبر پر تشریف لائے تو اس کے سرہانے کی طرف سے آپ نے اس پر تین لپ مٹی ڈالی۔ ②

وہ روایت جو مسند احمد، مستدرک حاکم، وغیرہ میں منقول ہے کہ جب سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ کو قبر میں اتارا جا رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى»

یہ حدیث اپنے تمام طرق اور تمام اسناد کے ساتھ ضعیف ہے۔ تین لپ مٹی ڈالنا مسنون ہے۔

---

① صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته: ٤٤٦٢؛ صحيح ابن حبان: ٦٦٢٢م ② سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ماجاء في حثو التراب في القبر: ١٥٦٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبر کی ظاہری کیفیت کیسی ہو؟

میت کو دفن کر کے اس کی قبر پر مٹی ڈال کر قبر کی شکل کیسی بنائی جائے اور زمین سے کتنی بلند ہو؟ سفیان التمار بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کو مسنم (کوہان کی شکل میں) دیکھا۔ ①

مسنم: زمین سے ایک بالشت یا کچھ زیادہ بلند کو کہتے ہیں جو اونٹ کی کوہان جیسی ہو۔

ثمامہ بن شفی بیان کرتے ہیں کہ ہم ارض روم میں سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے تو ہمارا ایک ساتھی فوت ہو گیا۔ فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق اس کی قبر برابر کر دی گئی، پھر فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ قبروں کو برابر کرنے کا حکم دیتے تھے۔ ②

ابو ہیاج اسدی بیان کرتے ہیں کہ مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تجھے اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا؟ کہ کوئی بت نہ چھوڑو بلکہ اسے مٹا دو اور نہ کوئی بلند قبر چھوڑو بلکہ اسے برابر کر دو۔ ③

ہشام بن عروہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ جب ولید بن عبدالملک بن مروان کی حکومت کے زمانے میں حجرے کی دیوار گر گئی، وہ اس کو بنانے لگے تو ایک قدم ظاہر ہو گیا۔ لوگ گھبرا گئے اور سمجھے کہ یہ نبی ﷺ کا قدم مبارک ہے اور انہوں نے کسی ایسے شخص کو نہ پایا جو اس کو پہچان سکتا ہو حتی کہ عروہ نے ان سے کہا کہ نہیں، اللہ کی قسم! یہ نبی ﷺ کا قدم نہیں بلکہ یہ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قدم ہے۔ ④

سیدنا مطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ان کا جنازہ اٹھایا گیا، پھر دفن کیے گئے تو نبی ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ پتھر لائے، اس میں اٹھانے کی استطاعت نہیں تھی تو رسول اللہ ﷺ اس پتھر (کو اٹھانے) کے لیے

---

① صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قبر النبی ﷺ وابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما: ۱۳۹۰؛ السنن الکبری للبیہقی: ۶۷۶۰۔ ② صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الامر بتسویۃ القبر: ۹۶۸/۹۲۔ ③ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الامر بتسویۃ القبر: ۹۶۹/۹۳۔ ④ صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قبر النبی ﷺ وابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما: ۱۳۹۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود کھڑے ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کی آستینیں اوپر کرلیں۔ سیدنا مطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں تو آپ نے ان کو کھولا اور اس پتھر کو اٹھایا، پھر اسے اس (عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ) کے سر کے قریب رکھا اور فرمایا: ''میں اس کے ساتھ اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگاتا ہوں اور میرے اہل میں سے جو فوت ہوگا اسے اس کے پاس دفن کروں گا۔''①

ایک روایت کے الفاظ ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر پتھر کو بطور علامت رکھا۔②

سیدنا جابر بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد بنائی گئی۔ اس پر اینٹیں لگائی گئیں اور آپ کی قبر مبارک زمین سے ایک بالشت اونچی رکھی گئی۔③

قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کیا: اماں جان! میرے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دونوں ساتھیوں کی قبریں کھول دو تو انہوں نے میرے لیے تینوں قبریں کھول دیں۔ نہ تو وہ بہت بلند تھیں اور نہ زمین سے ملی ہوئی تھیں ان پر میدان کی سرخ کنکریاں بچھی ہوئی تھیں۔④

ان احادیث سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ قبر نہ تو بہت بلند ہو اور نہ زمین کے بالکل برابر رکھی جائے۔ اور اگر پہلے سے کوئی قبر اونچی بنی ہو تو اسے زمین کے برابر کر دیا جائے یا کم از کم ایک بالشت کے برابر بنایا جائے۔

قبر کی شکل اونٹ کی کوہان جیسی ہونی چاہیے۔ کوہان سے مراد اونٹ کی کوہان ہے جو

---

① سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی جمع الموتی فی قبر والقبر یعلم: ٣٢٠٦، وقال الالبانی: حسن؛ السنن الکبری للبیهقی: ٦٧٤٤۔ ② سنن ابن ماجة، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی العلامة فی القبر: ١٥٦١، وقال الالبانی: حسن صحیح۔
③ السنن الکبری للبیهقی: ٦٧٣٦، قال الالبانی: اسناده حسن؛ صحیح ابن حبان: ٦٦٣٥، اسناده حسن۔ ④ سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی تسویة القبر: ٣٢٢٠؛ المستدرك للحاکم: ١٣٦٨، وقال الحاکم: حدیث صحیح الاسناد؛ السنن الکبری للبیهقی: ٦٧٥٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیچے سے چوڑی اور اوپر سے تنگ ہو جاتی ہے اور یہ اس لیے بھی صحیح ہے کہ بارش وغیرہ کا پانی اوپر نہیں ٹھہرتا۔ نیز جب یہ کوہان کی شکل میں ہوگی تو اسے روندا بھی نہیں جا سکتا۔

قبر پر اس کی وہی مٹی ڈالنی چاہیے جو اس قبر سے نکلی ہے اس سے زائد مٹی نہیں ڈالنی چاہیے۔ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اس طرح بیان کیا ہے کہ حدیث اپنے مفہوم میں اس بات پر دلالت کرتی ہے: قبر کو اس حد تک بلند کیا جائے جتنی اس سے نکلنے والی مٹی سے ہو سکتی ہے۔ ①

نیز قبر پر کنکریاں بھی ڈالی جا سکتی ہیں۔ قبر پر کوئی نشانی وغیرہ بھی رکھی جا سکتی ہے۔

قبر پر ہری ٹہنی گاڑنا

دفن کرنے کے فوراً بعد یا کسی بھی وقت قبر پر ہری ٹہنی گاڑی جا سکتی ہے یا نہیں؟

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے جن کو عذاب ہو رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور ان کو کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں بلکہ ان میں سے ایک پیشاب سے بچاؤ نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا پھرتا تھا۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک ہری ٹہنی لی، اس کے دو حصے کیے اور ہر قبر پر ایک ایک حصہ گاڑ دیا۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا:

''شاید ان دونوں سے عذاب ہلکا ہو جائے، جب تک یہ دونوں (ٹہنیاں) خشک نہ ہوں۔'' ②

اسے کچھ حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ کہتے ہیں کہ آپ کو بذریعہ وحی ان کے عذاب کا علم ہو گیا تھا کسی دوسرے کو یہ علم نہیں ہو سکتا، جبکہ دوسرے حضرات عذاب کے علم ہونے کو خاص ہی کہتے ہیں لیکن ٹہنی لگانے کو عام کہتے ہیں۔ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ کہنے

---

① احکام الجنائز۔ ② صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الجرید علی القبر: ١٣٦١؛ صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب الدلیل علی نجاسۃ البول ووجوب الاستبراء منه: ١١١/٢٩٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے کہتے ہیں کہ انہیں عذاب ہونے کا علم آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا جو کہ کسی اور کے لیے ممکن نہیں۔

دوسرے لوگوں نے ٹہنی گاڑنے کی علت یہ بیان فرمائی ہے کہ ہو سکتا ہے ان پر یہ ٹہنیاں خشک ہونے تک عذاب ہلکا ہو جائے تو یہ بھی صرف آپ ﷺ ہی کی وجہ سے ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس عذاب کو ہلکا کریں گے جبکہ ان ٹہنیوں میں تو کوئی ایسی خاصیت اور خوبی نہیں کہ ان ٹہنیوں کی وجہ سے عذاب ہلکا ہو جائے گا۔

ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ یہ ایسے ہی ہے اور اس میں کوئی اختلاف بھی نہیں۔ لیکن ٹہنیوں کو صرف ٹہنی سمجھ کر صرف اس لیے گاڑا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایسا کیا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ اس مذکورہ حدیث کو بیان کرنے سے پہلے ترجمۃ الباب میں اس طرح رقمطراز ہیں:

> سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر دو ٹہنیاں رکھی جائیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عبد الرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنہما کی قبر پر ایک خیمہ دیکھا تو فرمایا: اے غلام! اس کو اکھاڑ دے اس کا عمل ہی اس پر سایہ کرے گا۔

یعنی نہ تو ٹہنیاں بذات خود کوئی نفع نقصان پہنچا سکتی ہیں اور نہ ہی خیمہ قبر والے کو سایہ دے سکتا ہے۔ اس لیے احتیاط اسی میں ہے کہ یہ ٹہنیاں اس نیت سے تو بالکل نہیں گاڑنی چاہییں کہ ان کی وجہ سے قبر والے کو کوئی فائدہ ہوگا۔ ایسا تو بالکل جائز نہیں۔

کسی اور وجہ سے جیسے قبر پر مٹی ڈالتے وقت قبر کے کسی کنارے پر اس لیے ٹہنی گاڑ دینا تاکہ مٹی ڈالنے والوں کو قبر کے سیدھا کرنے میں آسانی ہو جائے تو اس مقصد کے لیے یا اس طرح کے کسی اور مقصد کے لیے تو ٹہنی گاڑی جا سکتی ہے۔ جس طرح سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی۔ هذا ما عندي و الله اعلم بالصواب

قبر پر پانی چھڑکنا

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی ﷺ بقیع الغرقد میں چل رہے تھے اور میں آپ کے پیچھے چل رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے ہدایت نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پائی۔'' تین دفعہ فرمایا۔ ابو رافع کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے عرض کیا: نبی ﷺ! مجھے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تیرا ارادہ نہیں رکھتا، میں تو محض اس قبر والے کا ارادہ رکھتا ہوں (اس سے) میرے متعلق سوال ہو رہا تھا تو اس کا گمان ہے کہ وہ مجھے نہیں پہچانتا۔'' یہ ایک (تازہ) قبر تھی جس پر اس کے ساتھیوں نے دفن کے وقت پانی چھڑکا تھا۔ ①

جعفر بن محمد اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ قبر پر چھڑکاؤ کرنا نبی ﷺ کے وقت سے تھا۔ ②

جعفر بن محمد اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر کنکریاں رکھیں۔ جعفر یہاں جعفر صادق رحمہ اللہ اور محمد ان کے والد محمد باقر رحمہ اللہ ہیں۔ ③

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر پر پانی چھڑکا۔ ④

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی قبر مبارک پر پانی کا چھڑکاؤ کیا گیا اور جس نے مشکیزے کے ساتھ پانی کا چھڑکاؤ کیا تھا وہ سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ تھے۔ اس نے آپ ﷺ کے سر مبارک کی طرف سے شروع کیا اور دائیں طرف سے ہوتے ہوئے آپ کے قدموں تک پہنچے اور (بقیہ) پانی دیوار کی طرف پھینک دیا جو دیوار سے گرنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا۔ ⑤ یعنی دیوار سے لگ کر واپس نہیں آسکتا تھا، یہ اس لیے کہ نبی ﷺ کو آپ کے حجرہ مبارکہ میں ہی دفن کیا گیا تھا اور اسی حجرہ کی دیوار پر ہی باقی بچا ہوا پانی پھینکا گیا تھا۔

---

① معرفة الصحابة لابی نعیم الاصفهانی: ۸۱۳؛ معجم الکبیر للطبرانی: ۹۶۸؛ مسند البزار: ۳۸۷۰؛ اثبات عذاب القبر للبیهقی: ۸۱۔ ② السنن الکبری للبیهقی: ۶۷۳۹؛ خلاصة الاحکام فی مهمات السنن وقواعد الاسلام للنووی، وقال رواه البیهقی باسناد صحیح هکذا مرسل۔ ③ السنن الکبری للبیهقی: ۶۷۴۰، شیخ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل میں اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد لکھا، وقال: هذا مرسل۔ ④ المعجم الاوسط للطبرانی: ۶۱۴۶، مجمع الزوائد للهیثمی: ۴۲۵۰؛ وقال الهیثمی: ورجاله رجال الصحیح خلا شیخ الطبرانی۔ ⑤ السنن الکبری للبیهقی: ۶۷۴۳، اس کی سند میں واقدی پر کلام ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا والی روایت میں طبرانی کے شیخ محمد بن زہیر الایلی پر اعتراض ہے اور طبرانی نے اس حدیث کے آخر میں لکھا ہے:

''لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيْثَ عَنْ هِشَامٍ إِلَّا الدَّرَاوَرْدِيَّ تَفَرَّدَ بِهِ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ.''

ان تمام اسناد پر شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس طرح بحث کی ہے:

''وقال لم يروه عن هشام الا الدراوردی تفرد به احمد بن عبدة قلت هو ثقة من شيوخ مسلم وكذلك من فوقه كلهم ثقات من رجاله فالاسناد صحيح اذا كان محمد بن زهير الايلی قد توبع كما يشعر بذلك قول الطبرانی المذكور والا فهو حسن لان الايلی هذا فيه كلام.''①

محمد بن زہیر الایلی کی متابعت نہ ہونے کے باوجود بھی وہ حسن ہے۔

سیدنا عامر بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن کرنے کے بعد ان کی قبر پر کھڑے ہوئے اور پانی کے چھڑکاؤ کا حکم دیا۔②

ہیثمی نے بزار کے شیخ محمد بن عبداللہ کے متعلق کہا ہے: ''لم اعرفه''

اس سند میں اگرچہ محمد بن عبداللہ کی وضاحت نہیں کہ کون ہیں، لیکن اسی حدیث سے متصل پہلی حدیث میں جس کی رقم الحدیث: ۳۸۲۱، میں وضاحت ہے:

''حدثنا محمد بن عبدالله المخرمی قال حدثنا يونس بن محمد قال حدثنا العمری عن عاصم بن عبيد الله عن عبدالله بن عامر بن ربيعة عن ابيه رضی اللہ عنہ.''

اور یہ حدیث مذکور جس کی رقم الحدیث: ۳۸۲۲، ہے اوران الفاظ میں ہے:

---

① سلسلة احاديث الصحيحة للالبانی: ۳۰۴۵۔ ② مجمع الزوائد للهيثمی وقال: رواه البزار ورجاله موثقون الا ان شيخ البزار محمد بن عبدالله لم اعرفه؛ مسند البزار: ۳۸۲۲؛ مسند الشافعی ترتيب السندی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حدثنا محمد بن عبداللّٰہ قال حدثنا یونس بن محمد قال حدثنا العمری عن عاصم بن عبید اللّٰہ عن عبداللّٰہ بن عامر بن ربیعة عن ابیه رضی اللہ عنہ."

دونوں اسناد سے مروی روایت سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہی کے متعلق ہے۔پہلی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد انہیں بوسہ دیا اور اس حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن کرنے کے بعد ان کی قبر پر کھڑے ہوئے اور پانی کے چھڑکاؤ کا حکم دیا۔

ہیثمی کے مطابق اس کے تمام راوی ثقہ ہیں سوائے محمد بن عبداللہ کے،عرض یہ ہے کہ محمد بن عبداللہ مخرمی ہیں۔

تذکرۃ الحفاظ میں امام ذہبی نے تفصیل سے اس کا ترجمہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

۵۳۷_۸/۱۱۹ _خ_د_س_المخرمی الحافظ الحجة قاضی حلوان ابوجعفر محمد بن عبداللّٰہ بن المبارك القرشی مولاهم البغدادی (المخرمی).

محمد بن عبداللہ المخرمی بخاری کے راوی ہیں اور اس کے علاوہ سنن ابو داود،سنن نسائی کے بھی راوی ہیں۔[1]

اسی طرح کتاب المغازی،باب فی قتل حمزة بن عبدالمطلب: ۴۰۷۲ میں ابوجعفر محمد بن ابراہیم بن عبداللہ ہی سے روایت بیان کی گئی ہے جو کہ ابوجعفر محمد بن عبداللہ بن المبارک المخرمی ہیں۔

اس طرح ان تمام روایات سے جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ مرفوع متصل ثابت ہیں سوائے ایک حدیث کے جو جعفر صادق رحمہ اللہ اپنے والد محمد باقر رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں وہ مرسل ہے،عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ والی حدیث میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے

---

[1] صحیح البخاری میں کتاب الطلاق،باب الخلع وکیفیة الطلاق: ۵۲۷۹، میں امام بخاری نے ان سے حدیث بیان کی ہے۔ حدثنا محمد بن عبدللّٰہ بن المبارك المخرمی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس سے مسئلہ مزید نکھر جاتا ہے اور پانی کا چھڑکاؤ لازمی اور ضروری ہو جاتا ہے اور یہ حکم تو وجوب تک بھی لے جاتا ہے۔

قبرستان میں وعظ ونصیحت کرنا

جب لوگ میت کو دفن کرنے کے لیے قبرستان میں لے جائیں اور وہاں ابھی قبر کھودنے میں کچھ دیر یا دفن کرنے میں کچھ وقت لگ جائے تو اس وقت کو بھی غنیمت سمجھ کر کوئی عالم دین یا امام صاحب نیکی کی تلقین اور وعظ ونصیحت کر دیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم بقیع الغرقد میں ایک جنازے میں شریک تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور بیٹھ گئے اور ہم آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے، آپ کے پاس ایک چھڑی تھی، آپ نے سر جھکا لیا اور چھڑی سے زمین کریدنے لگے، پھر فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایسا نہیں، یا تم میں سے کوئی جان ایسی نہیں کہ جس کا ٹھکانہ جنت اور جہنم (دونوں جگہ) میں نہ لکھا گیا ہو اور یہ بھی کہ وہ (جان) نیک بخت ہوگی یا بدبخت۔'' ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! تو پھر ہم اپنے لکھے پر کیوں نہ بھروسہ کرلیں اور عمل کرنا چھوڑ دیں جو ہم میں نیک بخت ہوگا وہ نیک بختوں والے عمل کرے گا اور جو ہم میں سے بدبخت ہوگا وہ بدبختوں والے عمل کرے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو ہم میں سے نیک بختوں میں لکھا ہے اس کے لیے نیک بختوں والے عمل آسان کر دیے جاتے ہیں اور جس کا نام بدبختوں میں لکھا ہے تو اس کے لیے بدبختی کے عمل آسان کر دیے جاتے ہیں۔'' پھر یہ آیت پڑھی:

﴿فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰى وَاتَّقٰى﴾ (1)

''جس نے (اللہ کی راہ میں) دیا اور ڈرتا رہا۔''

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ انصار کے ایک آدمی کے جنازے میں نکلے تو ہم قبر کے پاس پہنچے جو ابھی تیار نہیں ہوئی تھی۔

(1) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب موعظة المحدث عندالقبر وقعود اصحابه حوله: ۱۳۶۲؛ صحیح مسلم کتاب القدر، باب کیفیة الخلق الادمی فی بطن امه وکتابة رزقه واجله وعمله: ۶/۲۶۴۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ قبلہ رخ ہو کر بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ ①

اس حدیث میں آپ ﷺ کے قبلہ رُخ بیٹھنے کا ذکر ہے اور اس سے پہلے والی حدیث میں آپ ﷺ کے گرد آپ کے صحابہ کے بیٹھنے کا تذکرہ ہے۔

دفن کرنے کے بعد قبر کے قریب کھڑے ہو کر میت کے لیے دعا کرنا

میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر میت کے لیے دعا کرنا ضروری ہے۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوتے تو اس (کی قبر) کے قریب کھڑے ہو جاتے، پھر فرماتے:

«اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيكُمْ وَسَلُوا لَهُ التَّثْبِيتَ فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ» ②

''اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اس کے لیے ثابت قدمی کا سوال کرو، یقیناً اس سے ابھی سوالات کئے جائیں گے۔''

قبر پر کھڑے ہو کر اس کے لیے استغفار کرنا، مغفرت کی دعا اور اس کی ثابت قدمی کے لیے بھی دعا کرنی چاہیے۔ اسی حدیث پر عمل کرتے ہوئے یہ دعا کی جاتی ہے:

«اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ» ③

اہل السنہ والجماعہ کے عقیدے کے مطابق کسی بھی میت کو جب دفن کیا جاتا ہے تو دو فرشتے منکر نکیر اس سے سوال وجواب کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور قبر کی یہ منزل دنیا سے جانے کے بعد انسان کی پہلی منزل ہے جہاں اس کا پڑاؤ ہوتا ہے تو اس وقت اگر وہ ثابت قدمی سے ان سوالات کے جوابات دے دیتا ہے تو اسکی اگلی منزلیں بھی ان شاء اللہ آسان ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا اس وقت میت کو

---

① سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب الجلوس عندالقبر: ٣٢١٢، قال الالبانی: صحیح۔ ② سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب الاستغفار عندالقبر للمیت فی وقت الانصراف: ٣٢٢١، قال الالبانی: صحیح؛ المستدرك للحاکم: ١٣٧٢، وقال: هذا حدیث صحیح۔ ③ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب مایقول عند دخول القبر والدعا لاهلها: ٩٧٤/١٠٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت قدمی اور مغفرت کی دعاؤں کی اشد ضرورت ہوتی ہے، اس لیے آپ ﷺ جب میت کو دفن کرتے تو یہ حکم دیتے کہ اس کے لیے مغفرت طلب کرو اور ثابت قدمی کی دعا کرو۔

قبر کے قریب دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں تمہیں اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کوئی بات نہ بتاؤں؟ (طویل حدیث ہے) اس میں ہے: حتی کہ آپ بقیع تشریف لے گئے، آپ وہاں کھڑے ہوئے اور کافی دیر تک کھڑے رہے، پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ تین بار (دعا کے لیے) اٹھائے، جب آپ واپس تشریف لائے تو میں بھی واپس آ گئی۔

دعا کرتے وقت منہ کو قبلہ رخ کرنا یا نہ کرنا یا اس کے لیے اہتمام کرنا کیسا ہے؟ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صحیح اسناد سے مروی ہے کہ وہ سنت اسی بات کو سمجھتے تھے کہ قبر کے ارد گرد گھیرے کی شکل میں کھڑے ہو کر دعا کی جائے۔

عبدالرحمن بن شماسہ مہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ نزع کی حالت میں تھے (طویل حدیث ہے) انہوں نے فرمایا:

"فَإِذَا أَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبْنِي نَائِحَةٌ، وَلَا نَارٌ، فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي فَسُنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ سَنًّا، ثُمَّ أَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُورٌ وَيُقْسَمُ لَحْمُهَا، حَتَّى أَسْتَأْنِسَ بِكُمْ، وَأَنْظُرَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رُسُلَ رَبِّي." [1]

جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے جنازے کے ساتھ کوئی رونے والی نہ ہو اور نہ آگ ہو۔ جب تم مجھے دفن کر دو اور مجھ پر اچھی طرح مٹی ڈال دو تو میری قبر کے ارد گرد کھڑے ہو جانا اور اتنی دیر تک کھڑے رہنا جتنی دیر میں اونٹ کو کاٹ کر اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے حتی کہ میرا دل تم سے بہل جائے اور میں یہ دیکھ لوں کہ میں اپنے رب کے بھیجے گئے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون الاسلام یهدم ما قبله وکذا الهجرة والحج: ۱۹۲/۱۲۱؛ السنن الکبری للبیهقی: ۷۱۶۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں صحابی رسول اللہ ﷺ وصیت کر رہے ہیں کہ میری قبر کے ارد گرد کھڑے ہو جانا۔

قبرستان میں دعا کے لیے قبلے کی طرف رخ یا منہ کرنے کا اہتمام کسی حدیث سے ثابت نہیں، لہٰذا اس بات کا باقاعدہ اہتمام کرنا اور اسے جنازے کا رکن سمجھنا مناسب نہیں۔ اس سلسلہ میں جو دلیل دی جاتی ہے وہ یہ روایت ہے:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو غزوہ تبوک میں سن رہا ہوں اور آپ ﷺ، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما عبداللہ ذی البجادین کی قبر میں تھے اور آپ فرما رہے تھے کہ تم اپنے ساتھی کو مجھے پکڑاؤ حتی کہ اسے لحد کے سپرد کر دیا، جب اسے دفن کرنے سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہاتھ اٹھائے، پھر فرمایا: ”اے اللہ! میں آج کی شام اس سے راضی تھا تو بھی اس سے راضی ہو جا۔“ ①

① یہ روایت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں صحیح ابوعوانہ کے حوالہ سے نقل کی ہے لیکن ہمیں ابوعوانہ کے موجودہ نسخوں میں یہ روایت نہیں ملی، شاید اس لیے کہ ابوعوانہ ابھی تک مکمل شائع نہیں ہوئی۔ یہ روایت مسند البزار میں: ۱۷۰۶، کے تحت ذکر ہے لیکن اس کو ہیثمی نے مجمع الزوائد میں ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے رواہ البزار عن شیخہ عباد بن احمد العرزمی وھو متروک۔ شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وھذا اسناد منکر (عباد بن احمد العرزمی متروک کما قال الذھبی فی المغنی: تبعا للدارقطنی ومثلہ عمہ اسمہ عبدالرحمن بن محمد بن عبید للہ بن ابی سلیمان العرزمی وکذا ابوہ محمد بن عبیداللہ۔ یعنی یہ خود، اس کا چچا جو اس روایت کا دوسرا راوی ہے اور اس کا باپ، جو تیسرا راوی ہے تینوں ہی متروک ہیں۔ السلسلة الضعیفة: ۱۱۳٤۔ عباد متروک راوی ہے دارقطنی نے کہا ہے۔ ایک اور روایت میں یہ سند ہے جو کہ اسی روایت کی بھی سند ہے۔ عباد بن احمد العرزمی حدثنا عمی محمد بن عبدالرحمن عن ابیہ۔ اس پر علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ھذا اسناد ضعیف جدا مسلسل بالمتروکین، الثانی عبدالرحمن وھو ابن محمد بن عبیداللہ بن ابی سلیمان العرزمی قال الذھبی ضعفہ الدارقطنی وقال ابو حاتم: لیس بقوی قلت: الدارقطنی جرح بانہ متروک، الثالث ولدہ محمد بن عبدالرحمن قال الذھبی: قال الدارقطنی: متروك الحدیث ھو، وابوہ وجدہ۔ سلسلة الضعیفة: ۵۱۳۲۔ دارقطنی کہتے ہیں: محمد بن عبدالرحمن متروك وابوہ وجدہ، عباد بن احمد العرزمی یحدث ==>

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جہاں تک الشیخ البانی رحمہ اللہ کی بحث کا تعلق ہے کہ انہوں نے قبروں کی زیارت کے لیے جانے والوں کے بارے میں یہ لکھا کہ انہیں قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا کرنی چاہیے کیونکہ دعا عبادت ہے اور عبادت قبلہ رخ ہو کے کرنی چاہیے، اس سلسلے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بھی حوالہ دیا ہے مگر کسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابی رضی اللہ عنہم کے قول و عمل کا حوالہ نہیں دیا۔

اس ضمن میں گزارش ہے کہ اس مسئلے میں اصل مقصود جو کتب عقائد میں بھی درج ہے کہ کسی قبر یا صاحب قبر کے تقدس کی خاطر اس کی طرف منہ نہ کیا جائے تاکہ کہیں قبر پرستوں سے مشابہت نہ ہو۔ جہاں تک عام مسلمانوں کی قبروں کا تعلق ہے تو فرض کریں کہ ایک خاص قبر کی طرف منہ کیا جائے اور قبلہ کی طرف بھی منہ کرنے کا اہتمام کیا جائے تو قبرستان میں کتنی اور قبریں ہیں جنکی طرف منہ ہو جائے گا؟ قبروں کی طرف بھی منہ کرنا مقصود نہیں بلکہ جو لوگ قبلہ کی طرف منہ کراتے ہیں وہ خود تو قبر کی اس سمت کھڑے ہوتے ہیں کہ وہ قبر ان کے اپنے سامنے ہوتی ہے۔ دراصل یہ منہ کرنا قبر یا صاحب قبر کے تقدس و بزرگی کے باعث نہیں بلکہ اس میت کے لیے دعا کی غرض سے ہے کہ اس وقت فرشتے اس کے سوال و جواب کے لیے آئے ہیں تو اس کے لیے ثابت قدمی کی دعا کی جائے، اس کی مغفرت کی دعا کی جائے۔ اس لیے اس بات کو پہلی بات سے منسلک نہیں کیا جا سکتا اور ایسی صورت میں تو پھر قبرستان سے باہر نکل کر ہی دعا کی جا سکتی ہے تاکہ کسی بھی قبر کی طرف منہ نہ ہو۔

مسئلہ یہ نہیں کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے قبرستان میں دعا کی جائے یا نہیں۔ یقیناً جب قبر کے اردگرد کھڑے ہو کر دعا کی جائے گی تو لازماً بہت سے لوگوں کے منہ قبلہ کی طرف ہوں گے اور امام بھی اس طرف کھڑا ہو کر دعا کرا سکتا ہے مسئلہ اس اہتمام کا ہے کہ تمام

==>عنہ المقالقی متروك، المغنی فی الضعفاء، سوالات البرقانی للدارقطنی: ٣٣٠۔
تو جس روایت کے تین راوی متروک ہوں ایسی روایت کو موضوع ہی کہا جائے گا جو کہ اس مسئلہ کی بنیاد ہے۔ دوسری سند معرفۃ الصحابۃ میں ابو نعیم اصفہانی نے درج کی ہے اور اس میں اُن کے استاد محمد بن احمد بن جعفر الانج ہیں جبکہ اس نام کا کوئی آدمی کتب احادیث درجال میں موجود نہیں ہے۔ یہ مجہول جداً ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو یہ کہا جائے کہ تمام لوگ قبلہ رخ ہو جائیں تا کہ دعا کی جائے یہ اہتمام قطعی طور پر جائز اور درست نہیں اسے کم سے کم الفاظ میں یہ کہا جائے گا کہ یہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔

اس سے احتراز کرنا لازم ہے۔ ایسے ہی اعمال کو بدعت کہا جاتا ہے اور پھر ایسے اعمال کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کرنا ظلم ہے۔ جس کام کا اہتمام آپ ﷺ نے نہیں فرمایا اور نہ ہی یہ کوئی شرعی مسئلہ ہے تو اور کس کو اختیار ہے کہ وہ اس کا اہتمام کرے؟ ایسی ہی بدعات کے متعلق وعید پہلے بیان کر دی گئی ہے۔ هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

لاوارث میت کے متعلق احکام و مسائل

اگر کوئی ایسی میت ہو جس کا کوئی پتہ نہ ہو کہ یہ مسلمان ہے یا کافر تو اس ضمن میں کئی چیزیں دیکھی جائیں گی:

ایک تو یہ کہ یہ نعش کس علاقہ میں ہے اگر یہ علاقہ مسلمانوں کا ہے اور قریب ایسا کوئی امکان نظر نہیں آتا کہ کوئی کافر یہاں مر سکتا ہے تو پھر یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس کی موت کیسے ہوئی ہے۔ کیا طبعی موت ہے یا اسے قتل کیا گیا ہے۔ اگر طبعی موت ہے تو پھر یہ اسی علاقہ کا ہو سکتا ہے۔ اگر قتل کیا گیا ہے تو پھر دیکھا جائے گا کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ کسی کو باہر سے لا کر یہاں قتل کر کے پھینک دیا گیا ہو۔

ہر صورت میں پہلے اس کی علامات دیکھی جائیں گی کہ یہ مسلمان ہے یا نہیں، جیسے: ختنہ یا اس کی وضع قطع اور لباس وغیرہ۔ عورت ہونے کی صورت میں اس کے لباس اور پردے کا انداز وغیرہ دیکھ کر فیصلہ کیا جائے گا۔ ختنے تو یہودی اور مرزائی بھی کراتے ہیں تو یہ معاملہ ایسی صورت میں پیش آئے گا اگر اس علاقے یا قرب وجوار میں کوئی ایسی کافر قوم آباد ہو جو ختنے بھی کرتی ہو، جیسے: یہودی، مرزائی یا کوئی اور مشرک وغیرہ بھی ہو سکتا ہے۔

اگر علاقہ مسلمانوں کا ہے تو طبعی موت کی صورت میں علاقے کے لوگوں سے اس کی شناخت کرائی جائے گی اور شناخت کے لیے موجودہ ذرائع بھی استعمال کئے جا سکتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر بھی اگر پتہ نہ چلے تو علاقے کے ذمہ داران کی موجودگی میں اس کی نماز جنازہ پڑھ کر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا جائے۔

میت مقتول ہونے کی صورت میں اس کے مسلمان ہونے کی علامات کے ساتھ ساتھ اس کے طریقۂ قتل اور جائے قتل کو دیکھا جائے گا کہ کہیں اسے دور سے لا کر یہاں قتل تو نہیں کیا گیا۔ اس کے لیے شریعت کے اس اصول سے مدد لی جا سکتی ہے کہ کسی علاقہ میں کوئی قتل ہو لیکن اس کے قاتل کا علم نہ ہو رہا ہو تو علاقہ کے پچاس معززین سے گواہی لی جاتی ہے کہ وہ قاتل کو نہیں جانتے تو اس معاملے میں پچاس ضروری نہیں لیکن معززین کی ایک معقول تعداد سے پوچھ کر کہ وہ اسے جانتے ہیں یا نہیں اور ایسی صورت میں آج کل تو بہت آسانی ہوگئی ہے کہ لاپتہ آدمی کی رپورٹ کسی نہ کسی تھانے یا میڈیا پر تو آ ہی جاتی ہے تو اس سے لاپتہ آدمی کی شناخت کر لی جائے۔

اگر علاقہ کافروں کا ہے اور علامات بھی مسلمانوں والی نہیں ہیں تو نہ تو اسکی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔

اگر کسی وجہ سے نعشیں آپس میں اس طرح مل جائیں کہ انہیں پہچاننا مشکل ہو، جیسے: کہیں سیلاب آ گیا، زلزلہ آ گیا، کوئی اور قدرتی آفت آ گئی یا پھر کہیں باہمی لڑائی ہوگئی تو ایسی صورت میں بھی سب سے پہلے ان نعشوں کو الگ الگ کیا جائے گا اسی طرح ایسا علاقہ جہاں سے یہ نعشیں اگر پانی میں بہہ کر آئی ہیں یا کسی بھی طریقے سے اکٹھی ہوئی ہیں تو جن علاقوں کے لوگوں کو اکٹھا کرنا ممکن نہ ہو، جیسے: دریا یا سیلاب جو دار الکفر سے آ رہا ہو اور اس بات کا علم ہو کہ اس علاقے میں کافر ہی رہتے ہیں اور وہ علاقہ دشمن کے قبضے میں ہے تو پھر بھی ان کی ظاہری علامات کو دیکھ کر ان کی شناخت کرائی جائے گی اور کافروں سے اگر کوئی رابطہ ہو یا وہ نعشوں کے لیے رابطہ کریں تو ان سے نشانیاں اور علامات پوچھ کر انہیں نعشیں دے دی جائیں۔ اگر دار الکفر میں مسلمان رہتے ہیں اور جس علاقے سے سیلاب آ رہا ہے وہاں مسلمان آباد ہیں، جیسے مقبوضہ کشمیر میں تو وہاں کے مسلمانوں کی شناخت کر کے انہیں بتا دیا جائے اور انہیں نماز جنازہ پڑھ کر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے۔لیکن پھر بھی ایسی نعشیں رہ جائیں جن کی علامات سے بھی پتہ نہ چل رہا ہو تو ان کو غالب گمان پر دیکھا جائے گا، اگر تو یہ سمجھ آ رہی ہے اور غالب گمان بھی یہ ہے کہ یہ مسلمان ہوں گے تو انہیں مسلمان سمجھ کر ان کی نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا جائے گا اور اگر ان کی علامات وغیرہ سے ان کے مسلمان ہونے کی تصدیق نہ ہو تو پھر ان کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جائے گی اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن بھی نہیں کیا جائے گا۔

اگر اس طرح کی مخلوط نعشیں ہیں جہاں بالکل ابہام ہے لیکن یہ یقین ہے کہ اس میں مسلمان بھی ضرور ہیں تو پھر رسول اللہ ﷺ کے اس طریقہ پر اسے قیاس کرتے ہوئے ان کی نماز جنازہ مشترکہ طور پر ادا کر دی جائے گی۔سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایسی مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلمان بھی تھے، مشرکین، بتوں کے پجاری اور یہودی بھی تھے تو نبی ﷺ نے انہیں سلام کہا۔ ①

یہ قیاس اس پر ہے کہ نبی ﷺ نے مخلوط مجلس کو سلام کہا ہے حالانکہ اگر مشرکین اور یہود و نصاری کی الگ الگ مجالس ہوں تو انہیں سلام نہیں کہا جا سکتا تو انتہائی صورت میں ایسی نعشوں کی جن میں مسلمان یقینی طور پر ہوں لیکن حالت یہ ہو گئی ہو کہ نعشیں شناخت نہیں ہو سکتیں تو ان کی اجتماعی نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے اور مسلمانوں کے قبرستان میں ہی دفن کیا جا سکتا ہے۔ هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

مجنون اور دیوانے کی نماز جنازہ

ایسا آدمی جو مجنون اور دیوانہ ہو اس کے ہوش وحواس قائم نہ ہوں، عقل صحیح طور پر کام نہ کر رہی ہو تو ایسا شخص اگر مسلمان والدین کے گھر پیدا ہوا ہے تو اس پر مسلمانوں والے احکام جاری ہوں گے، جیسا کہ اس کی وراثت کا مسئلہ ہے۔

مجنون دو قسم کے ہوتے ہیں: ایک تو وہ جو مستقل اسی حالت میں ہو، دوسرا وہ جو

---

① صحيح البخاري، كتاب الاستيذان، باب التسليم في مجلس فيه اخلاط من المسلمين: ٦٢٥٤؛ صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب في دعاء النبي ﷺ الى الله وصبره على اذى المنافقين: ١١٦/١٧٩٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبھی تو مجنون و دیوانہ ہو اور کبھی اس کی صحت ٹھیک ہو جاتی ہو اور وہ دیوانگی کی حالت سے باہر آجائے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین آدمی مرفوع القلم ہیں: سونے والا جب تک وہ نیند سے بیدار نہ ہو جائے، مجنون اور دیوانہ جب تک وہ تندرست نہ ہو جائے اور بچہ جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے۔'' (1)

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہے کہ مجنون، دیوانے اور پاگل آدمی کے کسی عمل کا مواخذہ نہیں کیا جائے گا، نہ اس پر حد لگے گی، نہ اس کے نکاح وطلاق کا اعتبار ہوگا، نہ اس کی گواہی قابل قبول ہوگی لیکن اگر کوئی اس کے ساتھ زیادتی کرتا ہے تو اس فاعل کو سزا ملے گی جیسا کہ کوئی آدمی مجنون کو قتل کر دیتا ہے یا کسی مجنونہ یا پاگل لڑکی کے ساتھ زنا کرتا ہے تو اس معاملہ میں مجنونہ کی گواہی تو قابل قبول نہیں لیکن اس کے علاوہ اگر شرعی قواعد کے مطابق گواہوں سے یہ ثابت ہو جائے کہ اس آدمی نے زنا یا قتل کیا ہے تو اس قاتل کو قتل اور زانی کو زنا کی حد لگے گی۔ ایسا مجنون جو کبھی تندرست ہو جاتا ہے اور کبھی بیمار تو اس کے تندرستی والے بیانات قابل اعتبار ہوں گے، بیماری والے نہیں۔

اسی طرح یہ مجنون دیوانہ وارث بھی ہوگا اور اس کی بھی وراثت تقسیم ہوگی تو جس طرح اس پر باقی معاملات مسلمانوں والے ہیں اسی طرح اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں ہی دفن کیا جائے گا۔ھذا ماعندی واللہ اعلم بالصواب

تدفین کے بعد واپسی

میت کی تدفین کے بعد لوگ پیدل یا سواری پر سوار ہوکر واپس جاسکتے ہیں۔

---

(1) سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب فی المجنون یسرق او یصیب حدا: ٤٣٩٨، وقال الالبانی: صحیح؛ سنن ابن ماجه، کتاب الطلاق، باب طلاق المعتوه: ٢٠٤١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ننگی پیٹھ والا گھوڑا لایا گیا تو آپ اس پر تب سوار ہوئے جب آپ ابن دحداح کے جنازے سے واپس لوٹے۔ ①

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سواری لائی گئی اور آپ ایک جنازہ کے ساتھ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سوار ہونے سے انکار کر دیا، جب (جنازے سے واپس) لوٹے تو سواری لائی گئی تو آپ سوار ہو گئے، پھر فرمایا: بے شک فرشتے چل رہے تھے تو میرے لائق نہیں تھا کہ میں سواری کرتا اور وہ چل رہے ہوتے، جب وہ چلے گئے تو میں سوار ہو گیا۔ ②

تنبیہ: قبرستان سے واپسی پر راستے میں چالیس قدم چل کر یا ستر قدم چل کر دعا کرنا بدعت ہے کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں۔

عذر کی بنا پر میت کو منتقل کرنا

کسی عذر کی بنا پر میت کو قبر سے نکال کر اس کی جگہ تبدیل کر کے دفن کیا جا سکتا ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب جنگ احد ہوئی تو میرے والد نے مجھے رات کو بلایا اور کہنے لگے: میں اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں ان مقتولین (شہدا) میں دیکھ چکا ہوں جو پہلے مقتولین ہوں گے اور میں اپنے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تجھ سے زیادہ عزیز کسی کو نہیں چھوڑ رہا۔ مجھ پر قرضہ ہے، اسے ادا کرنا اور اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ جب ہم نے صبح کی تو وہ پہلے شہید تھے اور ان کے ساتھ ایک اور آدمی ان کی قبر میں دفن ہوا تھا، پھر مجھے یہ اچھا نہ لگا کہ میں اپنے باپ کے ساتھ کسی دوسرے کو رکھوں۔ میں نے چھ ماہ کے بعد انہیں نکالا تو وہ اسی طرح تھے جیسے انہیں اس دن رکھا گیا تھا، سوائے کان کے۔ ③

---

① صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب ركوب المصلي على الجنازة اذا انصرف: ٨٩/٩٦٥۔ ② سنن ابی داود، كتاب الجنائز، باب الركوب في الجنازة: ٣١٧٧؛ وقال الالبانی: صحیح۔ ③ صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب هل يخرج الميت من القبر واللحد لعلة: ١٣٥١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میت کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرنا

جب آدمی فوت ہوتا ہے تو اس کے اہل وعیال غمگین ہوتے ہیں جس کی بنا پر انہیں کھانے کی نہیں سوجھتی لہٰذا ان کے قریبی تعلق والے، رشتہ دار، برادری میں سے کوئی یا حکومت اسلامیہ کا نمائندہ کھانا پکائے اور گھر والوں کو کھلائے۔ کھانا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت سمجھتے ہوئے پکانا چاہیے اس لیے نہیں کہ آج میں اس کا کھانا پکاؤں گا تو کل یہ میری کسی میت پر کھانا پکائیں گے یا کوئی امیر فوت ہو جائے تو کئی کئی دن تک دوسرے لوگ ہی کھانا پکاتے رہیں اور غریب فوت ہو جائے تو کھانا پکانے والا کوئی نہ ہو۔ یہ سراسر غلط ہے بلکہ غریب زیادہ مستحق ہے اور غم، دکھ اور تکلیف تو ہر انسان کو ہوتی ہے اس لیے اسے ادلے کا بدلہ بنانے کی بجائے صحیح معنوں میں رسول اللہ ﷺ کی سنت اور طریقہ بنانا چاہیے۔

ایک اور بات واضح کرنا ضروری ہے کہ میت والوں کی طرف سے دعوت نہیں پکائی جاتی اور خاص کر جنازوں میں یہ دیکھا گیا ہے کہ جب جنازہ پڑھ کر فارغ ہوتے ہیں تو اعلان ہوتا ہے کہ کوئی مہمان کھانا کھائے بغیر نہ جائے یعنی مہمان کے لیے لازم قرار دے دیا جاتا ہے کہ وہ میت کے گھر جا کر کھانا کھائے جو کہ کسی اور نے پکایا ہے۔

میت والوں کے گھر تو کھانا پکا نہیں، کھانا کسی اور نے پکایا اور وہ بھی صرف میت کے گھر والوں کے لیے، ہاں اگر کوئی دور سے آیا ہوا رشتہ دار جو جنازہ کے بعد جلدی واپس نہ جا سکتا ہو تو وہ اس میں شامل ہے لیکن جنازہ میں آنے والے کئی (مہمان) تو قریب قریب کے محلے کے ہوتے ہیں تو وہ کس طرح حق رکھتے ہیں کہ وہاں کھانا کھائیں؟

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہاں کوئی مہمان بن کر نہیں آیا اور نہ یہ کھانے کی دعوت ہے۔ لوگ نماز جنازہ کے لیے آئے ہیں اور نماز جنازہ اللہ کی عبادت ہے جس کا طریقہ کار اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں بتلا دیا ہے۔

دوسرا یہ کہ جو آدمی میت کے گھر والوں کا کھانا پکا رہا ہے اسے کوئی چٹی یا جرمانہ نہیں کہ وہ وہاں آنے والے تمام لوگوں یا اکثر لوگوں کا کھانا پکائے، اگر کھانا اس نے رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کی سنت سمجھ کر پکایا ہے تو وہاں صرف یہ الفاظ ہیں: ''جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو۔'' وہاں یہ تو نہیں فرمایا کہ سارے مدینہ کی دعوت کرو۔ اس لیے میت کے ورثا کو بھی اس بات کا دھیان رکھنا چاہیے اور ایسے کسی بھی اعلان سے اجتناب کرنا چاہیے چاہے وہ میت کے گھر والے ہوں یا کھانا پکانے والے یا کوئی اور ہو اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نماز جنازہ میں شرکت کے لیے آئے ہیں وہ بھی اس طرح کے کسی بھی قسم کے کھانے سے اجتناب کریں۔ ہاں اسی علاقہ میں اگر کوئی شخص نماز جنازہ میں شرکت کرنے والے کسی فرد کو دینی تعلق یا رشتہ داری کی بنیاد پر اپنے گھر لیجا کر کھانا کھلا دے تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''آل جعفر کے لیے کھانا تیار کرو، ان پر ایسا وقت آیا ہے کہ جس نے انہیں مشغول کر دیا ہے'' یعنی غم و پریشانی۔ ①

یہ کھانا خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر تیار کروایا۔ اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ اپنے گھر کی طرف لوٹے تو فرمایا: ''یقیناً آل جعفر اپنی میت کی حالت (غم اور پریشانی) میں مشغول ہو گئے ہیں تو تم ان کے لیے کھانا تیار کرو۔'' ②

اور نبی ﷺ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے چچا کے بیٹے بھی تھے اور آپ نبی اور حکومت اسلامیہ کے سربراہ بھی تھے تو ان دونوں حیثیتوں میں کھانا پکایا جا سکتا ہے۔ اس لیے میت کے گھر والوں کے لیے کھانا پکانا چاہیے مگر کتنے دن؟ اس کی وضاحت یا دنوں کی تحدید تو حدیث میں نہیں۔ اس حدیث میں تو ایک دفعہ کا ہی معلوم ہوتا ہے لیکن سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت

---

① سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب صفة الطعام لاهل المیت: ٣١٣٢، وقال الالبانی: حسن؛ سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب الطعام یصنع لاهل المیت: ٩٩٨، وقال الترمذی: هذاحدیث حسن صحیح؛ سنن ابن ماجة، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الطعام یبعث الی اهل المیت: ١٦١٠ ـ ② سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز، باب ماجا فی الطعام یبعث الی اهل المیت: ١٦١١، وقال الالبانی: حسن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو غزوہ موتہ میں ہوئی، ان کی شہادت کی اطلاع تو بذریعہ وحی آپ ﷺ کو اسی دن ہو گئی تھی جبکہ وہاں سے مجاہدین کی واپسی کو بھی کچھ دن لگے تھے۔ تاہم بہتر تو یہی ہے کہ ایسا کھانا تیار کیا جائے جو انہیں ایک دن اور ایک رات کے لیے کافی ہو اگر زیادہ دن پکایا جائے تو پھر بھی تین دن سے زائد نہیں ہونا چاہیے۔ اگرچہ تین دن کی بھی کوئی دلیل نہیں اور تین دن اسی لیے کہ اس کے بعد سوگ کے دن ختم ہو جاتے ہیں۔ شیخ عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ اس بات کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"وقال ابن الهمام: ويستحب لجيران اهل الميت، والاقرباء الاباعد تهيئة طعام يشبعهم يومهم وليلتهم لقوله ﷺ اصنعوا لال جعفر طعاما وقال يكره اتخاذ الضيافة من اهل الميت لانه شرع في السرور لا في الشرور وهي بدعة مستقبحة."

ابن الھمام رحمہ اللہ کہتے ہیں اہل میت کے پڑوسیوں اور دور و نزدیک کے رشتہ داروں کے لیے مستحب ہے کہ وہ (ایسا کھانا) تیار کریں جو انہیں ایک دن اور ایک رات میں سیر کر دے۔ نبی ﷺ کے اس فرمان کے مطابق کہ "آل جعفر کے لیے کھانا تیار کرو" اور یہ کہ میت والوں کی طرف سے ضیافت کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ (ضیافت) خوشی کے موقعوں پر مشروع ہے غمی اور افسوس کے موقعہ پر نہیں اور یہ (اہتمام ضیافت) قبیح بدعت ہے۔[1]

میت کے گھر والوں کا لوگوں کو اکٹھا کرنا

میت کے گھر والوں کے لیے جائز نہیں کہ وہ لوگوں کو اکٹھا کریں چاہے اس نام پر کہ لوگوں نے تعزیت کے لیے آنا ہے یا کوئی بزرگ فوت ہوا ہو تو اس کے لیے اکٹھ کرنا اور لوگوں کو کھانے کی دعوت دینا خواہ وہ ایصال ثواب کے نام پر ہو یا کسی اور نام پر ہو اور اس کے لیے دن مقرر کیا جائے تو یہ قطعاً حرام ہے۔

① تحفة الاحوذی شرح جامع الترمذی، لعبدالرحمن مبارکفوری۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میت والوں کی طرف اجتماع اور کھانا تیار کرنا نوحہ کرنے میں شمار کرتے تھے۔ ① یعنی جس طرح نوحہ جائز نہیں تو اس طرح اسے بھی جائز نہیں سمجھتے تھے۔

صحابی کے یہ الفاظ اجماع صحابہ کے مقام پر ہیں یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریری سنت ہے اور دوسری صورت (تقریر) میں اس کا حکم مرفوع ہوگا اور دونوں صورتوں میں حجت ہے۔

ایسا کوئی بھی اجتماع یا اکٹھ جو میت والوں کی طرف سے کیا جائے، صرف اکٹھ ہو یا اس میں کھانا بھی ہو، اجماع صحابہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی صریح خلاف ورزی ہے۔ اسے کوئی بھی نام دیا جائے یا کوئی بھی عذر پیش کیا جائے تعزیت کے لیے جس نے آنا ہو وہ آجائے یا جب بھی ملے تعزیت کر لے، تعزیت کے لیے بھی خاص دن مقرر کر لینا مناسب نہیں اور یہ اجتماع کسی بھی جگہ رکھا جائے مثلاً: کسی گھر، مقبرہ، حویلی وغیرہ میں یا عیسائیوں اور یہودیوں وغیرہ کی طرح تعزیتی ریفرنسز اور دعائیہ تقاریب کے نام پر اکٹھ کرنا کسی طرح بھی درست نہیں اور یہ تو ویسے بھی ان کی مشابہت ہوگی۔ دوسرا یہ کہ کھانا تیار کرنا، وہ چاہے کوئی بھی تیار کرے لیکن اس میت کی وجہ سے تیار کیا جائے اور پھر اس کی لوگوں کو دعوت دی جائے تو یہ دعوت بھی نوحہ میں شامل ہے۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

> میت کے گھر والوں کا اس مقصد کے لیے کھانا تیار کرنا تاکہ لوگوں کو اس پر جمع کیا جائے تو یہ بدعت مکروہ ہے۔ ②

اگر آدمی فوت ہوا یا کوئی حادثہ ہوا ہے اور لوگ خود بخود اکٹھے ہوگئے ہیں یا گھر والے سوگ میں ہیں اور لوگ ان کے پاس تعزیت کے لیے آتے ہیں اور ان کے لیے کوئی وقت یا دن خاص نہیں۔ نہ گھر والوں نے کیا ہو نہ ہی آنے والوں نے تو اس طرح لوگوں کا اکٹھا ہونا اس اجتماع میں شامل نہیں ہے۔

---

① سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ماجاء في النهي عن الاجتماع الى اهل الميت: ١٦١٢، و قال الالباني صحيح ؛ مسند احمد: ٦٩٠٥، قال شعيب ارناؤط: صحيح۔

② تحفة الاحوذي۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل

ایک اعتراض کیا جاتا ہے اور اس کے لیے ایک حدیث بھی بطور دلیل پیش کی جاتی ہے جو کہ مشکوۃ المصابیح کے نسخوں میں سنن أبی داود اور دلائل النبوۃ للبیہقی وغیرہ کے حوالے سے ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

عاصم بن کلیب اپنے والد سے بیان کرتے ہیں اور وہ ایک انصاری آدمی سے بیان کرتے ہیں، اس نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک جنازے میں گئے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا وہ قبر کھودنے والے کو ہدایات دے رہے تھے کہ "اس کے دونوں پاؤں کی طرف سے اسے کشادہ کرو اور اس کے سر کی طرف سے اسے کشادہ کرو" پھر جب آپ واپس تشریف لے آئے تو مرنے والے کی بیوی کی طرف سے کوئی بلانے والا آیا، آپ وہاں تشریف لے گئے، کھانا سامنے آیا پہلے آپ نے ہاتھ بڑھایا، پھر اور لوگوں نے ہاتھ بڑھا کر کھانا شروع کیا۔ (طویل حدیث ہے) [1]

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ نے اس کی شرح کرتے ہوئے یہی لکھا ہے:

"داعی امرأته أی زوجة المتوفی." [2]

اس میت کی بیوی کی طرف سے دعوت دی گئی۔

ممکن ہے ایسا چھاپے کی غلطی سے لکھا گیا ہو، لیکن اگر ایسا ہوتا تو اس کی درستگی اور تصحیح کر دی جاتی اور یہ حدیث اصل متن کی جتنی بھی کتابوں میں ہے سب میں یہ الفاظ ہیں: "استقبله داعی امرأة" یعنی کسی عورت کی طرف سے کوئی بلانے والا آیا اور کئی روایات میں وضاحت کے ساتھ ہے کہ قریش کی عورت کی طرف سے بلانے والا آیا۔

یہ روایت متون حدیث کی جن کتابوں میں درج ہے وہ یہ ہیں:

ا۔ سنن ابی داود، کتاب البیوع، باب فی اجتناب

---

[1] یہ الفاظ مشکوۃ المصابیح، باب فی المعجزات: ۵۹۴۲ میں ہیں۔ [2] مرقاۃ المفاتیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشبهات: ۳۳۳۲، وقال الالبانی:صحیح۔

۲۔ السنن الکبری للبیهقی: ۱۰۸۲۵، صحیح۔

۳۔ دلائل النبوة للبیهقی: ۶/ ۳۱۰۔

٤۔ سنن الدارقطنی: ٤۷٦۳، والفاظه:

”فَلَمَّا انْصَرَفَ تَلَقَّاهُ دَاعِیَ امْرَأَةٍ مِنْ قُرَیْشٍ، فَقَالَ: اِنَّ فُلَانَةً تَدْعُوْكَ وَاَصْحَابَكَ“

جب آپ ﷺ (جنازے سے) واپس آئے تو آپ کو قریش میں سے ایک عورت کا بلانے والا ملا تو اس نے کہا کہ فلاں عورت آپ کو اور آپ کے اصحاب کو بلاتی ہے۔

۵۔ مسند احمد: ۲۲۵۰۹، قال شعیب ارناؤط: اسناده قوی رجاله رجال الصحیح، وفیه ایضًا:

”فَلَمَّا رَجَعْنَا لَقِیْنَا امْرَأَةً مِنْ قُرَیْشٍ.“

جب ہم لوٹے تو ہم ایک قریشی عورت سے ملے۔

جبکہ متن کی کسی بھی کتاب میں مشکوۃ المصابیح والے الفاظ نہیں اور یہ حدیث کے الفاظ میں تحریف ہے کہ ”داعی امرأة کو داعی امرأته“ میں بدل کر اس کا مفہوم ہی تبدیل کر دیا گیا ہے۔

جہاں تک ان رسومات کا تعلق ہے جو تیسرے، ساتویں، دسویں یا چالیسویں دن منائی جاتی ہیں اور ان دنوں میں اس طرح کا کوئی بھی کام جیسے: چنے، چھوہارے یا اور کوئی کھانے پینے کا انتظام کرنا تو یہ دراصل ہندو دھرم کی رسومات ہیں وہ میت کو جلانے کے تیسرے دن جا کر پھول چنتے ہیں، یعنی مردے کی ہڈیاں اکٹھی کرتے ہیں، مردے کی ہڈیوں کو اکٹھا کرنے کو ان کی زبان میں پھول چننا کہا جاتا ہے، پھر ساتویں یا دسویں دن اشلوک خوانی کراتے ہیں، پھر چالیسویں دن بھی اسی طرح کی کوئی اور رسم مناتے ہیں۔ (دیکھیے منوسمرتی اور ہندو دھرم کی دیگر کتب)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ یہ ہندو رسومات بھی ہیں، اب ظاہر ہے کہ ہندوؤں کے طریقے پر چلنا تو اسلام نہیں۔ اسلام ایسی آلایشوں سے پاک اور منزہ ہے، ہمیں خواہ مخواہ ایسی حرکات، عادات اور طور طریقوں پر چل کر اپنی دنیا و آخرت برباد نہیں کرنی چاہیے۔کل قیامت کو جب رسول اللہ ﷺ نے ایسے لوگوں کو حوض کوثر سے دھتکار دیا جنہوں نے اپنی خواہشات وآراء اور مَن مرضی سے رسومات کو دین میں شامل کر کے دین کا حلیہ بگاڑ دیا ہوگا، آخرت میں رسول اللہ ﷺ ہی تو ہوں گے جو اپنی امت کی شفاعت کریں گے لیکن ایسے برے اعمال وبدعات جن سے دین کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا گیا ہو، اگر کرنے والوں کو وہاں سے دھتکار دیا گیا تو پھر کون مائی کا لال ہے جو ان کی شفاعت کرے گا؟ کون انہیں حوض کوثر سے آب کوثر پلائے گا؟ کون انہیں ساتھ لے کر جنت میں جائے گا؟ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی تمام بدعات وحرکات اور اعمال قبیحہ سے بچائے جو رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے دین کے خلاف ہوں۔ایسے اعمال سے امام کائنات ﷺ ناراض ہوتے ہیں اور ان کی ناراضگی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں ان کاموں سے محفوظ و مامون رکھے اور ایسے اعمال کی توفیق دے جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ راضی اور خوش ہوں۔

تعزیت اور سوگ

کسی بھی انسان کے فوت ہونے پر اس کے گھر والے یقیناً غم اور سوگ میں ہوتے ہیں تو انہیں کیسے اور کتنے دن تک سوگ کی اس حالت میں رہنا ہوگا اور ان کے قریبی رشتہ دار، دوست احباب انہیں تسلی دینے اور ان سے اظہار غم کے لیے کب تک آسکتے ہیں اور کن الفاظ میں تعزیت کریں؟

عمرو بن حزم نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی مومن اپنے بھائی کو اس کی مصیبت میں تسلی دیتا ہے (تعزیت کرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن بزرگی کے چغے پہنائیں گے۔''[1]

---

[1] سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ماجاء في ثواب من عزى مصابا: ١٦٠١، وقال الالباني: حسن؛ مسند عبدبن حميد: ٢٨٧؛ السنن الكبرى للبيهقي: ٧٠٨٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت میں تعزیت کی (اسے تسلی دی، صبر کی تلقین کی یا حوصلہ بڑھایا) تو اللہ تعالیٰ اسے سبز جبہ پہنائیں گے جس کے ساتھ اسے ڈھانپا جائے گا۔''
عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کیسے ڈھانپا جائے گا؟ تو آپ نے فرمایا: ''اس (کے لباس) پر رشک کیا جائے گا۔''①

سیدنا قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب تشریف فرما ہوتے تو آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم بھی آپ کے پاس بیٹھ جاتے ان میں ایک آدمی کا چھوٹا سا بیٹا تھا جو آپ کی پچھلی جانب سے آتا تو آپ اسے اپنے سامنے بٹھا لیتے۔ وہ بچہ فوت ہو گیا تو وہ آدمی اپنے بیٹے (کے فوت ہونے) کی وجہ سے (آپ کے اس) حلقہ میں آنے سے رک گیا کیونکہ وہ اپنے بیٹے کی (وفات) کی وجہ سے غمگین تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے غیر حاضر پایا تو آپ نے فرمایا: ''مجھے فلاں آدمی کیوں نہیں نظر آ رہا؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس کا چھوٹا بچہ جو آپ نے دیکھا ہوا ہے وہ فوت ہو گیا تو نبی کریم ﷺ نے اس سے ملاقات کی اور اس سے اس کے بیٹے کے بارے میں پوچھا تو اس نے آپ کو بتایا کہ وہ فوت ہو گیا ہے تو آپ ﷺ نے اس کے ساتھ اس کی تعزیت کی۔ (حدیث طویل ہے)②

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (یہ ایک طویل حدیث ہے:)

تو ایک کہنے والا کہہ رہا تھا کہ ماعز بن مالک کی توبہ سے افضل کوئی توبہ نہیں وہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، پھر آپ کے ہاتھ میں ہاتھ رکھا، بیعت کر کے مسلمان ہو گیا، پھر کہا: مجھے پتھروں سے قتل کر دو۔

---

① شعب الایمان للبیہقی: ۸۸۴۳؛ کتاب الدعا للطبرانی: ۱۲۲۶، وقال الالبانی: وھو حدیث حسن بمجموع الطریقین۔ کتاب الجنائز۔ ② سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب فی التعزیۃ: ۲۰۸۸، وقال الالبانی: صحیح؛ المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۹/ ۳۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(راوی) کہتا ہے: پس دو یا تین دن گزرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے (ماعز کے اہل خانہ اور دیگر صحابہ) بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے سلام کہا، پھر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: ''ماعز بن مالک کے لیے بخشش کی دعا کرو۔'' تو انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ ماعز بن مالک کی بخشش فرمائے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس (توبہ) کو کسی جماعت میں تقسیم کیا جائے تو ان کے لیے کافی ہوگی۔''[1]

اس حدیث میں لوگوں کے اس شخص کے بارے میں دو گروہ بن جانے کا تذکرہ ہے جسے رجم کیا گیا تھا لیکن واضح رہے کہ لوگوں کی رائے کا یہ اختلاف تو اس وقت ختم ہو گیا تھا جب رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق بھلائی کے کلمات ادا فرمائے اور اس کی نماز جنازہ ادا کی تھی۔ اس کے بعد یہ معاملہ ختم ہو گیا اور یہ معاملہ ختم ہونے کے بعد ہی آپ وہاں تشریف لائے تھے۔ اس لیے یہ کہنا کہ لوگ دو آراء میں بٹے ہوئے تھے اور اس لیے رسول اللہ ﷺ انہی لوگوں کے پاس تشریف لائے جو گھر میں تھے، تو یہ مغالطہ اس بات سے ختم ہو جاتا ہے کہ اس سے پہلے آپ نے اس کی نماز جنازہ ادا کر دی تھی اور اس کے متعلق خیر کے کلمات ادا کر کے اس مشکل کو حل کر دیا تھا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسلم قبیلے کا ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے زنا کا اعتراف کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے اپنا رخ انور پھیر لیا، حتی کہ اس نے اپنی جان کے خلاف چار مرتبہ گواہی دی۔ نبی ﷺ نے اسے فرمایا: ''کیا تو مجنون ہے؟'' اس نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: ''کیا تو شادی شدہ ہے؟'' اس نے کہا: جی۔ آپ نے اس کے متعلق حکم صادر فرمایا تو اسے عید گاہ میں رجم کیا گیا۔ جب اسے پتھر پڑے تو وہ بھاگ گیا پھر وہ پکڑا گیا، تو اسے رجم کیا گیا حتی کہ مر گیا۔ نبی ﷺ نے اس کے بارے بھلائی کی بات کی اور اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔[2]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنا: ۲۲ / ۱۶۹۵۔

[2] صحیح البخاری، کتاب المحاربین، باب الرجم بالمصلی: ۶۸۲۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں حکم عام ہے کہ کسی بھی میت والوں کے پاس جبکہ وہ سوگ میں ہوں جا کر انہیں مغفرت کی دعا کے لیے کہا جا سکتا ہے۔

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نے پیغام بھیجا کہ میری بیٹی یا بیٹا قریب المرگ ہے تو آپ ہمارے ہاں تشریف لایے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام بھیجا کہ وہ سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں:

((اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهُ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهُ اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ))

''بے شک اللہ ہی کا ہے جو اس نے لے لیا اور اس ہی کا ہے جو اس نے عطا کیا اور ہر چیز اس کے پاس وقت مقررہ کے ساتھ ہے تو تجھے چاہیے کہ صبر اور ثواب کی نیت کر۔''

تو اس (آپ کی بیٹی) نے آپ پر قسم ڈالتے ہوئے پیغام بھیجا۔ آپ اٹھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ اٹھے اور آپ کے ہمراہ سیدنا سعد بن عبادہ، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور کئی صحابہ رضی اللہ عنہم تھے تو بچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں رکھا گیا اور اس کی جان نکل رہی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ ایک صحابی (سیدنا سعد رضی اللہ عنہ) نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ (آنسو) رحمت ہے جسے اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہتا ہے رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ صرف اپنے ان بندوں پر رحم کرتا ہے جو رحم کرنے والے ہیں۔'' [1]

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آل جعفر کو تین دن کی مہلت دی کہ لوگ ان کے پاس (تعزیت و سوگ کے لیے) آئیں، پھر آپ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''آج کے بعد میرے بھائی پر مت رونا۔'' پھر فرمایا: ''میرے پاس میرے بھتیجوں کو بلاؤ۔'' ہمیں لایا گیا گویا کہ چڑیا کے بچوں کی طرح بال بکھرے

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المیت ببعض بکاء اهله علیه: ١٢٨٤؛ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت: ٩٢٣/١١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''نائی کو بلاؤ'' پھر آپ کے حکم پر ہمارے سروں کو مونڈ دیا گیا۔①

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب شام کے علاقے سے سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر آئی تو ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے تیسرے دن خوشبو منگوائی اور اپنی گالوں اور بانہوں پر ملی اور فرمانے لگیں کہ بے شک مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں تھی لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا آپ منبر پر فرما رہے تھے:

''کسی بھی عورت کے لیے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ سوگ منائے، البتہ اپنے خاوند پر جو چار ماہ دس دن ہے۔''②

محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا فوت ہو گیا تو تیسرے دن انہوں نے خوشبو منگوائی اور اسے ملا، فرمانے لگیں: ہمیں اس چیز سے منع کیا گیا ہے کہ ہم تین دن سے زیادہ سوگ منائیں سوائے اپنے خاوند کے۔③

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا بھائی فوت ہوا تو میں ان کے ہاں گئی تو انہوں نے خوشبو منگوائی اور اس سے کچھ (اپنے جسم پر) ملی، پھر فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے اس خوشبو کی کوئی ضرورت نہ تھی لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر سنا آپ فرماتے تھے:

''کسی عورت کے لیے یہ حلال نہیں، جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے، سوائے اپنے خاوند پر (کیونکہ اس کی عدت) چار ماہ دس دن ہے۔''④

---

① سنن ابی داود، کتاب الترجل، باب حلق الرأس: ٤١٩٢، وقال: الالبانی: صحیح؛ سنن النسائی، کتاب الزینة، باب حلق رؤوس الصبیان: ٥٢٢٩۔ ② صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب احداد المرأة علی غیر زوجها: ١٢٨٠؛ صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفی عنها زوجها: ١٤٨٦/٦٢۔ ③ صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب وجوب الاحداد فی عدة الوفاة: ١٢٧٩۔ ④ صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب احداد المرأة علی غیر زوجها: ١٢٨١؛ صحیح مسلم، ==>

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (جنگ موتہ میں) سیدنا زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر آئی تو آپ اس طرح بیٹھے کہ آپ پر حزن وملال نظر آرہا تھا اور میں دروازے کی درز میں سے دیکھ رہی تھی (اسی دوران) ایک شخص آپ کے پاس آیا کہنے لگا: جعفر کے گھر والی عورتیں رو رہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جا کر انہیں منع کرو۔'' وہ لوٹ کر آیا اور کہنے لگا: وہ نہیں مانتیں۔ آپ نے فرمایا: ''انہیں منع کرو۔''

وہ پھر تیسری مرتبہ آیا اور کہنے لگا: اللہ کی قسم یا رسول اللہ! وہ تو ہم پر غالب آگئیں (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں) میرا گمان ہے کہ آپ نے فرمایا: ''ان کے مونہوں میں مٹی ڈال دو۔'' تو میں نے کہا: اللہ تیری ناک خاک آلود کرے! نہ تو وہ کر سکا جو تجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور نہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستانا چھوڑا ہے۔ ①

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جس مسلمان کو کوئی مصیبت (تکلیف) پہنچے تو وہ یہ کہے:

«اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اَللّٰهُمَّ اَجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا» ②

تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کا اچھا بدل عطا کر دیتے ہیں۔''

جب سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے وہاں آپ نے اس کی آنکھیں بند کیں، پھر یہ دعا پڑھی:

«اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ، وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ، وَاغْفِرْلَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ

==> كتاب الطلاق، باب وجوب الاحداد فى عدة الوفاة: ١٤٨٧۔ ① صحيح البخارى، كتاب الجنائز، باب من جلس عندالمصيبة يعرف فيه الحزن: ١٢٩٩؛ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب التشديد فى النياحة: ٩٣٥/٣٠۔ ② صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب مايقال عند المصيبة: ٩١٨/٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعَالَمِيْنَ، وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ » [1]

یہ مکمل حدیث باب تجہیز و تکفین کے شروع میں بیان ہوئی ہے۔

یہ واقعہ اگرچہ تدفین سے پہلے کا ہے لیکن یہ بات تو ثابت ہوتی ہے کہ آپ نے میت والوں کے گھر جا کر اس میت کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی ہے۔

مذکورہ احادیث سے یہ مسائل واضح ہوتے ہیں:

① کسی مسلمان کی وفات پر اس کے لواحقین سے تعزیت کرنا ضروری ہے۔

تعزیت کا مطلب کسی کو تسلی دینا، حوصلہ دینا، مصیبت اور تکلیف کی گھڑی میں اس کے دکھ اور تکلیف کا احساس ختم کرنے کے لیے خیر و بھلائی کے کلمات کہنا اور صبر کی تلقین کرنا ہے۔

② تعزیت کے لیے کسی کے پاس خصوصی طور پر جا کر اس سے تعزیت کرنی چاہیے یہ نہیں کہ اگر کہیں مل جائے گا تو تعزیت کر لیں گے۔ آج کل چونکہ رابطہ و ملاقات کے ذرائع بہت سے ہیں تو ان ذرائع سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، جیسے: ٹیلی فون موبائل فون یا انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعے پیغام پہنچا دینا۔

③ میت کے لواحقین سوگ کے تین دن تک بیٹھیں لہٰذا اس سے زائد جائز نہیں۔ صرف وہ عورت جس کا خاوند فوت ہو جائے تو وہ چار ماہ دس دن تک سوگ منائے۔

④ تعزیت کرنے کے لیے بہتر ہے کہ اگر جنازے کے موقع پر کسی مجبوری کے تحت نہیں پہنچ پائے تو جب وقت ملے تو فوراً تعزیت کر لی جائے اور میت کے لواحقین کی تشفی کے لیے بہتر کلمات ادا کیے جائیں۔ تعزیت کے لیے میت کے گھر جا کر تعزیت کے ساتھ میت کے لواحقین کو یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کے لیے استغفار کرو اور وہ اس کے لیے استغفار کریں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ کے گھر جا کر ان سے فرمایا تھا:

«اِسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِبْنِ مَالِكٍ»

''ماعز بن مالک کے لیے استغفار کرو۔'' تو انہوں نے استغفار کیا۔ [2]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فی اغماض المیت والدعا له اذا حضر: ۷/ ۹۲۰۔

[2] صحیح مسلم: کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنا: ۲۲/ ۱۶۹۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور حاضر میں جو مروج ہے کہ ہر آنے جانے والا یہ کہتا رہتا ہے: دعا کرو، دعا کرو، پھر چند سیکنڈ کے لیے تمام لوگ ہاتھ اٹھا لیتے ہیں، اس کا عہدِ نبوت وصحابہ میں کوئی ثبوت نہیں، اس سلسلے میں وہی اُمور سرانجام دینے چاہئیں جو کتاب وسنت سے ثابت ہوں۔

⑤ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے بچوں کے سر اس لیے منڈوائے گئے کہ وہ بچے تھے اور ان کے بال بڑھے ہوئے تھے اور ان کی مائیں غم سے نڈھال تھیں، جس کی وجہ سے ان کے بالوں کو دھو کر تیل یا کنگھی وغیرہ نہیں کر سکتی تھیں جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال منڈوا دیے۔ اگر سوگ کے لیے بال منڈوانے ہوتے تو پہلے دن ہی منڈوا دیتے، سوگ کا وقت ختم ہونے کے بعد نہ منڈواتے۔

⑥ سوگ کے لیے میت کے لواحقین غمگین اور دکھی صورت میں بیٹھ سکتے ہیں۔ عورت کا تذکرہ زیادہ تر اس لیے کیا گیا ہے کہ عورت بالعموم زیادہ صبر کرنے والی نہیں ہوتی۔

⑦ وفات کے بعد تعزیت کے لیے کوئی خاص کلمات یا دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ یہ کلمات جو نیچے درج ہیں اور کئی بزرگ انہیں ہی تعزیت کے کلمات سمجھتے ہیں جبکہ گزارش ہے کہ اسی حدیث میں یہ واضح ہے کہ وہ بچہ جس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات ادا کیے تھے وہ بچہ تو اس وقت زندہ تھا۔ اگرچہ وہ قریب المرگ تھا لیکن یہ ادا کرنے کے بعد آپ اس گھر میں تشریف لے گئے جو آپ کی بیٹی کا تھا اور بچہ بھی وہیں تھا چونکہ غم واندوہ بہت زیادہ تھا اس لیے لوگ ان کلمات کو کسی کی وفات کے بعد بھی ادا کر لیتے ہیں۔ وہ کلمات یہ ہیں:

"اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهُ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَيْئٍ عِنْدَهُ بِاَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ۔"[1]

⑧ میت کے لواحقین کو مغفرت کی دعا کے لیے بھی کہا جا سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا تھا۔

⑨ تعزیت واستغفار اپنی زبان میں بھی کیا جا سکتا ہے کیونکہ تعزیت تو ہوتی ہی میت کے

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعذب المیت ببعض بکاء اھله علیه: ۱۲۸۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لواحقین وورثا کی تسلی کے لیے ہے اگر اسے سمجھ ہی نہ آئے تو اسکا مقصد فوت ہو جاتا ہے، لہٰذا اپنی زبان میں تعزیت کے کلمات ادا کیے جا سکتے ہیں، اسی طرح استغفار کے لیے بھی اپنی زبان میں کہا جا سکتا ہے لیکن مسنون کلمات ہی اصل ہیں۔

⑩ اگر کوئی وجہ یا مجبوری بن جائے تو تعزیت تین دن کے بعد بھی کی جا سکتی ہے جبکہ سوگ تین دن کے بعد جائز نہیں۔

⑪ تعزیت کے لیے کوئی ریفرنس یا تعزیتی اجلاس بلانا رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ سے ثابت نہیں۔

⑫ تعزیت کے لیے آنے والوں کے لیے میت والوں کی طرف سے خصوصی طور پر ضیافت کا اہتمام کرنا، ان کے لیے خاص کر کھانا پکانا یا ان کی دعوت وغیرہ کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔

ہیجڑے کے متعلق احکام

ہمارے معاشرے میں ہیجڑوں کو ایک الگ مخلوق سمجھ کر معاشرے سے الگ تھلگ کر دیا جاتا ہے یا وہ ہو جاتے ہیں اور اس طرح کا تاثر ابھرتا ہے کہ جیسے ان کے شرعی احکامات اور معاشرتی مسائل عام مسلمانوں سے الگ ہیں۔ یہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو پیدائشی طور پر ہی ایسے ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کسی بھی صنف میں واضح طور پر پیدا نہیں کیا ہوتا۔ ان پر بھی شریعت کے سارے احکام اسی طرح لاگو ہوتے ہیں جس طرح عام مسلمانوں پر ہوتے ہیں۔ دوسری قسم وہ ہے جو پیدائشی اور خلقی طور پر ہیجڑے نہیں ہوتے بلکہ خود ہیجڑے بنتے ہیں تو ایسے ہیجڑوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے ہاں تشریف فرما تھے اور گھر میں ایک مخنث بھی تھا، جس نے میرے بھائی سیدنا عبداللہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر اللہ تعالیٰ کل آپ کو طائف میں فتح دے تو میں تمہیں بنت غیلان دکھاؤں گا جو چار سے آتی اور آٹھ سے جاتی ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ تمہارے پاس ہرگز نہ آیا کرے۔“ ①

① صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الطائف: ۴۳۲۴؛ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب منع المخنث من الدخول علی النساء الاجانب: ۳۲/ ۲۱۸۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے صاف واضح ہے کہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والا مرد، اجنبی عورتوں کے پاس ہرگز نہ جائے، جو اپنی گفتگو، وضع قطع، چال ڈھال، رہن سہن یا ایسی کی وجہ سے دیگر حرکات عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے تو اسے مخنث کہتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں میں سے مخنثین پر اور عورتوں میں سے مترجلات پر لعنت کی اور فرمایا: ''انہیں اپنے گھروں سے نکال دو۔'' تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں کو نکالا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فلاں کو نکالا۔ ①

یہ تفصیل اس لیے لکھی ہے کہ عموماً غلط فہمی ہوتی ہے کہ لوگ مخنث کا معنی ہیجڑا کرتے ہیں تو اس سے مراد پیدائشی ہیجڑا ہی لیا جاتا ہے جبکہ ایسا نہیں بلکہ مخنث بذاتِ خود ہیجڑا بننے والے کو کہا جاتا ہے اور اس کے احکامات تو ان کی اصل جنس کے مطابق ہی ہیں، جس کے لیے مخنث اور خنثیٰ کے فرق کو سمجھنا ہوگا۔

فصل

اصل مسئلہ تو ان ہیجڑوں کا ہے جنہیں عربی میں خنثیٰ کہا جاتا ہے اور یہ پیدائشی ہیجڑے ہوتے ہیں تو ان کی نماز جنازہ سمیت دیگر معاملات کے احکامات کیا ہیں؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ایسے بچے کے متعلق پوچھا گیا جس کے بارے میں پتہ نہیں تھا کہ وہ مذکر ہے یا مؤنث تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے اس کے پیشاب (کرنے کی کیفیت کو دیکھ کر اس) کے مطابق وارث بنایا جائے گا۔ ②

اس سے پہلے والی حدیث بیہقی کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: حسن بن کثیر اپنے والد کثیر سے بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس خنثیٰ کے بارے (مسئلہ پوچھنے کے لیے) حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پیشاب کرنے کی جگہ کو دیکھو اور اس کے مطابق اسے ورثہ دو۔ ③

---

① صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب اخراج المتشبھین بالنساء من البیوت: ۵۸۸۶۔ ② السنن الکبری للبیھقی: ۱۲۵۱۴۔ ③ السنن الکبری للبیھقی: ۱۲۵۱۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان احادیث کا مفہوم خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

اگر وہ ذکر (مرد کی شرمگاہ) کی جگہ سے پیشاب کرتا ہے تو وہ لڑکا ہے اور اگر وہ فرج (عورت کی شرمگاہ) کی جگہ سے پیشاب کرتا ہے تو وہ لڑکی ہے۔ ①

حسن بن کثیر الاحمسی اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس خنثی کا معاملہ لایا گیا تو انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف (اس مسئلے کا پوچھنے کے لیے) پیغام بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے پیشاب والی جگہ کے مطابق اسے ورثہ دیا جائے گا۔ ②

یعنی اس کی شرمگاہ جس جنس کی طرف زیادہ میلان رکھتی ہو گی اس کو اسی جنس میں شمار کیا جائے گا اور یہی مذہب کئی تابعین اور آئمہ کا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وراثت کے احکام کی طرح جنازے کے احکام میں بھی مرد و عورت کا فرق اسی طرح کیا جائے گا اور ان پر باقی معاشرتی احکام بھی اسی طرح لاگو ہوں گے۔

وہ اعمال جنہیں قبر کے پاس کرنا حرام ہے

بہت سے اعمال ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کے قریب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسلام میں عقر (چڑھاوا چڑھانا جائز) نہیں۔'' عبدالرزاق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ لوگ قبر کے پاس گائے یا بکری کا چڑھاوا چڑھانے کے لیے انہیں ذبح کرتے تھے۔ ③

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتی ہیں کہ آپ نے اپنے اس مرض میں جس میں آپ کی وفات ہوئی تھی فرمایا:

''اللہ تعالیٰ یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کرے، انہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں آپ کی قبر مبارک کو ظاہر کر

---

① السنن الکبری للبیہقی: ۱۲۵۱۵۔ ② مصنف ابن ابی شیبۃ: ۳۱۳۶۵۔ ③ سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب کراهیة الذبح عندالقبر: ۳۲۲۲، قال الالبانی: صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتی (یعنی حجرے کو گرا دیتی) پر ڈرتی ہوں کہ کہیں لوگ آپ کی قبر کو سجدہ گاہ نہ بنالیں۔ ①

انبیا علیہم السلام کے متعلق یہی قاعدہ ہے اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھی ہے کہ نبی جہاں فوت ہوتا ہے اسے دفن بھی وہیں کیا جاتا ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ کا انتقال جس حجرہ مبارک میں ہوا وہیں آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ ﷺ کو حجرہ مبارک میں دفن کرنے کے بعد آپ کی قبر مبارک آج تک عمارت میں بند ہے، اسے ظاہر نہیں کیا گیا اور اس کی وجہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتادی ہے اور آپ کی قبر مبارک کے اوپر عمارت کا ہونا اس وجہ سے ہے کہ آپ نے وفات بھی اسی عمارت کے اندر پائی تھی اور اسے آپ کا خاصہ بھی کہا گیا ہے وگرنہ آپ نے امت کو قبروں پر عمارتیں بنانے سے منع فرمادیا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب بیمار ہوئے تو آپ کی بعض ازواج مطہرات نے ماریہ نامی ایک گرجے کا ذکر کیا جو انہوں نے حبشہ کی سرزمین پر دیکھا تھا، سیدہ ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما دونوں حبشہ کی سرزمین پر گئی تھیں، انہوں نے اس کی خوبصورتی اور اس میں بنی ہوئی تصاویر کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں سے کوئی نیک شخص فوت ہو جائے تو یہ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے ہیں، پھر اس میں تصویریں بنا لیتے ہیں یہ لوگ اللہ کے ہاں بدترین مخلوق ہیں۔'' ②

سیدہ عائشہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر سکرات الموت (موت کی سختی) اتری تو آپ اپنے چہرہ مبارک پر کپڑا ڈال لیتے، جب گرمی کی شدت ہوتی تو اسے چہرے سے ہٹا دیتے اور آپ نے اسی حالت میں فرمایا:

((لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اِتَّخَذُوا قُبُورَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ.))

---

① صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب مایکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور: ۱۳۳۰؛ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب النهی عن بناء المساجد علی القبور واتخاذ الصور فیها: ۱۹ / ۵۲۹۔ ② صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب بناء المسجد علی القبر: ۱۳۴۱؛ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب النهی عن بناء المساجد علی القبور واتخاذ الصور فیها: ۱۶ /۵۲۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یہود ونصاری پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو انہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو مساجد (سجدہ گاہ) بنالیا۔"

جو انہوں نے کیا، آپ اس سے ہمیں ڈراتے تھے۔

یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ اسی مفہوم میں بخاری و مسلم سمیت حدیث کی بیشتر کتابوں میں ہے۔ کہیں فرمایا: «لَعَنَ اللّٰہُ الْیَهُودَ وَالنَّصَارَی» کہیں فرمایا: «قَاتَلَ اللّٰہُ الْیَهُودَ وَالنَّصَارَی» ①

سیدنا جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی وفات سے پانچ دن پہلے سنا، آپ فرما رہے تھے: "میں بیزار ہوں اس بات سے کہ کسی کو تم میں سے اپنا خلیل بناؤں سوائے اللہ تعالیٰ کے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنایا جس طرح ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔ خبردار! بے شک وہ لوگ جو تم سے پہلے تھے وہ اپنے انبیا اور صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے۔ خبردار! تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا، بے شک میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔" ②

اس مفہوم کی احادیث سے کتب احادیث بھری پڑی ہیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ "قبروں کو پختہ کیا جائے یا ان پر بیٹھا جائے یا ان پر عمارت بنائی جائے۔" ③

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ "قبر پر عمارت بنائی جائے یا اس پر مبالغہ کیا جائے یا پختہ کیا جائے۔" ایک راوی سلیمان بن موسیٰ کی روایت میں یہ اضافہ ہے: "یا اس پر لکھا جائے۔" ④

---

① صحیح البخاری، ابو اب المساجد، باب الصلاۃ فی البیعة: ٤٣٥، ٤٣٦، ٤٣٧؛ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب النهی عن بناء المساجد علی القبور واتخاذ الصور فیها: ٢٢ / ٥٣١_ ② صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب النهی عن بناء المساجد: ٢٣ / ٥٣٢_ ③ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب النهی عن تجصیص القبور: ٩٤ / ٩٧٠؛ سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب کراهیة القعود علی القبر: ٣٢٢٥، وقال الالبانی: صحیح ـ ④ سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب الزیادة ==>

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر تم میں سے کوئی ایک انگارے پر بیٹھے اور اس سے اس کے کپڑے جل جائیں اور اس کی کھال تک پہنچ جائے تو بھی اس سے بہتر ہے کہ وہ قبر پر بیٹھے۔''①

سیدنا ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو۔''②

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ ''قبریں پختہ بنائی جائیں، ان پر لکھا جائے، ان پر کوئی عمارت بنائی جائے یا انہیں روندا جائے۔''③

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر میں کسی انگارے پر چلوں یا تلوار کی دھار پر چلوں یا اپنا جوتا اپنے پاؤں کے ساتھ سی لوں تو یہ مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں کسی مسلمان کی قبر پر چلوں اور میرے لائق نہیں کہ قبروں یا بازاروں کے درمیان قضائے حاجت کروں۔''④

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ قبر پر کچھ بھی لکھا جائے۔⑤

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زمین ساری کی ساری مسجد ہے سوائے قبرستان اور حمام کے۔''⑥

==> علی القبر: ۲۰۲۷، وقال الالبانی: صحیح؛ السنن الکبری للبیهقی: ۶۷۳۵۔

① صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب النهی عن الجلوس علی القبر: ۹۶ / ۹۷۱۔

② صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب النهی عن الجلوس علی القبر: ۹۶ / ۹۷۲۔

③ سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب کراهية تجصيص القبور و الکتابة عليها۔ ④ سنن ابن ماجة، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی النهی عن المشی علی القبور والجلوس عليها حدیث: ۱۵۶۷۔ ⑤ سنن ابن ماجة، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی النهی عن البناء رقم ۱۵۶۳، وقال الالبانی صحیح۔ ⑥ سنن الترمذی، ابو اب الصلاة، باب ماجاء ان الارض کلها مسجد الا المقبرة والحمام: ۳۱۷، وقال الالبانی: صحیح؛ سنن ابن ماجة، کتاب المساجد، باب المواضع التی تکره فیها الصلاة: ۷۴۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے قبروں کے بیچ میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ ①

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:
''اپنی نمازوں میں سے (کچھ حصہ) اپنے گھروں میں بھی ادا کرو اور انہیں قبریں نہ بناؤ۔'' یعنی جس طرح قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جا سکتی اس اسی طرح گھروں کو نہ بناؤ۔ ②

ایک روایت کے الفاظ ہیں: ''اپنے گھروں میں نماز پڑھو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ۔'' ③

ابو ہیاج اسدی فرماتے ہیں کہ مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا کہ ہر تصویر کو مٹا دے اور ہر اونچی قبر کو (زمین کے) برابر کر دے۔

ایک روایت میں تصویر کی بجائے لفظ ''تِمثالا'' ہیں یعنی مورتیاں وغیرہ۔ ④

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:
((اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا، لَعَنَ اللّٰهُ قَوْمًا اِتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) ⑤
''اے اللہ! تو میری قبر کو بت (سجدہ گاہ) نہ بنا، اللہ تعالیٰ ایسی قوم پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔''

---

① صحیح ابن حبان: ۲۳۱۸، وقال شعیب ارناؤط: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم؛ مسند ابی یعلی: ۲۷۸۸؛ مجمع الزوائد للهیثمی: ۲۰۶۲، وقال: رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح ـ ② صحیح البخاری، ابواب المساجد، باب کراهیة الصلاة فی المقابر: ۴۳۲؛ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب استحباب صلاة النافلة فی بیتہ وجواز ما فی المسجد: ۲۰۸ / ۷۷۷ـ ③ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب استحباب صلاة النافلة فی بیتہ......: ۲۰۹ / ۷۷۷ـ ④ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الامر بتسویة القبر: ۹۳ / ۹۶۹ـ ⑤ مسند احمد: ۶۳۵۸، وقال شعیب ارناؤط: اسنادہ قوی؛ مسند ابی یعلی: ۶۶۸۱، وقال حسین سلیم اسد: اسنادہ صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور نہ میری قبر پر میلہ لگاؤ، البتہ مجھ پر درود پڑھو، بے شک تمہارا درود، تم جہاں بھی پڑھو، مجھے پہنچایا جائے گا۔'' ①

عید کا معنی تہوار، جشن، میلہ، عرس وغیرہ ہے اور یہ سب اسی معنی میں آتے ہیں۔

ان احادیث سے یہ مسائل واضح ہوتے ہیں:

① قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنایا جائے چاہے وہ قبر کسی کی ہو۔ ایسا کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔

② قبروں کو زیادہ اونچا بنانے اور پختہ بنانے سے منع فرمایا بلکہ اونچی قبروں کو گرانے کے لیے سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ انہیں زمین کے برابر کر دیا جائے۔

③ قبر پر مجاور بن کر نہ بیٹھے اور نہ ہی قبر یا قبر والے سے فیض حاصل کرنے کے لیے چلہ کاٹے، کوئی ورد وظیفہ کرنے، تقرب حاصل کرنے وغیرہ کے لیے کسی بھی قبر پر یا قبرستان میں نہ بیٹھے، کسی قسم کا خیمہ لگا کے یا ویسے وہاں بیٹھنا یا کسی کو مجاور بٹھانا، قرآن خوانی کرانا وغیرہ منع ہے۔

④ نہ قبر کی لپائی کی جائے اور نہ قبر کے اوپر اضافی مٹی ڈالی جائے، البتہ کوئی شرعی ضرورت و مجبوری ہو تو الگ بات ہے مثلاً: سیلاب وغیرہ سے قبریں ننگی ہو جائیں جیسے شہدائے احد کی قبریں ننگی ہو گئی تھیں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک بھی دیوار گرنے سے نظر آنے لگے تھے۔

⑤ قبروں پر کوئی عمارت، قبہ، مزار وغیرہ نہ بنایا جائے۔

⑥ قبروں پر کوئی کتبہ وغیرہ بھی نہ لگایا جائے اور نہ قبر کے اوپر لکھائی کی جائے۔

⑦ قبرستان کے اندر نماز نہ پڑھی جائے، خواہ کسی قبر کی طرف منہ ہو یا نہ ہو۔

---

① سنن ابی داود، کتاب المناسک، باب زیارة القبور: ۲۰۴۲، وقال الالبانی: صحیح؛ مسند احمد: ۸۸۵۴۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑧ قبر کو قبلہ نہ بنایا جائے اور نہ قبر یا صاحب قبر سے تبرک کے لیے یا اس کی تعظیم وتکریم کرتے ہوئے یا اس سے تقرب چاہتے ہوئے گویا اس طرح کے کسی بھی مقصد کے لیے قبر کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھی جائے۔

⑨ قبر پر کسی بھی قسم کی نذر و نیاز اور چڑھاوے چڑھانا وغیرہ حرام ہے مثلاً: کسی بھی جانور کو قبر پر لے جا کر ذبح کرنا، پھر بطور تبرک گوشت واپس لا کر کھانا یا کوئی اور چیز وہاں سے بطور تبرک لا کر کھانا، کسی کو کھلا دینا یا ویسے ہی ضائع کر دینا کہ یہ مردے کا حصہ ہے تو یہ سارے کام کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور یہ بھی کہ مردے کے نام پر، ان کا تقرب حاصل کرنے کے لیے، ان کے توسل سے اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ذبح کرنا، نذر و نیاز اور چڑھاوے چڑھانا وغیرہ، یہ سارے کام حرام ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ﴾ ①

”تم اس (جانور) کا گوشت مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو، کیونکہ یہ (کھانا) یقیناً نافرمانی ہے۔“

⑩ قبروں کو بت کی طرح نہ پوجا جائے۔ کسی بھی قبر پر کسی بھی قسم کی حاجت روائی، مشکل کشائی وغیرہ کے لیے جانا حرام ہے۔

⑪ قبروں پر میلہ، تہوار، جشن، عرس منعقد کرانا وغیرہ اور کسی بھی قسم کا اجتماع یا اکٹھ جو تہوار کا منظر پیش کرے حرام ہے۔

⑫ کسی قبر یا قبرستان کو قبلہ بنا کر اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا حرام ہے۔

⑬ قبروں پر چراغاں کرنا، ان پر کسی بھی قسم کی شبیہیں اور تصویریں بنانا، لٹکانا یا رکھنا حرام ہے۔

⑭ قبروں کو روند کر ان کی توہین نہ کی جائے۔ آدمی نہ تو خود قبروں کو روندے اور نہ وہاں اپنے جانور چھوڑے کہ وہ قبروں کو روندتے پھریں اور نہ کسی گاڑی سے انہیں روندے۔

---

① الانعام: ۱۲۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑮ قبر کو بت کدہ، عبادت خانہ یا پوجا گھاٹ وغیرہ نہ بنائیں کہ اس کی پوجا کی جا رہی ہو۔ نہ ہی قبرستان کے اندر محفلیں سجا کر قبر والوں کی توہین کی جائے اور نہ ہی وہاں قضائے حاجت کے لیے جایا جائے۔

کئی لوگ چلے کاٹنے کے لیے یا جھاڑ پھونک اور بناوٹی دم درود وغیرہ کی آڑ میں عام اور سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کرنے اور اپنی دکانداری چمکانے کے لیے قبریں اکھاڑ کر لاشوں کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ (نعوذ باللّٰہ) بلکہ بعض اوقات مردہ بچوں کی کھوپڑی نکال کے اس کا پیالہ بنا کر اسے شیطانی عمل میں استعمال کیا جاتا ہے تو ایسی خرافات وغیرہ سب کے سب ناجائز اعمال ہیں، لہٰذا ایسے لوگوں کی سرزنش ضروری ہے۔

ایسا انسان جو سمندر میں فوت ہو جائے

اگر کوئی آدمی سمندری سفر میں تھا اور اس دوران اس کا انتقال ہو گیا تو اسے کس طرح دفن کیا جائے اور اس کی نماز جنازہ اور غسل وغیرہ کس طرح ادا کیا جائے؟

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سمندر میں سفر کر رہے تھے کہ وہ فوت ہو گئے تو ان کی تدفین کے لیے سات دن کے بعد کوئی جزیرہ ملا تو پھر ان کے ساتھیوں نے انہیں وہاں دفن جبکہ میت کی حالت متغیر نہیں ہوئی تھی۔ اس کے بعد (راوی) فرماتے ہیں کہ ہم تک حسن بصری کی روایت پہنچی کہ انہوں نے فرمایا: اسے غسل دیا جائے گا، کفن دیا جائے گا، اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اسے سمندر میں ڈال دیا جائے گا۔ ایک اور روایت کے الفاظ ہیں کہ اسے تھیلے وغیرہ میں رکھ کر سمندر میں ڈالا جائے گا۔ ①

عطاء رحمہ اللہ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو سمندر میں فوت ہوا ہو تو انہوں نے فرمایا: اسے غسل دیا جائے گا، کفن دیا جائے گا، خوشبو لگائی جائے گی اور اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی، پھر اس کے دونوں پاؤں میں کوئی وزنی چیز باندھ کر اسے سمندر میں ڈال دیا جائے گا۔ ②

---

① السنن الکبری للبیهقی: ٦٧٧٤، اسناده صحیح۔ ② مصنف ابن ابی شیبة: ١١٤٥١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ اور تابعین کے قول وفعل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر ممکن ہو کہ میت کو بغیر متغیر ہوئے ساحل سمندر یا کسی جزیرہ تک پہنچایا جا سکے تو اسے خشکی ہی میں لا کر دفن کیا جائے گا اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر اسے کشتی یا بحری جہاز وغیرہ میں ہی غسل دیا جائے گا، وہیں اس کو کفن دیا جائے گا اور اس کی عام جنازوں کی طرح نماز جنازہ ادا کی جائے گی، پھر اسے کسی تھیلے وغیرہ میں بند کر کے کوئی وزنی چیز باندھ کر سمندر میں اتار دیا جائے گا۔

مصنوعی اعضا کو میت کے جسم سے الگ کرنا

ایسے اعضا جو انسان کے قدرتی اعضا کے ضائع ہونے پر مصنوعی لگائے جاتے ہیں وہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو ایسے اعضا جو انسانی جسم کے ساتھ مربوط ہو کر اس کا حصہ بن جاتے ہیں جیسے وہ دانت جو انسانی جسم سے الگ نہیں کیے جا سکتے تو ایسے اعضاء کو مرنے کے بعد بھی میت سے الگ نہیں کرنا چاہیے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهِ حَيًّا» [1]

''میت کی ہڈی توڑنا زندہ کی ہڈی توڑنے کی مانند ہے۔''

تو ایسے اعضا چونکہ جسم کا حصہ ہی بن چکے ہوتے ہیں لہٰذا انہیں اکھیڑنا نہیں چاہیے لیکن اگر یہ اعضا کسی قیمتی چیز جیسے سونے و چاندی وغیرہ سے بنے ہوئے ہوں تو پھر انہیں اتار لینا چاہیے کیونکہ یہ مال کا ضیاع ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کے ضیاع سے منع فرمایا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اگر یہ سونے یا کسی اور قیمتی دھات وغیرہ سے بنا ہوا عضو میت کے ساتھ ہی دفن کر دیا جائے تو کفن چور قبر اکھاڑ کر میت کی بے حرمتی کرتے ہیں، اس لیے ایسے قیمتی اعضا کو اتار لینا بہتر ہے۔

دوسرا وہ عضو جو آسانی سے اتر جاتا ہے بلکہ کئی اعضا تو کئی بار ویسے ہی اتار لیے

---

[1] سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی الحفار یجد العظم هل یتنكب ذلك المكان: ٣٢٠٧، قال الالبانی: صحیح؛ سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز، باب فی النهی عن كسر عظام الميت: ١٦١٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں جیسے وہ دانت جو منہ میں مربوط نہیں ہوتے یا ایسی مصنوعی ٹانگ یا بازو وغیرہ جو اصل ٹانگ کے ساتھ مربوط نہ کر دی جائے تو ایسے اعضا اسی طرح اتار لیے جائیں جس طرح انسانی جسم سے اس کے کپڑے اور جوتی وغیرہ اتار لی جاتی ہے۔ ھذا ما عندی واللّٰہ اعلم بالصواب

جسم کے بعض حصے یا کسی ایک جز کی نماز جنازہ پڑھنا

اگر میت کی پوری نعش نہیں ملتی جیسا کہ آج کل ہو جاتا ہے کہ کہیں بم دھماکہ یا اسی طرح کے حادثے میں جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تو کیا کسی ایک جسمانی عضو پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی؟

اس مسئلہ میں بات یہ ہے کہ اس کی اصل جسم کے اکثر حصہ پر رکھی جائے گی اور خاص کر ایسے اعضا جو اعضائے رئیسہ کہلاتے ہیں۔ اگر تو ان ٹکڑوں کو اکٹھا کرنا ممکن ہو تو ٹھیک ہے ورنہ جسم کے اکثر اعضا پر ہی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

اگر کوئی ایسا حادثہ پیش آ گیا جیسے کوئی طیارہ گر جائے تو تمام نعشوں کے ٹکڑے بکھر جاتے ہیں، پھر انہیں چن چن کر اکٹھا کیا جاتا ہے تو لازمی ایک لاش کے ٹکڑے دوسرے سے مل جاتے ہیں یا کہیں آتش زدگی کی صورت میں لاشیں جھلس گئیں تو انہیں کس طرح اکٹھا کیا جائے؟ تو ایسی نعشوں کو غالب ظن کی بنیاد پر یا آجکل تو DNA کی سہولت بھی ہے لہٰذا ان ٹکڑوں کو اکٹھا کیا جائے گا اور اگر کچھ حصہ مل گیا اور باقی ضائع ہو گیا یا اس کی ملنے کی امید ہی نہیں تو پھر جو مل گیا وہ تھوڑا ہو یا زیادہ اسی پر نماز جنازہ پڑھ کر اس کو دفن کر دیا جائے گا۔ دھڑ مل گیا اور باقی کی امید ہو کہ مل جائے گا لیکن تاخیر ہو رہی ہو تو جو حصہ مل گیا ہے اس پر نماز جنازہ پڑھ کر اس کو دفن کر دیا جائے گا اور دوسرا حصہ جب ملے گا تو اس پر پھر سے نماز جنازہ پڑھ لی جائے گی۔

جس طرح ایک شہید کا سر دشمن کاٹ کر لے جائے اور صرف دھڑ ملے، سر کی اگرچہ امید ہو لیکن تاخیر ہو رہی ہو تو حفاظت کے پیش نظر دھڑ کو نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دینا چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا سر مبارک عبید اللہ بن زیاد کے پاس لایا گیا جو ایک تھال میں رکھا ہوا تھا تو اس نے چھڑی سے ٹھوکر مارنا شروع کی اور آپ رضی اللہ عنہ کے حسن کے بارے میں کچھ بکا تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ ان سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور انہوں نے وسمہ سے رنگ لگایا ہوا تھا۔ ①

ایک روایت میں ہے کہ وہاں موجود ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اسے ڈانٹا اور فرمایا: اپنی چھڑی ان سے دور کرلے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ مبارک کو اس جگہ پر رکھا ہوا دیکھا ہے۔ ②

آپ رضی اللہ عنہ کا سر مبارک کہاں دفن ہوا، اس میں شدید اختلاف ہے لیکن یہ طے ہے کہ سر مبارک الگ اور دھڑ الگ دفن ہوا تھا۔

قبر کھودتے وقت کسی میت کی ہڈی وغیرہ ملنا

ایسی صورت میں کہ جب قبر کھودنے والا قبر کھود رہا ہو اور اسے زمین کے اندر سے کسی انسان کی ہڈی مل جائے تو کیا کیا جائے؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میت کی ہڈی توڑنا زندہ کی ہڈی توڑنے کی مانند ہے۔'' ③

اس حدیث کو امام ابو داود رحمہ اللہ نے جس باب کے تحت ذکر کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: ''قبر کھودنے والے کے بارے میں جسے ہڈیاں مل جائیں تو کیا وہ اس جگہ کو تبدیل کرلے؟'' اس کی شرح میں شیخ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ اس طرح رقمطراز ہیں:

(زندہ یا مردہ کی) ہڈی کو توڑنا گناہ میں برابر ہے طیبی رحمہ اللہ نے کہا ہے: اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ میت کی بھی توہین نہ کی جائے جس طرح زندہ

---

① صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما: ۳۷۴۸۔ ② فتح الباری۔ ③ سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب الحفار یجد العظم هل یتنکب ذلك المکان: ۳۲۰۷، قال الالبانی: صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی توہین نہیں کی جاتی ہے۔ ①

حدیث کے معروف استاذ دکتور عبدالمحسن العباد اس طرح رقمراز ہیں:

جب میت یا اس کی اکثر ہڈیاں وہاں موجود ہوں تو یہ جگہ چھوڑ دی جائے گی اور کسی دوسری جگہ پر جایا جائے گا لیکن جب قبر میں ایک آدھ ہڈی ہو گی تو اسے توڑا نہیں جائے گا بلکہ اس (ہڈی) کو ایک جانب دفن کر دیا جائے گا اور اس کی جگہ کسی دوسری میت کو دفن کر دیا جائے گا۔(یہ حدیث لکھنے کے بعد آگے فرماتے ہیں) کہ یہ (انسانی جسم) زندہ اور مردہ (دونوں حالتوں میں) محترم ہے تو جس طرح اس کی زندگی میں اس کی توہین نہیں کی جاتی تھی اسی طرح اس کے فوت ہونے کے بعد بھی اس کی توہین نہیں کی جائے گی۔ ②

اس حدیث کی رو سے یہی بات سامنے آتی ہے جو کہ محدثین اور شارحین نے بیان کی ہے کہ اگر قبر کھودتے وقت کوئی ہڈی مل جائے تو اس کی کیفیت دیکھی جائے گی اگر تو پورے جسم کی ہڈیاں ملی ہیں یا اکثر حصے کی ہڈیاں ملی ہیں تو پھر انہیں اسی طرح دفن کر دیا جائے گا اور اگر کوئی ایک آدھ ہڈی ملی ہے تو اسے وہیں قریب ہی دفن کر دیا جائے۔

کفن چور کا حکم اور اس کی سزا

وہ شخص انتہائی بدبخت اور لعنتی ہے جو مردوں کو بھی ان کی قبروں میں معاف نہیں کرتا اور ان کی قبروں کو اکھاڑ کر ان کا کفن چوری کر لیتا ہے۔ان کے جسمانی اعضا نکال کر ان کو فروخت کرتا ہے یا ان پر اپنا کوئی جادو ٹونہ کرتا ہے یا کسی بھی اور مقصد کے لیے ایسا کرتا ہے۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفن چور مرد و عورت پر لعنت فرمائی ہے۔ ③

---

① عون المعبود لشمس الحق عظیم آبادی۔ ② شرح سنن ابی داود، للدکتور عبدالمحسن العباد۔ ③ السنن الکبری للبیھقی: ١٧٢٤٥، وقال الالبانی: (قلت) وھذا اسناد صحیح علی شرط البخاری ... فظھر بعد ان الصحیح فی ھذا الحدیث انه موصول، السلسلة الصحیحة: ٢١٤٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح یہ حدیث بھی بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فوت شدہ مومن کی ہڈی توڑنے کا گناہ اتنا ہی ہے جتنا زندہ کی ہڈی توڑنے کا ہے۔'' ①

میت کو تکلیف پہنچانے والا، اس کی قبر کو اکھاڑنے والا، اس کا کفن اتارنے والا، اس کے اعضا نکال کر بیچنے والا یا ان پر جادو ٹونہ کرنے والا انتہا درجے کا لعنتی ہے۔ اس کا کفن اتارنے والا ایسے ہی ہے جیسے اس نے کسی زندہ مسلمان کے کپڑے اتار دیے ہوں۔

یہ صرف کفن چور ہی نہیں بلکہ یہ تو فساد فی الارض کا مرتکب ہے اس کو تو جتنی بھی سزا دی جائے کم ہے۔ کیونکہ جن کی میت کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا ہو وہ تو اسے کبھی معاف نہیں کریں گے تو اس طرح فساد کا ایک سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ اس لیے ایسا آدمی جس نے صرف کفن چوری کیا ہو اس کی سزا عام چور والی ہی سزا ہے کہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اگرچہ کچھ بزرگوں نے کہا کہ اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ ان کے پاس چند عقلی دلیلیں ہی ہیں، جیسے یہ کہتے ہیں کہ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی آدمی ادھار لیکر اس کا انکار کر دے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا اس لیے کہ وہ چور کے معنی میں نہیں آتا۔ یہ بے چارے لغوی معنی بھی اپنی خواہشات و آرا کے مطابق ہی کرتے ہیں حق اور سچ کو دبا کر کے صرف اپنے باطل مذہب کو سچا ثابت کرنے کی لا حاصل کوشش کرتے رہتے ہیں۔ یہ قیاس ہی سرے سے فاسد ہے۔

یہ بات کہ میت کا کوئی وارث نہیں ہوتا یہ بات بھی انتہا درجے کی فضول اور لغو ہے۔ میت کے ورثا کے حوالے سے تو کتب احادیث میں احادیث کا ایک ذخیرہ ہے جو میت کے ورثا کا تعین کرتی ہیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب (غزوہ) احد کا وقت آ گیا تو رات کو میرے والد نے مجھے بلایا اور کہنے لگے میں اپنے آپ کو نبی ﷺ کے اصحاب میں سے پہلے شہدا میں سے دیکھ رہا ہوں اور میں نبی ﷺ کے بعد تجھ سے بڑھ کر کسی کو زیادہ معزز نہیں دیکھتا،

① سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی الحفار تجد العظم هل يتنكب ذلك المكان؟: ۳۲۰۷، صحيح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو مجھ پر قرض ہے اسے ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ خیر خواہی کرنا۔ پھر ہم نے صبح کی تو وہ پہلے شہدا میں سے تھے۔ان کے ساتھ (قبر میں) ایک اور آدمی بھی دفن ہوا جو میرے دل کو اچھا نہ لگا کہ میں انہیں کسی دوسرے کے ساتھ (ایک ہی قبر میں) چھوڑ دوں تو میں نے انہیں چھ ماہ کے بعد نکالا تو وہ اس دن کی طرح تھے جس دن انہیں رکھا گیا تھا، سوائے ان کے کان کے۔ ①

احد کے چھ ماہ بعد نبی ﷺ اس دنیا میں بنفس نفیس موجود تھے لیکن آپ ﷺ نے اس پر کوئی انکار نہیں کیا۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہر بنانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے فرمایا: جس کا کوئی مقتول ہے تو وہ آئے یعنی احد کے شہدا میں سے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو نکالا تو وہ اسی حالت میں تروتازہ تھے۔ پہلو بدلتے تھے بلکہ ان میں سے تو ایک آدمی کے پاؤں کو کدال (کسّی) لگنے سے خون بہہ پڑا تو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہنے لگے اس کے بعد کبھی کوئی منکر اس کا انکار نہیں کرے گا۔ ②

اگر میت کا کوئی وارث ہی نہیں تھا تو انہیں یہ کیوں کہا گیا کہ میت کے ورثا آجائیں تا کہ ان کی موجودگی میں شہدائے احد کی قبروں کو منتقل کیا جائے اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ واقعہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ کے بعد کا ہے جس کا تذکرہ اوپر والی حدیث میں کیا گیا ہے جو جنگ احد سے تقریباً 46 سال بعد کا واقعہ ہے۔

اسی طرح میت کا قرضہ اور دیگر معاملات اس کے ورثا کے ذمے ہوتے ہیں۔

میت اگر مقتول ہو تو اس کا قصاص بھی ورثا کا حق ہوتا ہے۔اس لیے اگر کوئی میت کو اذیت دے گا، اس کی قبر اکھاڑے گا، اس کا کفن چوری کرے گا تو تمام امور میں میت کی طرف سے اس کے ورثا ذمہ دار ہوں گے۔

---

① صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب هل یخرج المیت من القبر واللحد لعلة: ۱۳۵۱۔ ② مصنف عبدالرزاق: ٦٦٥٦؛ مشکل الاثار للطحاوی: ٤٣٠١؛ التمهید لما فی المؤطا لابن عبدالبر محمد بن عبدالرحمن ابو الرجال، وهذا الاسناد صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح یہ اعتراض کرنا کہ قبر میت کے لیے محفوظ جگہ نہیں یہ تو صرف اسے دفن کرنے کے لیے ہے، لہٰذا اگر قبر سے کوئی میت کا کفن نکال کر لے جائے تو یہ چور نہیں ہے اور جب یہ چور ہی نہیں تو اس کا ہاتھ کس طرح کاٹا جائے گا؟ ہاتھ کاٹنے یا نہ کاٹنے کا ذکر آگے آرہا ہے۔

یہاں صرف یہ دیکھ لیں کہ کیا میت کو قبر میں اس کی حفاظت کے لیے دفن کیا جاتا ہے یا کسی اور مقصد کے لیے؟ تو دفن اولاً تو شریعت اسلامیہ کا حکم جان کر کیا جاتا ہے اور اس لیے بھی کہ یہ میت موذی جانوروں سے محفوظ رہے۔

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوذر!'' میں نے عرض کیا: میں حاضر اور فرمانبردار ہوں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''اس وقت تیری کیا کیفیت ہوگی جب لوگوں کو موت گھیر لے گی (یعنی وبا پھیل جائے گی) ایسے میں گھر غلام کے بدلے ہو جائے گا۔'' یعنی قبر، میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں یا جو اللہ اور اس کے رسول پسند فرمائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''صبر کو لازم پکڑ'' یا فرمایا کہ ''صبر کر۔'' ابو داود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حماد بن سلمہ کہتے ہیں: کفن چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ میت کے گھر (قبر) میں گھس گیا ہے۔ [1]

اس حدیث میں نبی ﷺ نے قبر کو گھر قرار دیا ہے اور اسی وجہ سے حماد بن ابی سلمہ رحمہ اللہ کا یہ قول امام ابو داود رحمہ اللہ نے درج کیا ہے کہ چور میت کے گھر میں گھس گیا ہے اور اس نے گھر میں گھس کر چوری کی ہے، اس کا کفن اتارا ہے، لہٰذا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

کیا میت کا پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے؟

کسی آدمی کے فوت ہونے کے بعد اس کی لاش کو چیر پھاڑ کر اس کے جسم کے اعضا یا کچھ ٹکڑے معائنہ کرنے کے لیے نکالنا اور پھر ان کا طبی معائنہ کر کے اس کی موت کی وجوہات تلاش کرنا تاکہ اس کی وجۂ قتل معلوم کر کے اس کے قاتل تک پہنچا جائے۔

---

[1] سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب فی قطع النباش: ٤٤٠٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو بھی زندہ آدمی پر ہی محمول کیا جائے گا یعنی اگر وہ زندہ ہو تو پھر اس کے جسم کا آپریشن کیا جا سکتا ہے تاکہ اس کی بیماری کے عنصر کو ختم کرنے کے لیے اس کا علاج کیا جائے تو ایسے آپریشن کو درست اور جائز کہا جاتا ہے اور یہ مریض کی توہین اور بے عزتی کے زمرے میں نہیں آتا۔

اسی طرح ایک آدمی قتل ہو گیا تو اس کے قتل کی وجہ اور سبب معلوم کرنے کے لیے اس کے جسم کا آپریشن کیا جاتا ہے جو کہ میت کے ورثا کی اجازت اور رضامندی سے ہوتا ہے اور وہ خود یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں ہمارے مقتول کے قاتل کا سراغ چاہیے۔ تو یہ اس حدیث کے ضمن میں نہیں آتا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

''مردہ کی ہڈی توڑنا ایسے ہی ہے جیسے کہ زندہ کی ہڈی توڑنا۔'' [1]

لیکن میت کا احترام ہر حال میں واجب اور ضروری ہے۔ جس طرح زندہ آدمی کا کسی خطرناک بیماری کے لیے آپریشن کرنا جبکہ اس کے سوا کوئی دوسرا حل اور علاج نہ ہو تو یہ مجبوراً جائز ہے۔ اسی طرح جب مقتول کے قتل کی وجہ اور سبب کا علم نہ ہو رہا ہو جس کے بغیر اس کے قاتل تک پہنچنا ممکن نہ ہو تو اس حد تک اس کا پوسٹ مارٹم کیا جا سکتا ہے کہ اس کے جسم کی توہین نہ ہو، بلا وجہ چیر پھاڑ نہ ہو، صرف متعلقہ اعضا کا معائنہ کیا جائے اور اگر ضروری ہو تو متاثر عضو کا انتہائی معقول حصہ ہی نمونہ کے لیے لے لیا جائے جس کے سوا کوئی چارہ نہ ہو تو اس بات کو بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ اس کے جسم کے سارے اعضا اس کے پاس اللہ کی امانت ہیں اور انہیں اسی کی امانت سمجھتے ہوئے استعمال میں لائے۔

غرض یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی میت کی توہین کرتا ہے، اس کے جسم کے کسی حصے کو نکال کر اس پر جادو ٹونہ کرتا ہے جیسا کہ عموماً لوگ ایسا ٹونہ کرانے والوں سے اولاد کے حصول کے لیے ٹونہ کرواتے ہیں اور وہ کسی لڑکی یا لڑکے کی کھوپڑی وغیرہ پر ٹونہ کرتے ہیں، اس کے جسم پر نہاتے ہیں، ایسی کسی بھی قسم کی خرافات کرتے ہیں یا میت کے اعضا فروخت

---

[1] سنن ابی داود: ۳۲۰۷، صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں تو ایسے لوگ فساد فی الارض (زمین میں فساد پھیلانے) کے مرتکب ہیں اور کسی بھی قسم کے رحم کے قابل نہیں ہیں۔انہیں کم ازکم فساد فی الارض کا ارتکاب کرنے کی سزا تو ملنی چاہیے، انہی میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو مردے کھاتے ہیں، مردے یا اس کے بعض اعضا کسی بھی مقصد کے لیے فروخت کرتے ہیں تو یہ سب اسی فساد فی الارض کے مرتکب ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

فصل

فوت ہونے والے کے بدن کے اعضا کو کئی لوگ مختلف لیبارٹری ٹیسٹ اور تجربات کے لیے استعمال کرتے ہیں اور بسا اوقات یہ اعضا حاصل کرنے کے لیے چوری اور خیانت تک کے مرتکب ہو جاتے ہیں جیسے کسی لاش کا پوسٹ مارٹم کیا جانا ہو اور پوسٹ مارٹم کرنے والے ڈاکٹروں سے یہ لوگ رابطہ رکھتے ہیں اور ان سے اس میت کے مختلف اعضا لیتے ہیں۔اس کی یہ قیمت بھی ادا کرتے ہیں، کئی کفن چور قبر کو اکھاڑ کر میت کے اعضا انہیں لا کر دیتے ہیں اور یہ بھی ان سے اس کی قیمت وصول کرتے ہیں اور پھر میت کے ان اعضا اور ہڈیوں کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

اس بارے میں عرض ہے کہ ایسا کوئی بھی عمل وفعل جس سے میت کو تکلیف یا نقصان پہنچے یا پہنچنے کا احتمال ہو تو ایسا ہر کام غلط اور جرم ہے اور فساد فی الارض کے زمرے میں آتا ہے۔اس کی وہی سزا ہے جو فساد فی الارض کرنے والے کی ہے اور اگر ورثا کہیں کہ ہم نے اس کی اجازت دی ہے تو پھر بھی یہ واضح ہے کہ ایسا کام کرنے کی اجازت دینے کا اختیار ورثا کو نہیں۔ یہ کام میت کی توہین ہے اور کسی بھی مسلمان میت کی توہین بہت بڑا جرم ہے اور یہ اعضا مہیا کرنے والے چور اور خائن ہیں، خائن اس لیے کہ انہیں تو مسیحا سمجھ کر کسی انتہائی مجبوری کے عالم میں صرف قتل کی وجہ اور سبب دریافت کرنے کے لیے اس حد تک اجازت دی گئی تھی باقی کام کی اجازت تو نہیں تھی اور یہ کام متعلقہ فرد یا ڈاکٹر نے ازخود کیا ہے اور اپنے پیشہ، میت اور میت کے ورثا سے خیانت کی ہے اور ایسا کرنے والا چور ہے اسے چوری کی حد لگنی چاہیے۔ ان اعضا کی توہین کرنے والا خواہ اس کام کے لاکھ فوائد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گنوائے، اس کے یہ فوائد بتانا اور تمام امور بے کار اور لا حاصل ہیں۔ ان کے مقابلے میں کسی مسلمان کی میت کی توہین کسی بھی صورت نا قابل معافی جرم ہے۔

میت کا اپنے اعضا عطیہ کرنا

کسی انسان کے جسم کے اعضا کسی دوسرے کے جسم میں لگانا اور خاص کر جب وہ فوت ہو جائے یا فوت ہونے کے قریب ہو تو وہ وصیت کر جائے یا نہ کرے تو کیا اس کے جسمانی اعضا یعنی آنکھ، گردے، جگر وغیرہ کسی دوسرے انسان کو لگائے جا سکتے ہیں جسے اعضا کی ضرورت ہو اور ڈاکٹر یہ تجویز دیں کہ اسے ان اعضا کی ضرورت ہے اور یہ عضو کسی انسان کو لگا دیا جائے تو اس کی حالت بہتر ہو سکتی ہے یا اس کی جان بچ سکتی ہے؟

اس بارے میں اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم سے کسی سے بھی مکمل وضاحت کے ساتھ کچھ بھی منقول نہیں ہے۔ اس بارے میں ابہام ہے اور چونکہ اس طرح اعضا کی منتقلی کا عمل اس وقت نہیں تھا، یہ تو بہت بعد میں بلکہ اس دور میں ہی شروع ہوا ہے تو اس بارے میں اجتہادات ہی ہیں اور اسی لیے اس بارے میں کئی آراء پائی جاتی ہیں۔ ایک گروہ تو انہیں مطلق حرام قرار دیتا ہے اور ایک گروہ انہیں مطلق جائز سمجھتا ہے۔ ان کے دلائل تو بہت زیادہ ہیں اور پھر دوسرے فریق کے دلائل کا رد بھی بہت طویل ہے جس کے لیے الگ سے ایک کتاب لکھنے کی ضرورت ہے۔ ان تمام دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے یہی کہا جا سکتا ہے کہ بہتر یہی ہے کہ اس سے بچا جائے لیکن اسے مطلق حرام بھی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اجتہادات سے کسی معاملہ کو واضح طور پر حرام نہیں کہا جا سکتا۔ جب کوئی ایسی صورت ہو کہ کسی مسلمان کی جان بچانے کے لیے اطبا و ڈاکٹر اس بات پر متفق ہوں تو بالاکراہ ایسا کیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم

قبرستان کے آداب

قبرستان کے آداب میں سے چند ایک باتیں لکھنا ضروری ہیں، ان میں سے کچھ تو وہ ہیں جن کے دلائل گزر چکے ہیں اور کچھ کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① مسلمانوں اور کافروں کے قبرستان الگ الگ ہونے چاہئیں اور ان میں واضح فاصلہ اور واضح علامات ہونی چاہئیں تاکہ دیکھنے والے یا گزرنے والے کو دیکھتے ہی اس بات کا علم ہو جائے کہ یہ قبرستان مسلمانوں کا ہے یا کافروں کا۔

② قبرستان کی زیارت کرنا مشروع ہے لیکن وہاں جا کر قبر والوں سے کچھ مانگنا، ان کو وسیلہ بنانا، ان کی شفاعت وسفارش کا متلاشی ہونا اور کسی خاص بزرگ کی بزرگی کی خصوصیت کی وجہ سے اس کی قبر پر فیض حاصل کرنے کی کوشش کرنا، وہاں جانے کو با برکت جاننا، اسے اپنے لیے خوش قسمتی اور خوشحالی کی علامت جاننا، وہاں نذر و نیاز دینا، چڑھاوے چڑھانا، وہاں سے شفا طلب کرنا، اولاد و رزق کا طالب ہونا، غرض کہ ہر وہ کام کرنا جس سے شریعت نے منع کر دیا ہو اور انہیں حرام اور جرم قرار دیا ہو تو، ایسے تمام امور کو کرنا حرام ہے۔ یہ کام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی سخت ناراضگی کا باعث ہیں۔

وہ بزرگ جو فوت ہو گئے وہ تو اب خود ہماری دعاؤں کے محتاج ہیں۔ جب وہ زندہ اور اس دنیا میں موجود تھے تو ان سے دعا کرائی جا سکتی تھی یا وہ بزرگ، علما اور اولیا جو ابھی دنیا میں زندہ موجود ہیں تو ان سے دعا کرائی جا سکتی ہے لیکن ان کے فوت ہونے کے بعد ان کے سارے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں اب وہ دنیا والوں کی دعاؤں، اپنی اولاد کے اعمالِ صالحہ کے محتاج ہو جاتے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ» ①

’’جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کا ہر عمل اس سے منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین (اعمال) کے۔ صدقہ جاریہ اور وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہو اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہو۔‘‘

① صحیح مسلم، کتاب الوصیة، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاته: ١٦٣١/١٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیث بالکل واضح ہے کہ اب انہیں ان چیزوں کی ضرورت ہے، وہ خود ان چیزوں کے محتاج ہیں اور وہ کسی کی حاجت روائی، مشکل کشائی نہیں کر سکتے، کسی کے تقرب کا واسطہ یا وسیلہ نہیں بن سکتے تو اس نیت سے یا ان امور کے لیے کسی قبرستان یا کسی بھی قبر کی زیارت قطعاً ناجائز ہے۔

قبروں کی زیارت کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے ارشادات ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا تو اب تم ان کی زیارت کرو۔ میں تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع کرتا تھا تو اب جو تمہیں میسر ہو وہ پاس رکھ لو اور میں تمہیں مشکوں کے علاوہ نبیذ پینے سے روکتا تھا تو اب اسے ہر قسم کی مشکوں (برتنوں) میں پیو لیکن کوئی بھی نشہ آور چیز نہ پیو۔''[1]

خواتین کا قبرستان جانا

عورتیں بھی قبرستان جا سکتی ہیں تا کہ یہ بھی وہ تمام فوائد حاصل کر سکیں جو مرد حاصل کرتے ہیں لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو اس کی اجازت دی ہے۔ ایک تو یہ رسول اللہ ﷺ کے اس عمومی حکم میں شامل ہے:

«فَزُورُوا الْقُبُورَ»

''تم قبروں کی زیارت کرو۔''

دوسرا یہ کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (انہیں) قبروں کی زیارت کرنے کی رخصت عطا فرمائی۔[2]

عبداللہ بن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا قبرستان سے تشریف لائیں تو میں نے عرض کیا: اے ام المومنین! آپ کہاں سے تشریف لا رہی ہیں؟

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب استیذان النبی ﷺ ربه عزوجل فی زیارة قبر امه: ۱۰۶ / ۹۷۷۔ [2] سنن ابن ماجة، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی زیارة: ۱۵۷۰، وقال الالبانی: صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمانے لگیں: اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی قبر سے تو میں نے عرض کیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے (عورتوں کو) قبروں کی زیارت سے منع نہیں فرمایا؟ تو فرمانے لگیں: ہاں! منع کیا تھا، پھر ان کی زیارت کی اجازت دے دی۔ ①

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی تو آپ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈر اور صبر کر۔'' اس نے کہا: اپنا مشورہ اپنے پاس ہی رکھیں، کیونکہ تجھے میری مصیبت نہیں پہنچی ہے، اس نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا۔ اسے کہا گیا کہ یہ نبی ﷺ تھے تو وہ نبی ﷺ کے دروازے پر آئی اور اس نے آپ کے دروازے پر کوئی دربان نہ پایا تو اس نے عرض کی: میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا تو آپ نے فرمایا:

«إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى» ②

''بے شک صبر تو صدمے کی ابتدا میں ہوتا ہے۔''

ان احادیث سے عورتوں کا قبرستان جانا ثابت ہوتا ہے لیکن انہیں کثرت سے قبرستان نہیں جانا چاہیے نہ ہی بغیر محرم کے، نہ ہی ان اوقات میں جو عورتوں کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں، نہ ہی زیب و زینت یا بناؤ سنگھار کر کے اور نہ ہی بغیر پردے کے۔ جن احادیث میں زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کا ذکر ہے ان سے بھی کئی علما نے یہی مراد لیا ہے، بعض نے کہا ہے کہ یہ ان کے صبر نہ کرنے اور جزع و فزع کرنے کی وجہ سے ہے۔ واللہ اعلم

زیارت قبور کے مقاصد

زیارتِ قبور کے مقاصد مندرجہ ذیل احادیث سے واضح ہیں۔

---

① المستدرك للحاكم: ١٣٩٢، وسكت عنها؛ السنن الكبرى للبيهقي: ٧٢٠٧، وقال الالباني: فالحديث صحيح في ارواء الغليل۔ ② صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور: ١٢٨٣؛ سنن ابي داود، كتاب الجنائز، باب الصبر عندالصدمة: ٣١٢٤، مسند احمد: ١٢٣١٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا مقصد:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«زُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْآخِرَةَ» ①

''تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ تمہیں آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔''

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں تمہیں قبروں کی زیارت سے روکتا تھا تو مجھے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت دی گئی، لہٰذا تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔'' ②

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

«فَإِنَّ فِي زِيَارَتِهَا تَذْكِرَةً» ③

''ان کی زیارت میں نصیحت ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تو آپ روئے اور جو آپ کے ارد گرد تھے وہ بھی روئے، پھر فرمایا: ''میں نے اپنے رب سے اس بارے میں اجازت طلب کی کہ میں اپنی والدہ کے لیے استغفار کروں لیکن مجھے اس کی اجازت نہیں دی گئی، میں نے ان کی قبر کی زیارت کی اجازت طلب کی تو مجھے اجازت دی گئی لہٰذا:

«فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ» ④

''تم قبروں کی زیارت کیا کرو، یقیناً یہ تمہیں موت کی یاد دلاتی ہیں۔''

---

① سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ماجاء في زيارة القبور: ١٥٦٩؛ وقال الالباني: صحيح۔ ② سنن الترمذي، كتاب الجنائز، باب الرخصة في زيارة القبور: ١٠٥٤، قال الترمذي: حديث حسن صحيح؛ وقال الالباني: صحيح۔ ③ سنن ابي داود، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور: ٣٢٣٥، وقال الالباني: صحيح۔ ④ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب استيذان النبي صلی اللہ علیہ وسلم ربه عزوجل في زيارة قبر امه: ١٠٨/ ٩٧٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا مقصد:

قبروں کی زیارت باعث عبرت ہے۔ انسان قبرستان میں جا کر بڑے بڑے جاگیرداروں اور سرداروں کی قبروں کو دیکھ کر سبق حاصل کرتا ہے کہ آخر انجام تو یہی ہے، اس مٹی کے نیچے جانا ہے اور وہاں تو انسان کے اپنے اعمال نے کام آنا ہے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِنِّی كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّ فِيهَا عِبْرَةً»①

''یقیناً میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا تو اب تم ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ اس میں عبرت ہے۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُرِقُّ الْقَلْبَ، وَتُدْمِعُ الْعَيْنَ، وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ، فَزُورُوهَا وَلَا تَقُولُوا هُجْرًا»②

''تم قبروں کی زیارت کرو، یہ زیارت دل کو نرم کرتی ہے، آنکھوں سے آنسو بہانے کا سبب ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے لہٰذا تم ان کی زیارت کرو اور تم فضول وفحش باتیں نہ کرو۔''

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قبروں کی زیارت سے انسان کا دل نرم ہو جاتا ہے، آنکھیں بہہ پڑتی ہیں اور اس طرح انسان کو اپنی موت اور آخرت یاد رہتی ہے۔ ان باتوں کا فائدہ تو زائر کے لیے ہے ورنہ قبروں کی زیارت سے میت کو کیا ملتا ہے؟

---

① مسند احمد: ١١٣٢٩، وقال شعيب ارناؤط: صحيح، وهذا اسناد حسن؛ المستدرك للحاكم: ١٣٨٦، وقال: هذا: حديث صحيح على شرط مسلم۔ ② السنن الكبرى للبيهقى: ٧١٩٨؛ وقال الالبانى فى الصحيحة: صحيح؛ مسند احمد: ١٣٤٨٦، وقال شعيب ارناؤط: صحيح بطرقه وشواهده۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ بقیع (مدینہ کے قبرستان) کی طرف جایا کرتے، پھر ان کے لیے دعا کرتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اس بارے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان کے لیے دعا کروں۔'' ①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی باری ان کے ہاں ہوتی تو رات کے پچھلے پہر آپ بقیع کی طرف نکلتے (وہاں پہنچ کر) فرماتے:

«اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ، وَاَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ، وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ» ②

''سلام ہو تم پر اس گھر والے مومنو! تمہارے پاس وہ وقت مقررہ آ چکا جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا کہ کل پاؤ گے اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ! بقیع والوں کو بخش دے۔''

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انہیں سکھاتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی قبرستان کی طرف نکلے تو یہ الفاظ کہیں، لہٰذا ان کا ایک کہنے والا کہتا:

«اَلسَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ»

ایک روایت میں ہے:

«اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ، اَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ» ③

---

① مسند احمد: ٢٦١٤٨، وقال شعيب ارناؤط: حديث حسن؛ وقال الالبانی فی احكام الجنائز: اخرجه احمد بسند صحيح على شرط الشيخين۔ ② صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب مايقول عندخول القبور والدعا لاهلها: ١٠٢/ ٩٧٤۔ ③ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب مايقول عند دخول القبر: ١٠٤/ ٩٧٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قبرستان میں جانے کا مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ اہل قبور کو سلام کہا جائے، ان کے لیے دعا اور استغفار کیا جائے۔ کیونکہ وہ دعا و استغفار کے محتاج ہیں۔ کسی بھی کافر، مشرک کی قبر کی عبرت حاصل کرنے کے لیے زیارت کی جا سکتی ہے کہ جو اپنے آپ کو فرعون سمجھنے والا، نمرود کی کھوپڑی والا اور دنیا میں حکومت و بادشاہی کرنے والا آج کہاں ہے؟ اس سے انسان عبرت پکڑتا ہے، لہٰذا عبرت حاصل کرنے کے لیے جا سکتا ہے ورنہ کافر کی قبر پر نہ تو سلام کیا جائے اور نہ ہی اس کے لیے دعا کی جائے گی۔

قبرستان میں عام قبروں کے پاس یا کسی خاص قبر کے پاس قرآن پڑھنا رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ سے قطعاً ثابت نہیں، بلکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ، إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ» ①

”تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ بے شک جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے۔“

جس طرح فرمایا کہ گھروں کو مقبرے نہ بناؤ، وہاں نماز پڑھا کرو یعنی قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جا سکتی اسی طرح یہاں فرمایا کہ گھروں کو قبرستان نہ بناؤ کیونکہ قبرستان میں قرآن نہیں پڑھا جاتا اس لیے گھروں میں قرآن پڑھا کرو۔

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

”تم اپنے گھروں کو مقبرے نہ بناؤ اور بے شک وہ گھر جس میں سورۃ البقرہ پڑھی جائے، اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔“②

---

① صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب استحباب صلاة النافلة فی بیته وجوازها فی المسجد: ۲۱۲/ ۷۸۰۔ ② سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب فضل سورة البقرة وآية الكرسی: ۲۸۷۷، قال الترمذی: حدیث حسن صحیح؛ وقال الالبانی: صحیح؛ السنن الكبری للنسائی: ۷۹۶۱؛ مسند احمد: ۷۸۲۱، وقال شعیب ارناؤط: اسناده صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے بالکل واضح ہے کہ قبرستان قرآن پڑھنے کی جگہ نہیں۔

قبرستان کے قریب سے گزرتے ہوئے اگر زیارت کا ارادہ نہ بھی ہو تو قبرستان کی طرف رخ کر کے انہیں سلام کہا جائے۔ جب آدمی کسی کو ملتا ہے یا کسی مجلس کے قریب سے گزرتا ہے تو ان کی طرف منہ کر کے سلام کہتا ہے۔ اسی طرح جب آدمی قبرستان کے قریب سے گزرے تو قبرستان کی طرف منہ کر کے انہیں سلام کہے اور ان کی مغفرت کے لیے دعائیہ کلمات بھی کہے۔

ان الفاظ کو نہ تو عام دعا کی طرح دعا سمجھا جائے، نہ اس کے لیے ہاتھ اٹھائے جائیں اور نہ ہی کسی قسم کی اجتماعی دعا کا اہتمام ہو بلکہ ایک راہ گیر کی طرح جو راستے سے گزرتے ہوئے سلام کہتا ہے اور کلمات خیر کہتا ہے تو اسی طرح اصل تو اس کا سلام ہی ہے اس کے ساتھ آپ ﷺ نے یہ دعائیہ کلمات بھی ملا دیے ہیں۔ جہاں تک سلام کہنے کا تعلق ہے تو یہ سلام ایسا سلام ہے جسے دعائیہ سلام کہا جا سکتا ہے یعنی ایسا سلام جو دعا کے معنی میں ہوتا ہے۔

قبروں پر جوتے پہن کر چلنا

آدمی جب قبرستان جائے تو کیا قبرستان میں جوتے پہنے رکھے یا اتار دے؟

رسول اللہ ﷺ کے غلام سیدنا بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس کا نام جاہلیت میں زحم بن معبد تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی تو آپ نے فرمایا: ''تیرا نام کیا ہے؟'' تو اس نے کہا: زُحم۔ آپ نے فرمایا: ''(آج سے) تو بشیر ہے۔''

وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مشرکوں کی قبروں کے پاس سے گزر رہا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ لوگ بڑی بھلائی (حاصل کرنے) سے پہلے چلے گئے۔'' تین بار یہی فرمایا، پھر مسلمانوں کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''ان لوگوں نے بہت بھلائی پائی۔'' اچانک رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو قبروں کے بیچ میں سے جوتیاں پہنے ہوئے جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اے جوتیاں پہننے والے! افسوس ہے تجھ پر، اپنی جوتیاں اتار دے۔'' اس آدمی نے دیکھا تو اس نے رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کو پہچان لیا اور دونوں جوتیاں اتار کر پھینک دیں۔ ①

ایک اور حدیث نبی کریم ﷺ ملاحظہ فرمائیں! سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''بندے کو جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔'' ②

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ جس وقت میت کو قبر میں اتارا جاتا ہے اور اس کے ساتھی تدفین کے بعد جب واپس لوٹتے ہیں تو اس وقت یہ اپنے ساتھیوں کے واپس جاتے ہوئے قدموں کی آہٹ سنتا ہے، یہ صرف اس وقت کے ساتھ خاص ہے اور اسے یہ آواز اللہ تعالیٰ سناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴾ ③

''یقیناً اللہ جسے چاہتا ہے سناتا ہے اور آپ (اے نبی ﷺ!) قبر والوں کو نہیں سنا سکتے۔''

اس بات کو حدیث کے مشہور استاذ اور ابو داود کے شارح الشیخ دکتور عبدالمحسن العباد اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

''فهو يدل على ان المشي في المقبرة لا يجوز بالنعال، ولكم اذا كان هناك امر يقتضيه كأن تكون الشمس حارة وفيها رمضاء اوكان فيها شوك اوشيي يؤذي فيمكن للانسان ان يستعمل ذلك من باب ارتكاب

① سنن ابي داود، كتاب الجنائز، باب المشي في النعل بين القبور: ٣٢٣٠، وقال الالباني صحيح؛ سنن النسائي، كتاب الجنائز، باب كراهية المشي بين القبور في النعال السبتية: ٢٠٥٠؛ سنن ابن ماجه: ١٥٦٨؛ مسنداحمد: ٢٠٧٨٨_ ② صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الميت يسمع خفق النعال: ١٣٣٨؛ صحيح مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها، باب عرض مقعد الميت من الجنة او النار عليه واثبات عذاب القبر: ٧٠/ ٢٨٧٠_ ③ الفاطر: ٢٢_

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخف الضررين فی سبیل التخلص من اشدهما وذلك سائغ لان هذا لا ضرر وهذا ضرر ولكنه لا يطأ على القبر حتى لا يكون الامتهان واضحا." ①

اس عبارت میں ذکر ہے کہ قبرستان میں جوتے پہن کر چلنے سے گریز کیا جائے اور اس مسئلہ میں رخصت دیتے ہوئے کہا کہ اگر سورج کی تپش، کانٹے دار جھاڑیاں یا کوئی اور نقصان دینے والی چیز ہو تو جوتے پہننے میں کوئی حرج نہیں، البتہ جان بوجھ کر قبروں کو روندنے سے احتراز کیا جائے، خواہ جوتے پہن کر یا ننگے پاؤں۔

قبروں کی توہین کرنے اور انہیں روندنے کے متعلق حافظ ابن القیم رحمہ اللہ اس طرح بیان فرماتے ہیں:

وبالجملة فاحترام الميت فی قبره بمنزلة احترامه فی داره التی كان يسكنها فی الدنيا فان القبر قد صار داره." ②

حقیقت میں میت کا قبر میں احترام کرنا اس کے دنیا والے گھر میں احترام کیے جانے کی مانند ہے کیونکہ اب قبر ہی اس کا گھر ہے۔

اسی لیے میت کی ہڈی توڑنے کا گناہ اتنا ہی ہے جتنا کہ زندہ کی ہڈی توڑنے کا ہے۔

اسی حدیث سے قبر کو اکھاڑنے کی حرمت بھی ثابت ہوتی ہے۔ ہاں! اگر کوئی شرعی عذر ہو تو الگ بات ہے اور یہ حکم صرف مسلمانوں کے احترام کی حد تک ہے۔ اسے بنیاد بنا کر کوئی بھی ایسا عمل کرنا جو کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا ہو اور نہ ہی اس پر صحابہ کا عمل ثابت ہو تو وہ عمل کرنا قطعاً جائز نہیں جیسا کہ قبر پر غلاف چڑھانا، اسے پختہ کرنا، اس کا طواف کرنا، اس پر دیے یا اگر بتیاں وغیرہ جلانا، میت کے سرہانے قرآن رکھنا یا قرآن خوانی کرنا، ختم قرآن کرنا یا کرانا، قبر پر صدقہ کرنا، کوئی دن مقرر کر کے قبروں کی زیارت

---

① شرح سنن ابی داود، دکتور عبدالمحسن العباد۔ ② تهذيب سنن ابی داود وایضاح مشکلاته: ۱۰۳/۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا اور پھر اسے مستقل بنالینا، ایسے قاری کو اجرت دینا جو میت کے لیے قرآن خوانی کرے جبکہ یہ عمل بغیر اجرت کے بھی درست نہیں ہے۔

یہ عقیدہ رکھنا کہ انبیاء ونیک لوگوں کی قبروں کے پاس دعائیں قبول ہوتی ہیں یا یہ عقیدہ رکھنا کہ کسی نیک آدمی کی قبر کی وجہ سے اس علاقے میں برکت ہے، انہیں رزق ملتا ہے اور انہیں پریشانیوں سے نجات ملتی ہے، جس کی بنا پر قبروں کی تزئین و آرائش کرنا، کسی خاص قبر کے گرد دیوار یا اس پر گنبد وغیرہ بنانا، بغیر شرعی عذر کے قبریں نئے سرے سے بنانا، ان پر نئے سرے سے مٹی ڈالنا، لپائی کرنا، خاص کر محرم الحرام وغیرہ کے دنوں میں ثواب سمجھ کر قبرستان جانا، قبروں سے ملتزم کی طرح چمٹنا اور ان کا حجر اسود کی طرح بوسہ لینا، اپنا جسم قبر کے ساتھ رگڑنا یا ملنا، اپنے رخساروں کو قبر پر ملنا، قبر کے قریب جانور ذبح کرنا، چڑھاوا چڑھانا، نذر و نیاز دینا، قبر والے سے کسی بھی قسم کی مدد مانگنا یا اسے وسیلہ بنانا، قبروں پر میلے و عرس وغیرہ لگانا یا قبر پر کسی قسم کا اجتماع یا اکٹھ کرنا۔

ایسے سب کام جو کتاب و سنت اور عمل صحابہ سے ثابت نہیں تو ان کو کرنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضی کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خالصتاً کتاب و سنت پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

میت کو ثواب پہنچانا

جب کوئی انسان فوت ہو جاتا ہے تو کیا اسے فوت ہونے کے بعد زندہ کی طرف سے کیے گئے کسی عمل یا فعل کا کوئی ثواب پہنچتا ہے یا نہیں؟ اس بات کو کئی حصوں میں الگ الگ تقسیم کر کے ان شاء اللہ سمجھانے کی کوشش کروں گا۔

① قرض کی ادائیگی

رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارک تھا کہ جب کسی میت کو نماز جنازہ کے لیے لایا جاتا تو آپ اس میت کے متعلق اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے استفسار فرماتے کہ اس پر کوئی قرض تو یا نہیں؟ اگر قرض ہوتا تو آپ فرماتے کہ تم اس کی نماز جنازہ پڑھ لو میں نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھوں گا اور اگر کوئی صحابی اس کے قرض کی ادائیگی کی ذمہ داری لے لیتا تو آپ اس کی نماز جنازہ ادا فرماتے۔

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک میت کو لایا گیا تاکہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھ لو، کیونکہ اس پر قرض ہے۔'' ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ وہ قرض میرے ذمے ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا پورا؟'' ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جی! پورا۔ تو آپ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھی۔ ①

اس طرح کی کئی اور احادیث جو اس سے پہلے بیان کر دی گئی ہیں کہ میت کی طرف سے قرض کی ادائیگی کوئی بھی کر سکتا ہے اور یہ ادا کرنا ضروری ہے۔

② روزوں کی ادائیگی

اگر میت پر روزوں کی ادائیگی ہو تو اس بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ» ②

''جو فوت ہو گیا اور اس کے ذمے روزے تھے تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور اس پر ایک مہینے کے روزے تھے، کیا میں اس کی طرف سے ان کی قضا دے دوں؟

آپ نے فرمایا: ''ہاں!'' پھر فرمایا:

---

① سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصلاة علی المدیون: ۱۰۶۹، حدیث حسن صحیح۔ ② صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من مات وعلیه الصوم: ۱۸۵۱؛ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب قضاء الصیام عن المیت: ۱۱۴۷/۱۵۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«فَدَيْنُ اللّٰهِ اَحَقُّ اَنْ يُّقْضٰى» ①

''اللہ کا قرض بالاولیٰ ادا کیا جائے۔''

ایک روایت میں الفاظ ہیں: ایک عورت نے نبی ﷺ سے کہا کہ میری والدہ فوت ہو گئی اور اس پر نذر کے روزے تھے تو آپ نے اسے بھی یہی حکم دیا۔ ②

صحیح مسلم میں الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«فَصُومِي عَنْ اُمِّكِ»

''تو اپنی ماں کی طرف سے روزے رکھ۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: میری بہن فوت ہو گئی ہے اس پر مسلسل دو ماہ کے روزے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تیرا کیا خیال ہے کہ اگر تیری بہن کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا نہ کرتی؟'' اس نے عرض کی: جی کیوں نہیں! پھر آپ نے فرمایا: تو اللہ کا حق زیادہ ہے۔'' ③

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر میت کے ذمے کسی بھی قسم کے روزے ہوں مثلاً: فرض یا نذر مانے ہوئے تو ان کی قضا روزوں ادائیگی اس میت کے ولی کی طرف سے کی جائے گی۔

③ حج کی ادائیگی

اگر میت نے حج کی نذر مانی ہو یا میت کے ورثا اس کی طرف سے حج ادا کرنا چاہیں تو اس بارے میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حدیث بیان کرتے ہیں کہ جہینہ قبیلے کی ایک عورت نبی ﷺ کے ہاں حاضر ہوئی، اس نے کہا: میری ماں نے نذر مانی تھی کہ وہ حج

---

① صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من مات وعلیه الصوم: ۱۹۵۳؛ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب قضاء الصیام عن المیت: ۱۵۵/ ۱۱۴۵۔ ② صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب قضاء الصیام عن المیت: ۱۵۶/ ۱۱۴۸۔ ③ سنن الترمذی، کتاب الصوم، باب الصوم عن المیت: ۷۱۶، الحدیث حسن صحیح؛ صحیح ابن خزیمة: ۲۰۵۵، وقال الالبانی: اسناده صحیح علی شرط مسلم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے گی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے ہی فوت ہوگئی تو کیا میں اس کی طرف سے حج ادا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! اس کی طرف سے حج ادا کر، تیرا کیا خیال ہے اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا نہ کرتی؟ اللہ کا قرض ادا کرو کیونکہ اللہ (کا قرض ادا کیا جانا، لوگوں کے قرض سے) زیادہ حق رکھتا ہے۔''①

قربانی کا الگ سے تذکرہ میرے علم میں نہیں نہ تو آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور نہ ہی کہیں اس کے کرنے کا الگ سے ذکر ہے۔ اسے کئی علمائے کرام حج کے ضمن میں لاتے ہیں کہ حج میں تو قربانی بھی ہے جب حج میں قربانی ہوسکتی ہے تو الگ سے بھی ہو سکتی ہے۔ واللّٰہ اعلم بالصواب

④ نذر کا پورا کرنا

اگر میت نے نذر مانی ہو چاہے کسی بھی طرح کی ہو لیکن شریعت کے منافی نہ ہو تو اس نذر کا پورا کرنا لازم ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے نذر کے بارے میں پوچھا جو اس کی والدہ کے ذمہ تھی، لیکن وہ اسے پورا کرنے سے پہلے فوت ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو اسے اپنی والدہ کی طرف سے پورا کر۔''②

⑤ میت کی طرف سے صدقہ کرنا

کوئی آدمی فوت ہو جائے تو میت کے ورثا اس کی طرف سے صدقہ کر سکتے ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک آدمی (سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ) نے نبی ﷺ سے عرض کیا: میری والدہ اچانک فوت ہوگئی اور مجھے اس کے متعلق خیال ہے کہ اگر وہ بات

---

① صحیح البخاری، ابواب المحصرو جزاء الصید، باب الحج والنذر عن المیت والرجل یحج عن المرأة: ۱۸۵۲؛ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب قضاء الصیام عن المیت: ۱۱۴۹/۱۵۷۔ ② صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب ما یستحب عن یتوفی فجأة ان یتصدقوا عنه وقضاء النذور عن المیت: ۲۷۶۱؛ صحیح مسلم، کتاب النذور، باب الامر بقضاء النذر: ۱/۱۶۳۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتی تو صدقہ کرنے کی کرتی تو اب اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے اس کا اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے عرض کی کہ میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور مال چھوڑ گیا ہے لیکن وصیت نہیں کر کے گیا، اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' ②

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ فوت ہو گئیں جبکہ وہ وہاں موجود نہیں تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب میری ماں فوت ہو تو تب میں وہاں موجود نہیں تھا۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے کوئی چیز فائدہ دے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' اس نے کہا: میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا یہ مخراف والا باغ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔ ③

ان احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ میت کی طرف سے اس کے ولی اور وارث صدقہ کر سکتے ہیں اور اس صدقہ کا اجر وثواب میت کو ملتا ہے اور صدقہ کسی بھی نوعیت کا ہوسکتا ہے۔ لیکن شریعت کے منافی احکامات میں سے نہ ہو۔

⑥ غلام آزاد کرنا

میت کی طرف سے غلام آزاد کیا جا سکتا ہے۔ شرید بن سوید ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میری ماں نے وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے ایک غلام کو آزاد کیا جائے تو میرے پاس ایک ثوبیۃ (حبشہ کے علاقہ

---

① صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب موت الفجأة البغتة: ١٣٨٨؛ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب وصول ثواب الصدقة عن الميت اليه: ٥١ / ١٠٠٤۔ ② صحيح مسلم، كتاب الوصية، باب وصول ثواب الصدقات الى الميت: ١١ / ١٦٣٠۔
③ صحيح البخاري، كتاب الوصايا، باب ارضى اوبستانى صدقة عن امى فهو جائز وان لم يبين عن ذلك: ٢٧٥٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی) لونڈی ہے، اگر میں اسے اس کی طرف سے آزاد کروں تو کیا یہ کافی ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے میرے پاس لاؤ۔'' چنانچہ میں اسے آپ کے پاس لایا۔ آپ نے اس سے پوچھا: ''تیرا رب کون ہے؟'' اس نے کہا: اللہ۔ آپ نے فرمایا: ''میں کون ہوں؟'' اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اسے آزاد کر دو، یقیناً یہ مومنہ ہے۔''①

اس طرح کے اعمال کا یقیناً میت کو اجر وثواب پہنچتا ہے لیکن یہ اعمال اگر میت کے ورثا کریں۔ ان میں خاص کر ایسے اعمال شامل ہیں جنہیں دنیا میں اس کی زندگی میں بھی کسی اور سے کروایا جا سکتا ہے، جیسے: روزہ کسی اور کو بھی کھانا کھلا کر رکھوایا جا سکتا ہے، حج، صدقہ وغیرہ کسی اور سے بھی کروائے جا سکتے ہیں لیکن ایسے اعمال جو وہ خود ہی کرے تو اسے اس کا فائدہ ہوگا اور کسی کے کرنے سے اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا جیسے نماز، قراءت قرآن وغیرہ۔ ان کا فائدہ اسے ایک صورت میں ہو سکتا ہے جو آگے آ رہی ہے۔

انسان کے فوت ہونے کے بعد اسے کن چیزوں کا ثواب پہنچتا ہے؟

فوت ہونے کے بعد ثواب پہنچنے کی کچھ صورتیں تو بیان کی ہیں، لیکن ان کے علاوہ بھی انسان کو مندرجہ ذیل طریقوں پر عمل کرنے سے ثواب پہنچتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں، سوائے تین اعمال کے (ان میں پہلا) صدقہ جاریہ (دوسرا) وہ علم جو اسے فائدہ دے (تیسرا) نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔''②

جب کوئی انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے سارے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں، اب وہ کوئی بھی عمل نہیں کر سکتا البتہ اس کے اپنے کچھ اعمال ایسے ہیں جن کا ثواب اسے مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے جنہیں اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔

---

① سنن النسائی، کتاب الوصایا، باب فضل الصدقة عن المیت: ٣٦٨٣، حسن؛ مسند احمد: ١٧٩٤٥۔ ② صحیح مسلم، کتاب الوصیة، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاته: ١٤/ ١٦٣١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کی مزید وضاحت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کی ایک اور حدیث میں ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک وہ چیزیں جن کا ثواب مومن کے اعمال اور نیکیوں میں سے اسے موت کے بعد بھی ملتا رہتا ہے: ایسا علم جس کو اس نے سکھایا اور پھیلایا، صالح اولاد جو چھوڑ گیا، قرآن کا اس نے کسی کو وارث بنایا کوئی مسجد بنا گیا یا ایسا گھر جو اس نے مسافروں کے لیے بنایا، کوئی نہر جاری کر گیا، کوئی صدقہ جو اس نے اپنی زندگی اور صحت یا تو ان سب چیزوں کا ثواب اسے موت کے بعد بھی ملتا رہے گا۔''[1]

اس حدیث میں اوپر والی حدیث کی وضاحت اور تشریح کر دی گئی ہے۔ درحقیقت یہ اعمال انسان کی اپنی زندگی ہی میں ہوتے ہیں اور ایسا صدقہ جاری رہتا ہے جیسا کہ اس نے کوئی مسجد بنوا دی، کوئی مسافر خانہ بنوا دیا، کوئی نہر نکلوا دی یا کوئی ایسا کام کروا دیا جو جاری رہتا ہو تو جب تک یہ کام باقی رہتا ہے اس کا اجر وثواب اس کو ملتا رہتا ہے۔

دوسرا عمل اس کا وہ علم ہے جو اس نے کسی کو سکھایا، پڑھایا، اسے لوگوں تک پہنچایا اور پھیلایا یا کوئی کتاب وغیرہ لکھ کر اسے عوام الناس کے لیے شائع کر دیا۔ یہ سلسلہ جاریہ جو مرنے کے بعد بھی جب تک چلتا رہے گا اس کا ثواب اس پہلے پڑھانے والے کو بھی ملتا رہے گا اور باقیوں کے ثواب میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ اس سے مراد قرآن وسنت کا علم ہے۔

تیسرا عمل اس کی نیک اولاد ہے جو اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ جب اولاد کوئی نیک عمل کرتی ہے، خواہ وہ اپنے والدین کے لیے دعا کرے یا نہ کرے، اس کا ثواب ان کو ملتا رہتا ہے۔ اولاد جو بھی نیک اور صالح عمل کرے، کسی بھی طرح کی نیکی کرے، اس کے والدین بشرطیکہ کافر ومشرک نہ ہوں تو ان کو اس کا ثواب ملتا ہے۔ اولاد معنی میں اس کے بیٹے کی اولاد اور اس کی بیٹی کی اولاد حتی کہ ان کے بعد میں آنے والوں کے نیچے تک شامل

---

[1] سنن ابن ماجه، مقدمة، باب ثواب معلم الناس بخير: ٢٤٢، وقال الالباني: اسناده حسن؛ صحيح ابن خزيمة: ٢٤٩٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ ایصال ثواب اور اہدائے ثواب کے مذکورہ مسنون طریقوں کے علاوہ اور کوئی طریقہ نبی ﷺ سے ثابت نہیں اگر ثابت ہو تو اسے بھی تسلیم کیا جائے گا لیکن من گھڑت طریقوں اور خود ساختہ رسومات ورواجوں کو دین اور شریعت کا نام دے کر لوگوں کو گمراہ کرنا کسی طرح بھی درست نہیں۔ اپنے آپ کو دھوکہ دینا یا لوگوں کو گمراہ کرنا دراصل اللہ کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔ اللہ ہمیں اس سے بچائے۔ آمین۔

فصل

جہاں تک میت کے لیے مغفرت کی دعا کا تعلق ہے تو وہ مسلمانوں میں سے کوئی بھی اس میت کے لیے کر سکتا ہے بلکہ اسے کرنی چاہیے۔ اس بات پر ساری امت کا اجماع ہے، اس کے دلائل قرآن وسنت میں بڑے واضح اور واشگاف الفاظ میں موجود ہیں۔

چند ایک درج ذیل ہیں:

﴿وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ ①

''جو لوگ ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم پر ایمان میں سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لیے کوئی کینہ نہ رکھ۔ اے ہمارے رب! یقیناً تو شفقت کرنے والا مہربان ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے اپنے محبوب و برگزیدہ بندوں کے اوصاف بیان فرمائے ہیں اور پھر ان کے بعد میں آنے والوں کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا ہے جو پیچھے گزرے ہیں۔

سیدنا نوح علیہ السلام کی دعا ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

---

① الحشر: ۱۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ لَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴾ ①

''اے میرے رب! مجھے، میرے والدین اور جو میرے گھر میں ایمان کی حالت میں داخل ہوا اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دے اور ظالم (کافروں) کو ہلاکت (اور بربادی) میں زیادہ کر۔''

یعنی تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی ہے۔ قرآن میں اہل ایمان کے لیے فرشتوں کی دعا کا ذکر ہے۔

﴿ اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَ قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ﴾ ②

''وہ فرشتے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور اس کے اردگرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد و تسبیح بیان کرتے ہیں، اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں جو ایمان لائے۔ اے ہمارے رب! تو نے ہر چیز کو رحمت اور علم سے گھیر رکھا ہے، تو ان لوگوں کو بخش دے جنھوں نے توبہ کی اور تیرے راستے پر چلے، (اے اللہ!) انھیں بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب سے بچا۔''

یہ فرشتوں کے اوصاف میں سے ہے کہ وہ اہل ایمان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن حاکم حبشہ نجاشی رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کی اطلاع دی اور فرمایا:

((اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْكُمْ)) ③

---

① النوح: ۲۸۔ ② المومن: ۷۔ ③ صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی الجنائز بالمصلی والمسجد: ۱۳۲۷؛ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فی التکبیر علی الجنازۃ: ۶۳/ ۹۵۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو۔''

سیدنا سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں (ایک لمبی حدیث ہے اور پہلے بیان کی جا چکی ہے جس میں ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ کو حد لگنے کا تذکرہ ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق صحابہ سے فرمایا:

((اِسْتَغْفِرُوا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ)) ①

''ماعز بن مالک کے لیے استغفار کرو۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ایک نوجوان کا واقعہ بیان کرتے ہیں جس نے اپنے گھر میں ایک سانپ کو قتل کر دیا تھا جب وہ فوت ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِسْتَغْفِرُوا لِصَاحِبِكُمْ)) ②

''اپنے ساتھی کے لیے استغفار کرو۔''

یہ اور اس طرح کی بہت سی آیات واحادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ خصوصاً فوت شدگان کے لیے مغفرت وبخشش اور اللہ کی رحمت کی دعا کرنی چاہیے کیونکہ وہ اب یہ آپ کی دعاؤں کا محتاج ہے۔

فصل

میت کے لیے استغفار کے ساتھ ساتھ کچھ اور امور کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔

① میت کی وصیت پر عمل کیا جائے اگر وہ وصیت ظلم پر مبنی نہ ہو اور نہ ہی اس میں کسی کا حق مارا گیا ہو اور نہ ہی وہ وصیت ایک تہائی سے زیادہ ہو اور نہ ہی وصیت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معصیت اور نافرمانی میں ہو۔

② فوت ہونے والا اگر یتیم بچے چھوڑ گیا ہے تو ان یتیموں کے حقوق کا ہر حال میں خیال رکھنا ہوگا اور ان پر نہ تو کسی قسم کا ظلم کیا جائے گا اور نہ ہی ان کا مال ناحق کھایا جائے

---

① صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنا: ۲۲/ ۱۶۹۵۔

② صحیح مسلم، کتاب السلام، باب قتل الحیات وغیرها: ۱۳۹/ ۲۲۳۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا۔ اگر آدمی یہ تصور کر لے کہ اس میت کی جگہ میں بھی ہو سکتا تھا اور یہ بچے میرے بھی ہو سکتے تھے تو پھر کوئی بھی آدمی یتیم پر ظلم نہیں کرے گا۔

③ اس کی وراثت کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہی تقسیم کیا جائے، اس لیے کہ اس کے ورثا اور ان کے حصوں کا تعین خود اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ لیکن وراثت کی تقسیم سے پہلے اس کے کفن دفن کا خرچ، اس کے ذمہ قرض کی ادائیگی اور وصیت پر عمل کیا جائے۔

④ اس کی بیوہ اگر شادی کی عمر میں ہو تو اسے شادی سے نہیں روکنا چاہیے۔

یہ اور اسی طرح کے دیگر حقوق کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اور اپنے رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری دنیا و آخرت بہتر کر دے۔

اللہ تعالیٰ میری اس محنت کو خالص اپنی رضا کے لیے قبول فرمائیں۔ آمین

والحمدللہ رب العالمین

المكتبة الرحمانية
22600

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انوار الصلوٰۃ

المعروف

نماز مصطفیٰ ﷺ

تحقیق و فوائد

حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

تالیف

پروفیسر حافظ عبدالستار حامد

نمایاں خصوصیات

- ہر روایت کی مکمل تخریج
- صرف صحیح و حسن احادیث سے استدلال
- صحت و سقم کے اعتبار سے دو جلیل القدر علماء:
  علامہ ناصر الدین البانی اور حافظ زبیر علی زئی رحمہما اللہ کے حکم ہر روایت پر موجود ہیں۔
- طہارت، وضو، نماز اور دعاؤں کے صحیح مسائل کا احاطہ
- آسان فہم انداز

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

لاہور: ہادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

موت سے سوگ تک کے تمام مسائل کا
انسائیکلوپیڈیا

کتاب الجنائز

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

مکتبہ اسلامیہ

لاہور: بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

/maktabaislamia1 maktabaislamiapk.com maktabaislamiapk@gmail.com